

مؤسس

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری**

زیرِ سرپرستی جانشینِ تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری بریلوی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

مدیرِ اعلیٰ — مدظلہ العالی

ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 1913ء
جنوری، مئی، ستمبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taj-al-Shari'ah Foundation Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011





مرکز سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف



January 2013

صفر ۱۴۳۴ھ

زیر سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر اعلیٰ:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

جلد: ۳۳
شمارہ: ۱
جنوری ۲۰۱۳ء

ترجمان سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی اصلاحی ترجمان

مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی
مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیر عاطفت — زیر عنایت
حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ
حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر اعلیٰ:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی، ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ❀ زرسالانہ: ۱۸۰ روپے ❀ بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے ❀ لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543
فون: 0581-3291453, 2472166
دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
Visit us: www.jamiaturraza.com
www.hazrat.org-www.alahazrat.in
E-mail: asjadaraza@gmail.com, atiq_shujamalik@yahoo.com, Sunniduniya@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام "اختر رضا خاں" یا "امام احمد رضا ٹرسٹ" ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

اشاریات

محسن اعظم، مجدد اعظم

اداریہ

محمد یونس رضا مونس اویسی

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدنا امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ کا "عرس مقدس" حاضر ہے، بڑے اہتمام کے ساتھ اس امام کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے دنیا بھر سے خوش عقیدہ مسلمانوں کا جہاں ایک سیلاب شہر بریلی شریف میں امنڈ پڑتا ہے وہیں خوش عقیدہ مسلمان کی تنظیمیں، تحریکیں، انجمنیں، مساجد و مکاتب، مدارس و کالجز میں اپنے اپنے طور پر امام اہل سنت کو یاد کریں گے۔ آخر سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ کی وہ کون سی تحریک تھی جس کے لئے پوری دنیا جبین عقیدت و محبت جھکائے محسن عظیم مانتے ہوئے خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے بیتاب نظر آتی ہے؟ تو سنئے! اس امام نے بلا خوف لومۃ لائم عشق رسالت کے اتھاہ گہرے سمندر میں غوطہ خوری فرما کر "دین حق" کی ایسی خدمت فرمائی کہ جہان علم و تحقیق داد دینے پر مجبور اور مثال بیان کرنے سے قاصر ہے۔ چودھویں صدی ہجری کے عجمی دانشوروں نے اپنا امام و مقتدا تسلیم کیا تو عربی عقلمندوں نے اس پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔ اور ہر سو یہ نعرہ بلند ہوا ع

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

بالخصوص جن عنوان کے حوالے سے آپ کی ذات با برکات "مرکزی" حیثیت کی حامل قرار پائی وہ کچھ اور نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تمجید اور اللہ تعالیٰ کے محبوب سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و اہمیت جیسا کہ قرآن و احادیث میں مصرح ہے اسے بیان فرمایا اور آپ نے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں خالق کائنات عز وجل اور فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی شمعیں فروزاں فرمائیں اور ناموس الوہیت و عظمت رسالت کی حفاظت کے لئے مردانہ وار قلمی و علمی جہاد کیا۔

آپ ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ رجون ۱۹۵۶ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور خود اپنی ولایت باسعادت کی تاریخ اس ایمان افروز آیت کریمہ سے استخراج فرمائی: {أُولَـٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ

وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ } یعنی ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی''۔

اور خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: جسے سیرت نگار سرکار ملک العلما ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں: ''بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت اعداء اللہ سے اور میرے بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔ {أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ} بحمد اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا {لا الہ الا اللہ} دوسرے پر لکھا ہوگا {محمد رسول اللہ} (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور بحمد اللہ ہر بد مذہب پر فتح پائی۔ [حیات اعلیٰ حضرت]

وہ امام جس نے ناموس الوہیت اور عظمت رسالت کے لئے عظیم کارنامہ انجام دیا وہ بچپن ہی سے باکمال ہے۔ ظاہر ہے کہ ایمان جس کے دل پر نقش ہو چکا ہے وہ ناموس الوہیت اور عظمت رسالت کی پاسبانی کے لئے بے نیام شمشیر ہوگا اور معمولی سی بھی گستاخی برداشت کرنے کا روادار نہ ہوگا۔ اور یہی سیدنا اعلیٰ حضرت کی کتاب زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔ عملی طور پر دیکھیں تو اعلیٰ حضرت کی پوری زندگی رب العلمین کے احکام اور رحمۃ للعلمین کی تعلیمات اور سنتوں کا آئینہ دار ہے۔

چودہویں صدی ہجری کا پورا ماحول جس میں عقیدۂ اہل سنت پر حملے ہی حملے جہاں غیر اسے نقصان پہنچانے میں مسلسل کوشاں تھے وہیں نام نہاد کلمہ گو حضرات بھی آئے دن ایک نیا فتنہ کھڑا کر رہے تھے ایسے ماحول میں اسلام کی سچی خدمت اور کس خلوص وللّٰہیت کی ضرورت تھی یہ کسی عاقل پر مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور سے تاہنوز ارباب علم و دانش نے اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو حق کی پہچان مقرر کیا اور خوش عقیدہ مسلمان (ہندوستان کا ہو یا بیرون ہند کا) نے ''بریلوی'' لاحقہ لگا کر نشان امتیاز بنایا اور اہل سنت والجماعت کا ایک تعارفی نام مسلک اعلیٰ حضرت پڑا۔ اس نعرہ کے لگانے پر جب کچھ اپنے ہی لوگوں کا ہاضمہ خراب ہوا اور عذر لنگ کا سہارا لے کر دو چار سطریں لکھ کر شائع بھی کیا مگر اسے خواص وعوام اہل سنت نے نامنظور کر دیا۔ جو نعرہ مشائخ کرام، سادات عظام، علمائے ذوی الاحترام، ان گنت خوش عقیدہ مسلمان کا پسندیدہ ہو، ان کے دل کی آرزو ہو وہ بھلا تار عنکبوت تحریروں سے کیسے ناقابل قبول ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں جب گفتگو دراز ہوئی تو عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے متعدد مرتبہ، متعدد مقام پر یہ ارشاد فرمایا کہ یہ نعرہ ان کے پیر خانہ مارہرہ مطہرہ سے بلند ہوا اور نہ اس وقت کے مشائخ وعلما و دانشوران قوم وملت کو اعتراض ہوا نہ ہے۔ اب کچھ ان کے خوشہ چینوں کے خوشہ چیں کے خوشہ چیں سے سیکھنے والے کو یہ فکر دامن گیر ہے کہ یہ نعرہ بند ہو۔ امام اہل سنت کی تحریک سے ہم آہنگ خوش عقیدہ مسلمان کے جملہ شعبہ جات ہیں لہٰذا جب بھی کسی شعبہ میں کوئی تقریب وقوع پذیر ہوتی ہے تو امام اہل سنت کا ذکر کسی نہ کسی طور پر ضرور ہوتا ہے۔ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے امام احمد رضا کو انعام ہے۔ {ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ}

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

===



تجلیاتِ نعت



آقائے نعمت، دریائے رحمت، مجدّدِ دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

خراب حال کیا دل کو پر ملال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا
نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی
قضا نے لاکے قفس میں شکستہ بال کیا
یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
چھڑا کے سنگِ درِ پاک سر وبال کیا
مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا
الٰہی سن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرا مرا بحال کیا

تاجدارِ اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

دو جہاں کوئی تم سا دوسرا ملتا نہیں
ڈھونتے پھرتے ہیں مہر و مہ پتا ملتا نہیں
ہے رگِ گردن سے اقرب نفس کے اندر ہے وہ
یوں گلے سے مل کے بھی ہے وہ جدا ملتا نہیں
آپ بحرِ عشقِ جاناں سینہ میں ہے موجزن
کون کہتا ہے ہمیں آبِ بقا ملتا نہیں
ذرہ ذرہ خاک کا چمکا ہے جس کے نور سے
بے بصیرت ہے جسے وہ مہ لقا ملتا نہیں
جو خدا دیتا ہے ملتا ہے اسی سرکار سے
کچھ کسی کو حق سے اس در کے سوا ملتا نہیں
کیا علاقہ دشمنِ محبوب کو اللہ سے
بے رضائے مصطفیٰ ہرگز خدا ملتا نہیں
کوئی مانگے یا نہ مانگے ملنے کا در ہے یہی
بے عطائے مصطفائی مدعا ملتا نہیں
دور ساحل موج حائل پار بیڑا کیجئے
ناؤ ہے منجدھار میں اور ناخدا ملتا نہیں
کس طرح ہو حاضرِ درنوریؔ بے پر شہا
ناکے روکے دشمنوں نے راستہ ملتا نہیں

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

لبِ کوثر ہے میلہ تشنہ کامانِ محبت کا
وہ اُبلا دستِ ساقی سے وہ اُبلا چشمہ شربت کا
یہ عالم انبیاء پر اُن کے سرور کی عنایت کا
جسے دیکھو لئے جاتا ہے پروانہ شفاعت کا
پلادے اپنی نظروں سے چھلکتا جام رویت کا
شہِ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا
وہی جو رحمۃ العالمیں ہیں جانِ عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا
مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اُجالا ہے حقیقت میں اُنہیں کی پاک طلعت کا
بھٹکتا یوں پھرے کب تک تمہارا اخترؔ خستہ
دکھادو راستہ اس کو خدارا شہرِ اُلفت کا

ضیائے قرآن

کنزالایمان اعلیٰحضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۱۳۳ / ۱۳۴

بلکہ تم میں کے خود موجود تھے {۲۴۱} یعقوب کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسماعیل {۲۴۲} و اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں یہ (۱۳۳) {۲۴۳} ایک امت ہے کہ گزر چکی {۲۴۴} ان کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی (۱۳۴)

خزائن العرفان صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۲۴۱} **شان نزول** یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے کہا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بہتان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی (خازن) معنیٰ یہ ہیں کہ اے بنی اسرائیل تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے آخر وقت ان کے پاس موجود تھے جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام و توحید کا اقرار لیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا جو آیت میں مذکور ہے {۲۴۲} حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں داخل کرنا تو اس لئے ہے کہ آپ ان کے چچا ہیں اور چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور آپ کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام سے پہلے ذکر فرمانا دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں دوسرے اس لئے کہ آپ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جد ہیں {۲۴۳} یعنی حضرت ابراہیم و یعقوب علیہم السلام اور ان کی مسلمان اولاد {۲۴۴} اے یہود تم ان پر بہتان مت اٹھاؤ۔

بہارِ حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، شہزادۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ ابوحامد محمد عسجد رضا خاں قادری ناظم اعلیٰ: جامعۃ الرضا

زیارت روضۂ انور:

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روضۂ انور کے پاس حاضر ہوکر سلام عرض کرتے: میں نے انکا یہ طریقہ سیکڑوں بار دیکھا۔ روضۂ انور کے پاس حاضر ہوکر یوں سلام پیش کرتے۔ السلام علی النبی، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور السلام علی ابی بکر، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر واپس جاتے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ آپ اپنے ہاتھوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اقدس پر حضور کے تشریف فرما ہونے کے مقام پر رکھتے اور اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

روضۂ انور کی زیارت شفاعت کا اہم ذریعہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو خالص میری زیارت کے لئے حاضر ہوا اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

روضۂ انور کی زیارت گویا حضور کا دیدار پُر انوار ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حج بیت اللہ کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات مقدسہ میں میری زیارت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے وصال اقدس کے بعد میرے روضۂ انور کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی اور میں روز قیامت اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔

ثواب کی نیت سے زیارت روضۂ انور باعث شفاعت ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو طلب ثواب کی نیت سے مدینے آکر میری زیارت کرے میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ اور شفیع ہوں گا۔

روضۂ انور کے زائر کے لئے شفاعت واجب:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے روضۂ انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

مسجد نبوی میں حضور کی زیارت کی نیت سے جانا دو حج مبرور کا ثواب ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حج بیت اللہ کیا پھر مسجد نبوی میری زیارت کے قصد سے آیا تو اسکو دو حج مقبول کا ثواب ملے گا۔

(جامع الاحادیث جلد دوم)

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

کلو کا کہنا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ موجود نہیں ہیں، وہ صرف مدینہ منورہ کے اندر روضۂ انور میں حیات سے ہیں امت کا حال ان تک فرشتوں کے ذریعہ پیش کئے جاتے ہیں، سرکار ہر جگہ موجود نہیں رہتے، کلو کے ایسا کہنے سے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرنے پر بھی ہر جگہ موجود نہیں ہوتے، محمد ادریس کہتا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ ہے اس جگہ پر رسول بھی حاضر رہتے ہیں جو ہر جگہ ان کو حاضر ناظر نہیں سمجھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے، محمد ادریس قسم قرآن کی کھا کر کہتا ہے کلو کے سوال کا جواب دینے کے بعد، کلو کو مسلمان نہیں سمجھتا۔

راقم محمد ادریس قریشی

گھائپور کاتب محمد حلیم قریشی بقلم خود

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاظر و ناظر ہیں بایں معنی حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کا عظیم نور ہے جس سے اللہ عزوجل نے تمام خلق کو ایجاد فرمایا اور جو کچھ موجود ہے اس میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ذلک النور القدسی موجود اور اسی سے اس کی بقا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کا نور آیا اور روشن کتاب۔" [قرآن کریم سورۂ مائدہ پ ٦ آیت ١٥]

حدیث پاک میں ہے: "یاجابر ان اللہ خلق نور نبیك من نورہ قبل الاشیاء ومن نورہ خلق کل شئ۔ اللہ تعالیٰ نے اے جابر تیرے نبی کے نور کو دنیا سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور نبی کے نور سے ہر شئ بنائی۔" [حدیث المواہب اللدنیہ، المقصد الاول، اول المخلوقات ج ۱، ص ۷۱، ۷۲]

اسی لئے تمام زمانے اور سب جہاں کے علماء بالاتفاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانتے ہیں اور اس باب میں کسی کا اختلاف نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی "الاقرب السبل" میں فرماتے ہیں:

"باچندیں اختلاف وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم و باقی است بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل وبر اعمال امت حاضر وناظر ومرطالبان حقیقت را مفیض و مربی" "الاقرب السبل" اور اسی لئے تشہد میں حکم ہے کہ عرض کرو: "السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" [حدیث بخاری شریف باب التشہد فی الآخرۃ، مسلم باب التشہد فی الصلوۃ]

جس سے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مؤمن کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور ہر عبادت گزار کا یہ نصب العین ہے۔یہی محقق مذکور ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں:

''ونیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصب العین مومنان وقرۃ العین عابداں ست درھمہ احوال واوقات خصوصاً درحالت نماز پس مصلی رابایدکہ ازیں شہود غافل نگرددتا بانوارقرب و اسرارمعرفت وفائزوتنورگردد''۔ [اشعۃ اللمعات]

فتح الباری میں ہے :''ویحتمل ان یقال علی طریق اھل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات أذن لھم بالدخول فی حریم الحی الذی لایموت فقرت اعینھم بالمناجات فنبھوا علی ان ذلک بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعته التفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر الخ''۔

[فتح الباری شرح بخاری باب التشہد فی الآخرۃ]

اسی لئے علماء حکم فرماتے ہیں کہ الفاظ تشہد سے انشاء کا قصد کرے گویا کہ وہ اللہ کو تحیت کرتا اور نبی علیہ السلام کو سلام عرض کرتا ہے۔درمختار میں فرمایا:''ویقصد بالفاظ التشھد الانشاء کانه یحیی الله ویسلم علی نبیه الخ۔'' [درمختار ج۱ص ۷۷ ۳مطبوعہ مکتبہ فیض القرآن،دیوبند]

اور جب یہ حضور اکرم اس نور اعظم کے اعتبار سے ہے جس کا اطلاق قرآن عظیم نے اس ذات والا صفات یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرمایا اور اس نور کو مطلق بلا قید ظاہری و باطنی وحسی ومعنوی اوّل وآخر رکھا اور پھر ظاہر کہ تمام مقیدات کے افراد ہوتے ہیں اوران تمام افراد میں مطلق کی حقیقت موجود ہوتی ہے تو بحمدہ تعالیٰ ظاہر کہ حقیقت محمدیہ تمام مقیدات میں موجود کہ یہ سب اس کے افراد ہیں

اسی لئے تمام عرفا فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ ذرات اکوان وافراد کون ومکاں میں جاری وساری ہے۔

یہی شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں عبارت گزشتہ کے متصل فرماتے ہیں:''وبعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است درذرائر موجودات وافراد ممکنات''۔ [اشعۃ اللمعات]

ابریز شریف میں سیدی عبد العزیز دباغ علیہ الرحمۃ سے ہے:''واکبر الارواح قدرا واعظمھا حجما روحه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فانھا تملأ السموات والارضین الخ۔'' [الابریز]

نیز اسی میں ہے :''ان لذاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نورا منفعلا عنھا قد امتلأ به العالم کله فما من موضع منه الاوفیه النور الشریف۔'' [الابریز]

بالجملہ مسئلہ حاضر وناظر ضروریات اہل سنت سے ہے اور اس زمانے میں اہل سنّت کی ایک پہچان وہابیہ کا رد ہے کہ وہابیہ بدمذہب ہے،کلّو کا انکار اگر بربنائے وہابیت ہے تو وہابیہ مسلمان نہیں تو اس کا بھی وہی حکم اور اگر براہ ناواقفی انکار کرتا ہے تو مسلمان سے خارج نہیں،ہاں توبہ ضرور ہے کہ بے جانے امور دینی میں مداخلت حرام اور محمد ادریس نے جو یہ کہا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے عقیدۂ اہل سنت کے بظاہر مخالف ہے کہ اللہ تعالیٰ پر زمان و مکان جاری نہیں ہوتے۔لہٰذا وہ بھی توبہ کرے اور تجدید ایمان بھی کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال

بخدمت جناب مفتیٔ اعظم ہند بریلی شریف یو۔پی۔

خدمت میں عرض ہے مہربانی سے جواب عنایت

فرمائیں کہ بریلی شریف میں دیوبندیوں کی کتنی مساجد ہیں اور وہ دیوبندی صرف اپنی ہی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں یا وہ اہل سنت کی مساجد میں نمازیں ادا کرتے ہیں کیوں کہ میرا مقدمہ اس بنا پر کورٹ میں چل رہا ہے وہ مجھ کو کورٹ میں دیکھانا ہے اگر ہو سکے تو ہندی میں لکھا ہوا روانہ فرمائیں، میری تاریخ 3-1-84 ہے کیوں کہ مجسٹریٹ صاحب ہندی جانتے ہیں اور دو کاپی بھیج دیں تاکہ ایک میرے پاس رہے اور ایک حاکم کو پیش کر دی جائے، عین عنایت ہوگی۔ دوسرا یہ کہ اگر اہل سنت و جماعت کی مسجد میں دیوبندی پیش امام بن کر نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں جو میں نے آپ کی خدمت میں لکھا ہے لکھ کر تحریر فرمائیں خط ملتے ہی جواب دیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب

دیوبندی کی مساجد بریلی میں بہت کم ہیں اور دیوبندی اپنی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، مجسٹریٹ نے یہ آپ لوگوں سے کیوں پوچھا ہے؟ اس امر کی دریافت تو کچہری کو گورنمنٹی ذرائع سے خود چاہئے تھی، پھر دیوبندیوں کی مساجد کی زیادتی یا کمی پر بنائے کار رکھنا ہی غلط ہے، اصل بات تو یہ ہے کہ دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب ایسے کافر و بے دین ہیں کہ علمائے حرمین شریفین نے فرمایا کہ جو ان کے کفر پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، دیکھو حسام الحرمین۔ تو انہیں سنیوں کی مساجد میں آنا اور ان کے ساتھ صف میں کھڑا ہونا ہمارے شرع مطہر میں جائز نہیں اور ان کی امامت صحیح نہیں تو ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) خدا کی ذات مقدسہ پر وہ گندے وگھنونے فعل ہم بستر جو بندے کرتے ہیں کیا کر سکتا ہے جو ایسا عقیدہ رکھے وہ کون؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مر کر مٹی میں ملنے والا بتائے وہ کون سا فرقہ ہے کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان رہیگا؟

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتنا علم دیا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب ہو اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ کیسا ہے اور جو چوپائے سے مشابہت دے وہ کون سا فرقہ ہے کیا وہ مسلمان رہے گا؟

(۴) جو بدعقیدگی کو فروغ دے اور پرچار کرے کیا وہ مسلمان ہے؟۔

(۵) کیا کسی انسان کے جسم میں نبی و ولی کی روح حاضر ہو سکتی ہے اگر ایسا کوئی دعویٰ کرے اور اس کی حمایت جو لوگ کریں وہ مسلمان رہے گا؟ مفصل و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: فقیر محمد غلام رسول کیئر آف ناز پان ہاؤس موضع بھارت کرام پوسٹ ڈھبوئی ضلع باندہ

الجواب بعون الملک الوھاب

(۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص سے وجوباً ازلاً و ابداً منزہ ہے، اسے ہر عیب سے منزہ جاننا ضروریات دین سے ہے۔ جو اللہ رب العزت کو کسی عیب سے موصوف جانے منکر تنزیہ و تقدیس باری ہو، کھلا کافر بے دین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ وہابیہ کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی کا قول بدتر از بول ہے جو اس کا معتقد و مصحح ہو وہ بلاشبہ کافر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جملہ انبیائے کرام کے علوم و معارف عطا فرمائے اور آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت تک جو کچھ ہوا جو ہو رہا

ہے جو ہوگا سب آپ پر منکشف فرمادیا اور اس سے زیادہ وہ عطا کیا جو کسی نبی کسی فرشتہ کو نہ ملا۔

قال اللہ تعالیٰ: "وعلمك مالم تكن تعلم یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔"

[قرآن عظیم۔سورۂ نساء،پ ۵،آیت ۱۱۳]

وقال عزوجل: "تبيانا لكل شيئ۔ یعنی ہم نے تم پر قرآن اتارا ہر شے کا روشن بیان۔"

[قرآن عظیم،سورۂ نحل،آیت ۸۹]

اور فرماتا ہے،رب تعالیٰ: "فاوحى الى عبده ما اوحى۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کرنا چاہی۔"

[قرآن عظیم سورۂ نجم،پ ۲۷،آیت ۱۰]

اور فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: "علمت علوم الاولين والآخرين۔ مجھے اولین وآخرین کے علوم دیے گئے۔"

[حدیث]

یہ عقیدہ اہل سنت ہے اور جو مطلقاً علم غیب کی نفی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یا کسی نبی علیہ السلام سے کرے وہ کافر ہے اور یہ کہنا کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اہانت ونفی علم غیب میں صریح ہے تو اس قول کے کفر ہونے میں کیا شبہ ہے اور چوپایوں سے علم نبی کو تشبیہ دینا بے شک کفر اور قائل اور اس کے ہم نوا اور اسے مسلمان جاننے والے سب کافر و مرتد بے دین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) بدعقیدگی جو حد کفر تک پہنچی ہو اس کا مبلغ کافر ہے مسلمان نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) یہ عقیدہ اہل تناسخ کا ہے اور قواعد اسلامیہ کے خلاف ہے کہ اسی سے قدم اجسام لازم ہوتا ہے اور قدم اجسام کا قول دہریت والحاد و بے دینی ہے۔

اصول الدین امام ابومنصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی بغدادی میں ہے: "وزعم اهل التناسخ ان الاعادة انما يكون برد الارواح في اجساد مختلفة وذلك كله في الدنيا الى قوله صار والى قول الدهرية القائلة بقدم الاجساد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: جماعت اسلامی کے عقائد کیا ہیں اور از روئے شرع ان پر کیا حکم عائد ہوتا ہے، ان سے سلام کلام، شادی بیاہ کرنا کیسا ہے ان کی خوشی وغمی اور جنازہ میں شرکت کرنا کیسا ہے ہمارے یہاں ماحول ایسا ہے کہ کچھ حضرات ایک شخص کے بارے میں جانتے ہیں کہ یہ جماعت اسلامی کا ہے یا دیوبندی وہابی ہے اور وہ شخص اقرار بھی کرتا ہے ان سے سلام وکلام کرتے ہیں ان سے شادی بیاہ کرتے ہیں ان کی خوشی وغمی اور جنازہ میں بھی شرکت کرتے ہیں ہمارے علاقہ یعنی سہرسہ، مونگیر بہار میں شاید ہی دو چار فیصد سنی مسلمان ملیں گے جو ایسی شادی بیاہ یا ان سے سلام کلام نہ کرتے ہوں، ان لوگوں پر کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے آیا سب کے سب ایسے سنی حرام کے مرتکب ہیں یا کفر کے بینوا توجروا۔

(۲) زید کے سامنے یہ بات آ گئی کہ لڑکی کے مہر کے متعلق قرآن وحدیث کا جو حکم ہے اس پر عمل کیا جائے۔ تو اس پر زید نے کہا کہ میں قرآن وحدیث کو نہیں مانتا ہوں، اب اس پر کیا حکم ہے، بینوا وتوجروا۔

المستفتی: محمد انصار الحق نوری

مدرسہ شمس العلوم کمہاری وایا باسی ناگور شریف

الجواب بعون الملک الوھاب

جماعت اسلامی (نام نہاد) کے عقائد وہی ہیں جو

وہابیہ کے عقائد ہیں اور دیوبندی جو اللہ و رسول کی صریح توہین کے مرتکب ہوکر علمائے حرمین شریفین ومصروشام وہند وسندھ کے فتویٰ سے بے شبہ کافر مرتد، بے دین ٹھہرے جو انہیں مسلمان جانے تو وہ بھی انہیں کی طرح مرتد، بے دین ہیں، ان سے ہر قسم کی معاملت ناجائز اور ان سے میل جول اور ان کی نماز جنازہ پڑھنی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کفر ہے اور ان کا نکاح کسی سے ہونا باطل ہے۔

درمختار میں ہے: "لایصلح ان ینکح مرتد او مرتدۃ احدا من الناس مطلقاً۔" [درمختار]

جو لوگ مودودی جماعت کے افراد سے میل رکھتے ہیں ان سے شادی بیاہ کرتے ہیں گناہ گار ہیں توبہ کریں، جو ان کی نماز جنازہ پڑھتے ہوں ان پر تجدید ایمان بھی لازم اور شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح بھی، اس جماعت کے حالات جاننے کے لئے "مودودی کا الثا مذہب جماعت اسلامی" وغیرہ مسائل علمائے اہل سنت و جماعت ملاحظہ ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میری لڑکی کا نکاح تقریباً دوسال ہوئے لیکن مجھے صحیح طور پر معلوم ہوا ہے کہ جس شخص کے ساتھ میری لڑکی کا نکاح ہوا تھا وہ وہابی اور میں اور میری لڑکی سنی ہے اور وہ شخص جس سے نکاح ہوا تھا وہ وہابی ہے تو کیا یہ نکاح ہوا یا نہیں اور کیا طلاق لینا ضروری ہے یا نہیں اور میری لڑکی جو اس کے ساتھ دس ماہ گزاری ہے تو کیا اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا یا نہیں اور آج جو دن اس شخص کے ساتھ تو گزرے گا کیا اس کا بھی کوئی کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

عائشہ بیگم، بیگم نواب محمد حبیب خاں
محلہ بازار صندل خاں قلعہ بریلی شریف

الجواب بعون الملک الوھاب

فی الواقع اگر وہ شخص وہابیوں کے عقائد کفریہ بکتا یا ان کے کفریات پر مطلع ہوکر انھیں مسلمان جانتا ہے تو وہابیہ زمانہ مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح نہ سنیہ سے نہ کافرہ اصلیہ سے نہ اپنے مثل مرتدہ سے غرض کہ عالم میں کسی سے درست نہیں۔

درمختار میں ہے: "لا یصلح ان ینکح مرتد او مرتدۃ احدا من الناس مطلقا۔" [درمختار]

ہندیہ میں مبسوط سے ہے: "لایجوز ان یتزوج المرتد مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ ولا مرتدۃ و کذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد۔" [فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۲۸۲ باب القسم السابع المحرمات بالشرک، مطبع زکریا، دیوبند]

اور اگر وہابیہ کے عقائد کفریہ نہیں رکھتا نہ وہابیہ کو مسلمان جانتا ہے مگر نیاز وفاتحہ ومیلاد وقیام وصلاۃ وسلام وغیرہ معمولات اہل سنت کو بدعت سیئہ سمجھتا ہے تو بدمذہب ہے اور بدمذہب بنت سنیہ کا کفو نہیں اور مذہب معتمد میں غیر کفو سے نکاح بے اجازت صریحہ ولی اصلاً منعقد نہیں ہوتا، لہٰذا جب وقت نکاح اس کا بدمذہب ہونا معلوم نہ تھا تو اصلاً منعقد نہ ہوا کہ ولی کی اجازت اس وقت معتبر جبکہ غیر کفو کو غیر کفو جانتے ہوئے اجازت دے۔

درمختار میں ہے: "ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً و ھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلا یحل مطلقۃ ثلثا نکحت غیر الکفو الا برضا ولی بعد معرفتہ ایاہ فلیحفظ۔" [درمختار]

ردالمحتار میں ہے: "فلا یلزم التصریح بعدم الرضا بل السکوت منہ لا یکون رضا کما ذکرنا لا بد لصحۃ العقد من رضاہ صریحا الخ۔" [ردالمحتار، باب الولی]

نیز ردالمحتار میں ہے: "وقال شمس الائمة وهذا اقرب الى الاحتياط كذا فى تصحيح العلامة قاسم۔" [ردالمحتار، باب الولی]

لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق لینے کی ضرورت نہیں، ہاں پریشانی سے بچنے کے لئے کچہری سے آزادی حاصل کرلے اگرچہ وہ آزادی نکاح صحیح میں کچھ اثر انداز نہیں لیکن صورت مذکورہ میں تو سرے سے نکاح ہی نہ ہوا اور بعد تحقیق وہابیت اس کے ساتھ رہنا حرام اور گزشتہ میں بوجہ عدم علم الزام نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل ذیل میں کہ

(۱) زید ایک محلہ کا چودھری ہے اور محلہ کے ہر مقدمہ کا فیصلہ انہیں سے کیا جاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر چیز کا علم ہے مگر ایک چیز سے غافل ہے لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کس چیز سے خداوند قدوس غافل ہے تو زید نے جواباً کہا کہ میاں بیوی کی صحبت سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں ہے نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے بزرگان دین نے جو کام کر دکھائے ہیں ہمارے نبی نہیں کر سکے ہیں پوچھنے پر جواب دیا کہ مثلاً غوث پاک نے مردے کو زندہ کیا ہے مگر ہمارے نبی نہیں کر سکے ہیں لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ کلمات کفریہ ہیں یا نہیں اور قائل پر کیا حکم ہے؟

(۲) جو شخص مشرکین کے یہاں جا کر رام چھمن کی کہانی اور ان کے واقعات کو سنتا رہے اور نماز کی پابندی نہ کرے اور کہنے پر ناراضگی کا اظہار کرے اس شخص پر حکم شرع کیا ہے؟

بینوا وتوجروا۔

المستفتی: عبدالواحد اشرفی

الجواب بعون الملک الوهاب

اس شخص کی دونوں باتیں کفری ہیں اور اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت وتنقیص پر مشتمل ہے اس پر فرض ہے کہ توبہ وتجدید ایمان کرے اور شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے کہ مجبور ہو کر توبہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ہنود کے پرکھوں کی کہانی اور واقعات سننا حرام بدکام بدانجام ہے اس کے مرتکب پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کرے۔ ہدیۃ المہتدین چلپی میں ہے: "موافقة الكفار فى اقوالهم وافعالهم واياهم الخاصة بهم كفر۔" [هدية المهتدين]

اور اگر ان واقعات کو سننا تحسین کے ساتھ ہے تو یہ دوسری وجہ اس کے کفری ہے جو اشد واشنع ہے۔ ہندیہ میں ہے: "وتحسين امر الكفر كفر الخ۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔ [فتاویٰ عالمگیری]

سوال

کیا حکم شرع ہے مندرجہ ذیل شعر کے بارے میں بیان فرمائیے۔

جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

اگر یہ شعر خلاف شرع ہے تو پڑھنے اور سننے والوں کا کیا حکم ہے؟

سائل: کبیر احمد
ساکن موضع جوکھن پور ڈاکخانہ رچھا روڈ ضلع بریلی شریف

الجواب بعون الملک الوهاب

اس شعر کا ظاہر حلول واتحاد وعینیت خالق ومخلوق ہے اور یہ بلاشبہ کفر ہے جس نے بھی ظاہری معنی اعتقاد کئے شعر

پڑھنے والا یا سننے والا وہ بے شک کافر ہے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والوں پر تجدید نکاح بھی ضرور اور اگر اس معنی کا اعتقاد نہ کیا تو تکفیر نہیں البتہ عوام کے سامنے ایسے اشعار پڑھنا سخت حرام ہے کہ بدخواہی عوام ہے اور یہ شعر ایک تاویل صحیح رکھتا ہے اور قائل اس کا ایک مرد حق آگاہ ہے جس سے غلبہ وشوق واستغراق میں یہ شعر نکلا ہے لہٰذا اس کی تکفیر کی طرف راہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے بکر سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں تو بکر نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ ذاتی علم غیب تھا اور باقی عطائی تو پھر زید نے بکر سے کہا کہ آپ غلط کہتے ہیں تو بکر نے جواب دیا کہ ہم آپ کو کچھ ذاتی علم غیب کا ثبوت دیں گے بکر کے اس بات پر زید نے بکر سے کہا کہ مولانا آپ توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرلیں۔

لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں بکر کی بات صحیح ہے یا زید کی اور شریعت مطہرہ کے نزدیک ان دونوں میں کون مجرم ہے اور زید وبکر پر شریعت کا کیا حکم ہے خلاصہ جواب سے عنایت فرمائیں، فقط

الجواب بعون الملک الوھاب

علم ذاتی خاصۂ جناب باری تعالیٰ ہے جو اس کا ایک ذرہ غیر خدا کے لئے مانے بلاشبہ مشرک بے دین ہے زید صحیح کہتا ہے، بکر پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح اگر بیوی رکھتا ہو لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

***

(-----بقیہ ص ۳۸/کا)

۱۳ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء میں عرس نوری کے موقع پر تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ رضویہ اور دیگر جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرماکر آپ کی ہمہ گیری وجامعیت میں ایک نئی روشنی پیدا فرمادی۔

آپ مختلف وقتوں میں ملک کی معیاری درسگاہوں میں تدریسی خدمات پر مامور رہے مثلاً دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ، دارالعلوم دیوان شاہ بھونڈی، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، دارالعلوم اہل سنت علیمیہ جمد اشاہی، جون ۲۰۱۲ء تک مرکزی درسگاہ دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز تھے۔ علم وعمل کے اس تاجدار نے اپنی پوری زندگی کو عشق رسول علیہ التحیۃ والثنا کا شاہکار بناکر پوری دنیائے سنیت کو درس عبرت دیا جس کی زندگی کا کوئی بھی لمحہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے مخالف نہ رہا۔ العلماء ورثۃ الانبیاء کے سچے مصداق بنے رہے اور درس وتدریس اور تبلیغ دین متین کا کام انجام دیتے رہے۔

افسوس صد افسوس! علم وفن کا یہ تاجدار اپنے نقوش قدم کی تابندگی اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ گیا اور ۳؍دسمبر ۲۰۱۲ء بروز پیر ۱؍بج کر ۴۵؍منٹ پر اس دارفانی سے کوچ فرماکر اپنے رفیق اعلیٰ اور محبوب حقیقی سے جاملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
غنچۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے۔

☆☆☆

رسائل حسن پر ایک نظر

تبصرہ نگار: مفتی محمد ذوالفقار صاحب نعیمی ککرالوی

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

تاج بن کر تیرے سر پر جو سدا چمکا کیے
تو نے اے دنیا وہ سورج چاند تارے کیا کیے

امام شعروسخن، شہنشاہِ فکروفن، ذوالمجد والمنن، استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خان حسنؔ بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی وقار کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ استاد زمن کی عظمتوں رفعتوں میں بھلا کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔ انجمن شعروسخن ہو یا میدان علم وفن ہر جگہ آپ کی ذات بابرکات نمایاں حیثیت کی حامل نظر آتی ہے۔ زیر نظر مجموعۂ رسائل آپ ہی کے قلم کا شاہکار ہیں جس کی تعریف میں کچھ کہنا چھوٹا منھ بڑی بات کے مترادف ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: قدر المؤلَف بقدر المؤلِف۔ یعنی کتاب کی قدروقیمت مصنف کتاب کی عظمتوں پر منحصر ہے۔ اگر مصنف کتاب عظیم وباوقار ہو تو یقیناً کتاب بھی لائق صد افتخار ہوا کرتی ہے۔

حضرت موصوف نے بہت سارا علمی سرمایا قوم کو عطا فرمایا؛ لیکن اپنوں کی بے توجہی کہی جائے یا ماحول کی ستم ظریفی کہ اب تک عوام تو عوام خواص بھی حضرت کے اس علمی سرمائے سے من کل الوجوہ مستفید ہونے سے قاصر ہیں۔

مزید برآں اکابر کا علمی سرمایہ یا صرف لائبریریوں میں سجانے یا تہ خانوں میں دیمک کی خوراک بنانے کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ عوام وخواص سب کے استفادہ کے لیے ہے آج ضرورت ہے کہ اکابر کا گراں مایہ علمی سرمایہ منظر عام پر لایا جائے اور عوام وخواص کو استفادہ کا موقع دیا جائے۔

'رسائل حسن' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو محترم جناب ثاقب رضا قادری صاحب (پاکستان) اور پیکر خلوص حضرت علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی (انڈیا) بارك الله فيهما کی اجتماعی کوششوں اور کاوشوں سے عنقریب منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہونے والی ہے۔ ان دونوں محترم شخصیات نے ان قدیم ونایاب رسائل کی بازیابی سے اشاعت تک کا جو طویل سفر طے کیا اس میں انہیں کیا کیا دشواریاں اور پریشانیاں پیش آئی ہوں گی اس کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جو اس راہ کے مسافر ہیں، جو صرف کتب بینی ہی نہیں قلم رانی کا بھی شوق رکھتے ہیں جن کا منشا اپنے بزرگوں کے اثاثہ کو بہرا استفادہ واستفاضہ ہر قاری تک پہنچانا ہے۔

یہ امر نہایت خوش کن ہے کہ مرتبین نے تقریباً ایک سال قبل مولانا حسن رضا کی جملہ تصنیفات وتالیفات کا مجموعہ تشکیل دینے کا خواب دیکھا، اور نہایت تندہی سے اس

مختصر مدت میں مولانا کے نایاب رسائل کو نہ صرف تلاش کیا بلکہ ان کی جمع وتدوین اور ترتیب وتخریج کا کام بھی مکمل کر لیا۔ قدیم نسخہ جات کو جدید پیراہن پہناتے ہوئے اس بات کا بھی التزام رکھا کہ متن کو حرف بہ حرف برقرار رکھا جائے تاہم جہاں کہیں قدیم رسم الخط پایا گیا اس کو جدید رسم الخط میں تبدیل کر دیا ہے۔

آمدم برسر مطلب: جناب محب گرامی وقار محترم ثاقب رضا صاحب نے اپنی اس کاوش کو منظر عام پر لانے سے قبل احقر سے اس کے تعارف کو بطور تبصرہ پیش کرنے کا حکم عطا فرمایا، میں گرچہ اس کا اہل نہیں؛ لیکن تعمیل حکم مقصود ہے؛ اس لیے بسبب شرف سعادت چند سطور قلمبند کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

'رسائل حسن' استاذ زمن حضرت علامہ حسن علیہ الرحمہ کے قیمتی علمی وتحقیقی وتنقیدی مضامین سے مزین ادبی ودینی محاسن سے مملو رسائل کا مجموعہ ہے۔ کتاب کا سرورق خوبصورت ودل آویز ہے۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں اس کتاب کی بیک وقت اشاعت عرس رضوی کے موقع پر ہو رہی ہے۔ پاکستان میں اکبر بک سیلر (اردو بازار لاہور) اور انڈیا میں رضا اکیڈمی (ممبئی) اس کی اشاعت کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔

کتاب کے سرورق پر مرتبین میں محمد ثاقب رضا قادری پاکستان، اور محمد افروز قادری چریاکوٹی کے اسماء کا اندارج بڑی ہی سادگی کے پیرائے میں رکھا گیا ہے، لمبے چوڑے القاب وخطابات یا سرورق سے گریز کیا گیا ہے، مصنفین، مرتبین ومؤلفین کے لیے یہ بات لائق تقلید ہے۔

کتاب کھولنے کے بعد پہلے صفحہ پر رسائل حسن کا قدرے تعارف ہے۔ دوسرے صفحہ پر کتاب سے متعلق تفصیلات درج ہیں جس میں غرض وغایت کے حوالے سے یہ سطر تحریر ہے: 'تحفظ وترویج اثاثۂ علمائے اہلسنت وجماعت' نیز اس کا بھی خلاصہ کر دیا گیا ہے کہ یہ کتاب ۴۲۴ر صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۴ر پر مرتبین کی جانب سے اس کتاب کا انتساب دو عظیم بارگاہوں کی طرف کیا گیا ہے: مولانا حسن رضا کے مرشد گرامی سلطان العارفین سید نوری میاں قدس سرہ اور مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت قدس سرہ۔ انتساب میں ان دونوں حضرات کا انتخاب بلاشبہ حسن انتخاب ہے۔

صفحہ ۵ر پر خضر راہ کے عنوان سے رسائل حسن کے صفحات کی نشاندہی کی گئی ہے تاکہ قاری حسب منشا رسالہ کا مطالعہ کر سکے۔

صفحہ ۶ر سے ۱۷ر تک مرتبین کی جانب سے حرف آغاز کے عنوان سے ایک طویل مضمون ہے جس میں دیگر باتوں سے قطع نظر رسائل حسن کا اجمالی تعارف بھی درج ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۸ ۳ر تک ذکر حسن کے عنوان سے استاذ زمن علامہ حسن کی سوانح کا قدرے تفصیلی خاکہ پیش کیا گیا ہے، جو یقیناً قابل مطالعہ ہے۔

صفحہ ۳۹ر سے رسائل حسن کا سلسلہ شروع ہے اس سلسلہ کی پہلی کڑی رسالہ دین حسن ہے۔

دین حسن: یہ رسالہ ۳۹ سے ۸۴ تک ۴۵ صفحات پر منتشر ہے۔ اس رسالہ کی پہلی اشاعت سے متعلق احقر کو علم نہیں۔ احقر کے پاس یہ رسالہ کتابی شکل میں موجود نہیں ہے البتہ خانوادۂ رضویہ کا یادگار رسالہ الرضا کے جمادی الاخری ۱۳۳۹ھ کے شمارے میں اس رسالہ کو شامل کیا گیا تھا وہ احقر کے پاس موجود ہے۔ احقر نے اسے سرسری نظر سے پڑھا اور اسے اپنے موضوع

کی ایک بے مثال کتاب پایا۔ رسالہ الرضا میں اس کتاب کا تعارف درج ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے:

''یہ نادر و نایاب کتاب ہے جس میں مصنف اعلام نے اپنے زور قلم سے اسلام کی حقانیت اور دین مبین کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ ابتدائی صفحات میں صحابہ کرام کے بعض اہم واقعات ذکر کیے ہیں جن میں کا ہر ایک واقعہ تاریخی واقعہ ہونے کے علاوہ بطور خود ایک مستقل دلیل ہے۔ اس کے بعد دنیا کے ان مشہور فلاسفروں اور سرزمین ہند کے ان نام آور پنڈتوں کی تحریریں نقل کی ہیں جن سے اِس مقدس دین کی سچائی نے اپنی تعریف کے خطبے پڑھوا لیے۔ تو یہ کتاب اسلام کی مختصر تاریخ اور ہنود و نصاریٰ کی ان عقلی دلائل و مدائح کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اپنے ادراک و احساس کے موافق اپنے الفاظ میں لکھے ہیں پھر ان سب پر سلیس عبارت اور نفیس زبان نے لطف بیان اور بھی دوبالا کر دیا ہے، اور کیوں نہ ہو جب کہ ہندوستان کے مشہور اُردو نگار حضرت مولانا مولوی محمد حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کی اعلیٰ تصنیف ہے۔''

نگارستانِ لطافت: صفحہ ۸۵ سے دوسرا رسالہ مسمّٰی بہ نگارستان لطافت شروع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ ۶۹ صفحات کو محیط ہے۔ اس رسالہ کا موضوع میلادِ رسول ہے۔ علامہ نے اس میں نظم و نثر دونوں انداز میں خامہ فرسائی کی ہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے ایک طرف ادبی و شعری گل ریزی سے قاری کا ذہن و دماغ معطر ہوگا تو دوسری طرف نثری اسلوب بیان کی چاشنی سے قاری کی زبان لطف اندوز ہوگی۔

اس رسالہ کی پہلی طباعت ۱۳۰۲ھ میں ہوئی جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا درج ذیل تاریخی قطعہ اس کا صاف پتہ دے رہا ہے

یافت حسن حُسنِ تحسین
از حسان در ذکرِ حسین
گفت رضا تاریخ چنین
'نعت اشرف قبلۂ دیں'
۱۳۰۲ھ

تزکِ مرتضوی: صفحہ ۱۵۵ سے رسالہ 'الرائحۃ العنبریہ من المجمرۃ الحیدریۃ' معروف بہ 'تزکِ مرتضوی' کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ رسالہ صفحہ ۱۹۱ تک ہے؛ یعنی یہ رسالہ ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ میں مصنف موصوف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت و عظمت و رفعت پر تفصیلی کلام فرمایا ہے، نیز اہل سنت کے حوالے سے فرقۂ تفضیلیہ کی طرف سے شیخین پر کیے جانے والے اعتراضات و الزامات کے دنداں شکن جوابات بھی قلمبند فرمائے ہیں۔ یہ رسالہ اپنی نظیر آپ ہے۔

اس رسالہ کی پہلی طباعت مطبع جماعت تجارت میرٹھ سے ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ 'الرائحۃ العنبریہ من المجمرۃ الحیدریۃ' سن ہجری [۱۳۰۰ھ] اور ''تزکِ مرتضوی'' سے سن عیسوی ۱۸۸۳ء برآمد ہوتی ہے۔ مزید برآں مدتِ مدید کے بعد گزشتہ برس یہ کتاب محترم افروز قادری صاحب چریاکوٹی کے تحشیہ و تخریج و ترتیب جدید سے مزین ہو کر محترم ثاقب صاحب کی مدد سے منظر عام پر آ چکی ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اب تک اس کتاب کو تصانیف اعلیٰ حضرت کے خانہ میں رکھا جاتا تھا مگر اس مجموعہ کے مرتب جناب محترم ثاقب صاحب نے اس حقیقت کا انکشاف جام

نور میں اپنے ایک مضمون میں کیا وہ لکھتے ہیں :
'ردِ تفضیل پر مولانا حسن رضا کی ایک نادر و نایاب تالیف ہے ۔۔۔۔۔سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے :
'الحمد للہ کہ در فضائل علیہ جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ مع بعض دلائل مختصر و عام فہم مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایں رسالہ سیف قاطع و برق لامع مسمّٰی بنام تاریخی 'الرائحۃ العنبریۃ من المجمرۃ الحیدریۃ' [۱۳۰۰ھ] ملقب بلقب مشعر سال عیسوی اعنی 'تزک مرتضوی' [۱۸۸۳ء]۔ از تالیف لطیف: جناب مولوی حسن رضا خان صاحب حسنؔ قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی بفرمائش جناب مولوی غلام شبر صاحب قادری برکاتی ابوالحسینی بدایونی'۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم صفحہ ۴۴ پر اس کتاب کو اعلیٰ حضرت کی تصنیف شمار کیا ہے۔ تصانیف اعلیٰ حضرت میں اس کا نمبر شمار ۳۰۵ درج ہے۔ مزید صفحہ نمبر ۱۴۸ پر رد نواصب کے عنوان کے تحت اعلیٰ حضرت کی تصنیف کے طور پر بیان کیا ہے۔ مزید صفحہ نمبر ۲۰۶ پر 'ردتفضیلیہ' کے عنوان سے سات تصانیف کے نام لکھے، جن میں سے ایک 'الرائحۃ العنبریۃ من المجمرۃ الحیدریۃ المعروف بہ تزک مرتضوی' ہے۔

آئینۂ قیامت : اس کے بعد صفحہ ۲۹۳ سے رسالہ آئینۂ قیامت کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ رسالہ خاص طور پر کربلا کے معرکۃ الآرا واقعہ پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں حسنین کریمین کی فضیلت پر مشتمل احادیث کریمہ بھی نقل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارا علمی و تحقیقی مواد اس رسالہ میں موجود ہے۔ رسالہ ھٰذا میں روایات صحیحہ کو بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔ واقعہ کربلا سے متعلق اس کتاب کو استناد کا درجہ حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ 'حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب آئینہ قیامت میں صحیح روایات ہیں اسے سننا چاہیے'۔ یہ رسالہ ۶۵ صفحات کو محیط ہے۔

بے موقع فریاد کے مہذب جواب : اس کے بعد رسالہ 'بے موقع فریاد کے مہذب جواب' کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ رسالہ ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ کے نام کے حروف سے عدد ۱۳۱۲ھ برآمد ہے، جو اس رسالہ کی طباعت کا پتہ دے رہا ہے۔ یہ رسالہ دراصل پنڈت بشن نرائن کی کتاب 'انگریزوں سے ہندوستانیوں کی فریاد'۔ جو گاؤکشی کی مذمت پر مبنی ہے جس میں گائے کی حلت سے متعلق اسلامی نظریہ کی تردید کی گئی ہے۔ کا جواب لاجواب ہے۔

سوالات حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء :
صفحہ ۳۳۵ سے رسالہ ''سوالات حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء [۱۳۱۳ھ]' شروع ہوتا ہے۔ یہ ۱۳۱۳ ہجری میں نادری پریس ، بریلی سے پہلی بار طبع ہوا۔ ۲۵ صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں ندوہ کے مفاسد اور خامیوں کی نشاندہی پر مبنی ستر سوالات ہیں، جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خود ندوہ کی درخواست پر تحریر فرمائے تھے، جس کے جواب سے اہل ندوہ آج تک قاصر ہیں۔ جس کا ذکر خود سیدی اعلیٰ حضرت نے حدائقِ انس میں اس طرح فرمایا:

میرے ستر سوال کا قرضہ
نہ ادا ہو سکا محب رسول

فتاوی القدوۃ لکشف دفین الندوہ : اس کے بعد رسالہ 'فتاوی القدوۃ لکشف دفین الندوہ' کی ابتدا ہوتی ہے۔ رسالہ کا یہ تاریخی نام ہے، سن ۱۳۱۳ ہجری

اس سے برآمد ہوتی ہے جو اس کی طباعت کی تاریخ ہے۔

اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت نے دس فتاوی تحریر فرمائے ہیں، جن میں ندوہ کے اقوال قبیحہ اسی کی کتابوں سے درج فرما کر سوالات بھی قائم کیے ہیں، اور جوابات کا مطالبہ فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے ان فتاوی پر ہندوستان کے مشاہیر علما کی تصدیقات بھی درج ہیں۔ علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ نے ان فتاوی کو ترتیب دے کر کتابی شکل میں منظر عام پر پیش فرمایا۔ بایں سبب سرورق پر تالیف کے حوالے سے آپ کا اسم گرامی مندرج ہے۔ علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے حیات اعلیٰ حضرت اور المجمل المعدد لتالیفات المجدد میں اس رسالے کو اعلیٰ حضرت سے منسوب فرمایا ہے۔ یہ رسالہ ۳۶۳ سے ۳۸۹ تک صفحات پر بکھرا ہوا ہے۔

ندوہ کا تیجہ رُوداد سوم کا نتیجہ:

صفحہ ۳۹۰ سے رسالہ 'ندوہ کا تیجہ رُودادِ سوم کا نتیجہ' کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے جس کے عدد ۱۳۱۴ھ نکلتے ہیں جس سے اس کی سن طباعت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ رسالہ ندوۃ العلما کی دعوت اتحاد واتفاق کے درپردہ مضمر مقصود اصلی کے انکشاف نیز اہل ندوہ کی اوہام پرستی، چیرہ دستی کے سد باب اور اتہامات والزامات واعتراضات کے معقول جوابات پر مبنی ہے۔ یہ رسالہ ۸۰ صفحات کی ضخامت پر مشتمل ہے۔

مرتب رسائل ھٰذا نے اس کتاب سے متعلق بھی ایک حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون میں اس کتاب کو علامہ حسن رضا کی تصنیف شمار کیا ہے، حالانکہ حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو اعلیٰ حضرت کی تصنیف قرار دیا ہے۔ محترم موصوف ثاقب قادری صاحب رقم طراز ہیں: یہ کتاب مشتملہ ۶۱ صفحات مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی سے ۱۳۱۴ھ میں طبع ہوئی۔ سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے:

'الحمدللہ یہ مبارک رسالہ جس میں بہت روشن و دل پسند و عام فہم وسود مند بیان سے ظاہر کیا ہے کہ ندوہ کا اصل مقصد کیا ہے اور اس دعوت اتحاد واتفاق کی کس خیال پر بنا ہے، اس ندوہ اخیر کو ندوہ سابقہ دارالندوہ سے علاقہ کتنا ہے۔ آخر میں ندوہ کی مختصر رُوداد سوم کی نامہذب دشناموں باطل اتہاموں کے معقول جواب مظہر صواب (تحریر ہیں۔)'

سرورق پر مولانا حسن رضا کا نام یوں تحریر ہے:

'مداحِ مصطفی خادم الاولیا صاحب طبع نقاد وذہن وقاد جناب مولانا مولوی محمد حسن رضا خان صاحب حسؔن قادری برکاتی ابُوالحسینی سلمہم اللہ عن الآفات والمحن'۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم صفحہ ۴۵ اور ص ۲۰۲ پر اس کتاب کو اعلیٰ حضرت کی تصنیف شمار کیا ہے۔ تصانیف اعلیٰ حضرت میں اس کا نمبر شمار ۳۱۸ درج ہے۔

ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری: اس کے بعد رسالہ 'ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری' شروع ہوتا ہے۔ اس کی سن اشاعت ۱۳۳۲ ہجری ہے۔ یہ رسالہ محترم ثاقب رضا قادری صاحب کی تحقیق کے مطابق علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ کی جانب سے جاری کردہ ماہنامہ 'قہر الدیان علی مرتد بقادیان' میں قسطوار شائع ہوا؛ البتہ دوسرا شمارہ دستیاب نہ ہونے کے سبب پہلی قسط ہی کو شائع

کر دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ردقادیانیت پر جاری ہونے والا پہلا ماہنامہ ہے مگر افسوس ردقادیانیت کی تاریخ میں اس سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ مولانا حسن رضا کی زیرادارت جاری ہونے والے اس رسالہ میں آپ کو تقریباً ۸۵ احباب کا تعاون حاصل تھا۔ لہٰذا یہ گمان کرنا نہایت دشوار ہے کہ اس قدر کثیر احباب کے تعاون کے ساتھ جاری ہونے والے ماہنامے کا ایک ہی شمارہ شائع ہوا ہو۔ بہرکیف مولانا حسن رضا کی کتاب ''ہدایت نوری'' کی قسط وار اشاعت سے اس رسالہ کا آغاز ہوا، اس میں قادیانی کفریات وخرافات ومغلظات بیان کیے گئے ہیں نیز ان کے دندان شکن جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اظہار رُوداد: صفحہ ۵۸۳ سے ''اظہار رُوداد'' کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ اِس روداد کا تاریخی نام ہے، جس سے سن ۱۳۲۲ ہجری برآمد ہوتی ہے۔ یہ مدرسہ منظر الاسلام کے سال اوّل یعنی ۱۳۲۲ھ کی روداد ہے۔ ۷۴ صفحات پر مشتمل اس روداد میں مدرسہ کے معاونین و چندہ دہندگان کے اسمائے گرامی درج ہیں۔ نیز مدرسہ سے جاری شدہ آٹھ فتاویٰ بھی اس میں شامل ہیں۔ علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ نے ۱۳۲۲ھ میں اسے ترتیب دے کر شائع فرمایا۔

کوائف اخراجات: اس کے بعد 'کوائف اخراجات' کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ رسالہ کا تاریخی نام ہے۔ رسالہ کے نام سے ۱۳۲۳ کا عدد نکلتا ہے، جو اس روداد کی سن طباعت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ علامہ حسن رضا نے اسے مرتب فرمایا، اور مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی سے اس کی طباعت واشاعت ہوئی۔ ۱۲ صفحات پر مشتمل یہ روداد منظر اسلام کے سال دوم کی روداد ہے۔ اس میں سال بھر کی آمدنی واخراجات کی تفصیل، طلبا کی تعداد، داخل

نصاب کتب کی فہرست، اور اساتذہ و ممتحن حضرات کے اَسما کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیز علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ کی مدرسہ سے متعلق کارکردگی پر حضرت شاہ سلامت اللہ رامپوری علیہ الرحمہ کا درج ذیل تاثر بھی شامل کیا گیا ہے۔

'ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم دفتر جناب مولانا حسن رضا خان صاحب دام مجدہم سے اُمید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے، ایسے برکات فائض ہوں جو تمام اطراف و جوانب کی ظلمات اور کدُورات کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ مُنیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنیفہ کے لئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے تمام عالم منور ہو'۔ فاضل مرتبین کو اس رسالہ کے صرف ۱۶ صفحات ہی دستیاب ہوئے۔

آخر میں صفحہ ۵۴۳ سے ۶۲۳ تک 'باقیات حسن' کے نام سے علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ کے گراں مایہ مضامین ومقالات اشتہارات ومکتوبات اور دیگر متفرق تحریریں شامل کی گئی ہیں۔ اشتہارات ومکتوبات عام طور پر ندوہ سے متعلق ہیں۔ مضامین ومقالات میں غزوۂ تبوک و یرموک وغیرہ عناوین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی علمی تحریریں ہیں جو قاری کے لیے خالی از فائدہ نہیں۔

اور آخر میں بیرونی صفحہ پر علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ اور رسائل حسن کا ذکر جمیل کیا گیا ہے، نیز رسائل کی اشاعت سے متعلق قلبی فرحت اور مسرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ مجموعہ رسائل بحسن وخوبی تکمیل کو پہنچتا ہے۔

علاوہ ازیں رسالہ کی اس خوبصورت انداز میں ترتیب، رسائل میں موجودہ عربی وفارسی عبارات کی عام فہم ترجمانی، آیات کریمہ واحادیث نبویہ کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ تخریج اور پیچیدہ عبارات کی حاشیہ

میں وضاحت جیسی خوبیوں سے اس مجموعہ کو مزین کیا گیا ہے۔ یہ سارا کمال مرتبین مجموعہ جناب محترم ثاقب رضا قادری اور محترم علامہ محمد افروز قادری صاحب چریاکوٹی کا ہے، جنھوں نے اپنی انتھک محنت وجد وجہد سے اس مجموعہ رسائل حسن کو شکل حسن دینے کی کوشش کی ہے۔ مرتبین کی یہ کاوش یقیناً انہیں سربلند کرے گی، اور ممتاز و منفرد افراد کی صف میں انہیں انفرادی و امتیازی شان عطا کرے گی۔

دعا ہے مولیٰ تعالیٰ ان دونوں محترم حضرات کو بطفیل علامہ حسن ورسائل حسن دینی ودنیاوی ترقیاں وکامیابیاں وکامرانیاں عطا فرمائے۔ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، مزید علم وعمل کی توفیق بخشے، دارین کی نعمتوں برکتوں سے سرفراز فرمائے۔ اور ان کی اس کاوش کو مقبول انام بنائے۔ آمین بحق النبی الامین المتین۔

***

(---بقیہ ص ۴۰/کا) آج ہمارے سامنے علمائے متقدمین ومتأخرین کے فتاوے موجود ہیں مگر اس وصف میں بھی اعلیٰ حضرت اپنی نظیر آپ ہیں آپ کا مجموعہ فتاویٰ بنام "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ" اتنا مفصل ومدلل ذخیم فتاویٰ ہے کہ کسی کا دیکھنے میں کیا سننے میں بھی نہیں آیا۔

مولیٰ تعالیٰ جل شانہٗ کی مقدس بارگاہ میں دعا ہے کہ موصوف کے فتاویٰ سے امت مسلمہ کو فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

***

(---بقیہ ص ۴۸/کا) انعقاد کا اعلان کیا اور انتخابی عمل شروع ہو گیا۔ چند اصحاب کے تعمیری اختلاف پر ایک عالمانہ مزاح فرماتے ہوئے وقار ملت نے فرمایا: آثار اچھے ہیں، الحمد للہ اس وقت خوشی کی انتہا نہ رہی جب ۱۹/جون ۲۰۱۲ء کو لاکھوں فرزندان توحید کی تاریخ ساز صوبائی ادارۂ شرعیہ کانفرنس کا انعقاد رانچی میں ہوا اور ۲۲/کٹھہ قطع آراضی پر سنگ بنیاد کی تقریب بدست حضور محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری عمل میں آئی۔ وقار ملت کا وطیرہ رہا ہے کہ جب بھی قائد اہل سنت نے جہاں سے آواز دیا حضرت وقار ملت نے اپنے مقام قیام سے لبیک کہا اور اس سے قطعی بے نیاز رہے کہ ہمارے پروگرام لگے ہیں اور نہ جانے کیا حکم ہو جائے اور کتنا خسارہ ہو۔ خواہ مسلم پرسنل لاء کانفرنس سیوان ہو یا دہلی کے راملیلا میدان میں کل ہند سنی کانفرنس ہو یا ادارۂ شرعیہ کی ضلع وار اصلاح معاشرہ کانفرنس ہو، لسانی بہت سے غازی چلے لیکن دو چند روز میں قافلے سے واپس ہو گئے لیکن حضرت وقار ملت نے بہار، جھارکھنڈ کی بلا ناغہ ادارۂ شرعیہ کانفرنس میں اپنی شرکت باقی رکھی۔ اگست ۱۹۹۴ء میں ادارۂ شرعیہ کے صدارتی عہدے کے لئے وقار ملت منتخب ہوئے۔ دار العلوم فیض الباری کے اہتمام وانصرام ودیگر مصروفیات کے باوجود بھی ادارۂ شرعیہ کی تعمیری وترقی اور سبھی شعبہ جات پر گہری نظر یکساں رکھتے تھے، اس دور میں جہاں ایک ادارہ چلانا پتھر کا کلیجہ پھاڑ کر نہر نکالنے کے مترادف ہے وہیں حضرت وقار ملت اس کی پرواہ کئے بغیر کہ لوگ کیا کہیں گے، فیض الباری کے رقم فراہمی کے ساتھ ساتھ مرکزی ادارۂ شرعیہ کی امدادی رسید پیش کرنے میں قطعی تأمل نہ کرتے۔ اس زمانہ میں عوام کے درمیان ایک عالم کا اس معیار کا اعتماد پیدا کرنا کس قدر مشکل ترین امر ہے یہ محسوس کرنے کے قابل ہے۔ (بقیہ ص ۲۷/پر--)

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فن تاریخ میں مہارت تامہ

* از: مولانا محمد رضا مرکزی، ریسرچ اسکالر، جامعۃ الرضا، بریلی شریف 9808426358 *

۱۰ رشوال/ ۱۴ رجون، ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء کو بریلی شریف، یوپی، انڈیا میں امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی آپ کے والد ماجد غزالیٔ زماں مولانا نقی علی خاں اور جد امجد مولانا رضا علی خاں قدس سرہما اپنے دور کے اکابر علما اور اولیا میں سے تھے۔ فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے تمام مروجہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سے پڑھ کر تقریباً ۱۴ رسال کی عمر میں سند فضیلت حاصل کی اور مسند تدریس وافتاء کو زینت بخشی۔ امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ نے کچھ علوم تو اپنے زمانے کے متبحر علما سے پڑھے باقی علوم خداداد قابلیت وذہانت کی بنا پر مطالعہ کے ذریعہ حل کئے اور نا صرف پچاس سے زائد علوم وفنون میں محیر العقول مہارت حاصل کی بلکہ ہر فن میں تصانیف بھی یادگار چھوڑیں۔ امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ مروجہ علوم دینیہ مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، تاریخ، سیرت، معانی، بیان، بدیع، عروض، ریاضی، توقیت، منطق، فلسفہ، طب، جفر، تکسیر، زیجات، جبر ومقابلہ، لوگارثم وغیرہ کے یکتائے زمانہ فاضل تھے اور ہر فن میں قیمتی تحقیقات کا اضافہ کیا۔ پیش نظر مقالہ میں امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ کی فن تاریخ میں مہارت تامہ اور دسترس کاملہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ قارئین حضرات نظر نشین کریں۔

اولاً فن تاریخ کی تعریف وفوائد کو ملاحظہ کریں تاکہ فہم مقالہ سہل ہو جائے۔

تاریخ کے لغوی معنیٰ ہوتے ہیں: ''اَرَخ تاریخاً و آرَخَ موارخۃ الکتاب'' یعنی تاریخ نکالنا ''التاریخ'' وقت کا بیان کرنا ''تاریخ الشئ'' کسی چیز کے واقع ہونے کا وقت۔ جمع تواریخ۔ مقدمہ ابن خلدون میں تاریخ کی تعریف وفوائد اس طرح رقم ہیں کہ: ''فطرت کے واقعات نے انسان کے حالات میں جو تغیرات پیدا کئے ہیں اور انسان نے عالم فطرت پر جو اثر ڈالا تھا ان دونوں کے مجموعے کو تاریخ کہتے ہیں''۔

''تاریخ ایک بلند مرتبہ شعبۂ علم اور کثیر الفوائد وخوش نتائج فن ہے کیونکہ وہ ہم کو سابق امتوں کے اخلاقی حالات، انبیاء علیہم السلام کی پاک سیرت اور سلاطین کی حکومتوں اور ان کی سیاستوں سے روشناس کراتا ہے تاکہ جو شخص دینی ودنیاوی معاملات میں ان میں سے کسی کی پیروی کرنا چاہے تو اس کا دامن فائدے سے خالی نہ رہے''۔ [مقدمہ ابن خلدون مترجم ج ۱]

ایک اور حکیم نے یہ تعریف کی ہے کہ ''تاریخ ان واقعات اور حالات کا پتہ لگانا ہے جن سے دریافت ہو کہ موجودہ زمانہ گذشتہ زمانے سے کیونکر بطور نتیجہ کے پیدا ہو گیا یعنی چونکہ یہ مسلم ہے کہ دنیا میں جو تمدن، معاشرہ، خیالات مذاہب موجود ہیں اور ان کو اس طرح ترتیب دینا جس سے ظاہر ہو کہ موجودہ واقعہ گذشتہ واقعات سے کیونکر پیدا ہوا، اسی کا نام تاریخ ہے''۔

امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ کی فن تاریخ میں مہارت تامہ کا اندازہ آپ کی درج ذیل عبارتوں سے جو

آپ کے فتاویٰ کے مجموعہ ''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ'' سے لی گئی ہیں، سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ''امام اجل شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سرکار مرتضوی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے قاضی تھے ہزارہا صحابہ، تابعین کے حضور ہمیشہ یہی حکم دیتے اور کوئی انکار نہ فرماتا بلکہ خود حضور پرنور حکم عدل خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں حدیث وارد اور بعینہٖ یہی حکم حضور والا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا سے مروی اور انہیں تک ہی سب غایتوں کی غایت اور وہی ہیں سب نہایتوں کی نہایت۔ صلی اللہ علیہ وسلم''۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۹، ص ۴۱۰، مسئلہ نمبر ۱۴۵]

(۲) ''وقال تبارک وتعالیٰ {إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ} [القرآن کریم ۹/۳۶]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک گنتی مہینوں کے اللہ کے نزدیک ۱۲ ر مہینے ہیں کتاب اللہ میں جس جنس سے اس نے بنائے آسمان اور زمین، اس میں سے چار ماہ حرام (محترم) ہیں (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب) یہ آیت ارشاد فرماتی ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک یہی ۱۲ ر مہینے قمری ہلالی عربی معتبر ہیں کہ چار ماہ حرام اِنہیں مہینوں میں ہیں تو اہل اسلام کو اِنہیں کا اعتبار چاہئے کہ شرع مطہرہ کے سب احکام عبادات ومعاملات اِنہیں پر مبنی ہیں۔ معالم میں ہے: ''المراد منه الشهور الهلالية وهى الشهور التى يعتد بها المسلمون فى صيامهم و حجهم و اعيادهم و سائر امورهم'' اس سے مراد قمری مہینے ہیں اور ان مہینوں کے ذریعے مسلمان اپنے روزوں، حج، عیدوں، اور تمام امور کا حساب لگاتے ہیں۔

[معالم التنزیل علی حاشیہ تفسیر الخازن، تحت آیت مذکورہ بالا، ۳/۸۹]

تفسیر نسفی میں ہے: ''المراد بيان ان احكام الشرع تبنى على الشهور القمرية المحسوبة بالاهلة دون الشمسية'' مراد یہ ہے کہ شرعی احکام قمری مہینوں پر مبنی ہیں جو چاند کے حساب سے ہوتے ہیں، شمسی مہینوں پر نہیں'' [مدارک التنزیل تحت آیت مذکورہ بالا، ۲/۱۳۵]

تفسیر کبیر میں زیر آیت کریمہ ذکر ہے: ''اللہ تعالى امرهم من وقت ابراهيم واسمعيل عليهم الصلوٰة والسلام ببناء الامر على رعاية السنة القمرية فهم تركوا امر الله تعالىٰ فى رعاية السنة القمرية واعتبروا السنة الشمسية رعاية لمصالح الدنيا'' اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ان قمری سال پر اپنے امور کی بنا کا حکم دیا تو انہوں نے قمری سال کی رعایت کے حکم باری تعالیٰ کو ترک کر کے اپنے مصالح کی بنا شمسی سال پر کر لی''۔ [مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت مذکورہ بالا ۱۶/۵۶، فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۹، ص ۳۴۸]

(۳) ''سید محقق محمد بن عابدین شامی نے درمختار کے حاشیہ رد المحتار میں جیسا کہ اس کی تحقیق فرمائی اس مسئلہ میں ان کا ایک مستقل رسالہ ہے جس کا نام ''شفاء العليل و بل الغليل فى حكم الوصية بالختمات والتهاليل'' رکھا ہے۔ انہوں نے خود فرمایا کہ درمختار کے محشی اپنے زمانے کے فقیہ العصر، وحید دہر سید احمد طحطاوی سابق مفتیٔ مصر نے اس رسالہ کا مطالعہ فرما کر اس پر تقریظ لکھی اور تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ ان کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے نوازے''۔

[فتاویٰ رضویہ شریف مترجم ج ۱۹، ص ۴۸۶، مسئلہ نمبر ۱۷۰]

(۴) ''ردالمحتار میں ہشام بن کلبی سے منقول ہے اس نے کہا میں نے حفظ کیا جو کسی نے نہ کیا اور میں بھولا اس طرح کوئی نہ بھولا، میں نے قرآن پاک تین دن میں حفظ کر لیا

اور میں قبضہ سے زائد اپنی داڑھی سے کاٹنا چاہتا تھا تو بھول کر میں نے قبضہ کے اوپر سے کاٹ دی"۔

[فتاویٰ رضویہ شریف مترجم ج ۱۹ ص ۶۲۱، مسئلہ نمبر ۳۳۴]

(۵) "سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اب تک کوئی عصبۂ نسبی نہیں یہاں تک کہ بعد نزول ان کے اولاد ذکور پیدا ہوں"۔ [فتاویٰ رضویہ شریف مترجم ج ۲۶ ص ۱۶۰]

(۶) "درمختار میں ہے: "یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین" خطبہ میں چاروں خلفائے کرام اور دونوں عم کریم سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمانا مستحب ہے۔

[درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ص ۱۱۱، ج ۱]

اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی صاحب نے تو ایک خطیب پر اپنے مکتوبات میں اس لئے کہ اس نے خطبہ میں خلفائے کرام کا ذکر نہ کیا تھا، سخت نکیر فرمائی اور اسے خبیث تک لکھا۔ اور اذان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا جس طرح حرمین طیبین میں رائج ہے، درمختار میں ہے: "التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبع مأۃ واحدیٰ وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ" اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام بھیجنا ربیع الآخر ۷۸۱ھ کی عشاء شب دوشنبہ میں حادث ہوا پھر اذان جمعہ کے بعد بھی صلوٰۃ کہی گئی پھر دس برس بعد مغرب کے سوا سب اذانوں کے بعد پھر مغرب میں بھی دو بار کہنی شروع ہوئی اور یہ ان نو پید باتوں سے ہے جو شرعاً مستحب ہے۔ [درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج ۱ ص ۱۱۱]"۔ [فتاویٰ رضویہ شریف مترجم ج ۲۶ ص ۵۰۲/۵۰۳]

(۷) "جس طرح ہر غوث کا نام عبد اللہ اور اس کے دونوں وزیروں کے نام عبد الملک اور عبد الرب ہیں۔ جو اس عہدے پر مقرر ہوگا ظاہر میں کچھ نام رکھتا ہو یا باطن میں، اس کا یہ نام رکھا جائے گا"۔ [ایضاً ص ۲۰۵]

(۸) "سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ ماجدہ کا اسم شریف "یوحانذ" ہے۔ [ایضاً ص ۲۰۶]

(۹) "تقویۃ الایمان وصراط مستقیم و یکروزی کا مصنف اسمٰعیل دہلوی ہے اس پر صدہا وجہ سے لزوم کفر ہے۔ دیکھو سبحٰن السبوح و کوکبۃ الشھابیۃ و متن و شرح الاستمداد اور تحذیر الناس نانوتوی و براہین قاطعہ گنگوہی و حفظ الایمان تھانوی میں قطعی یقینی اللہ و رسول عز وجل وصلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں ہیں اور ان کے مصنفین مرتدین ان کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے: "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" دیکھو کتاب مستطاب حسام الحرمین"۔ [فتاویٰ رضویہ شریف مترجم ج ۲۱ ص ۲۸۶]

(۱۰) "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وجوہ فضیلت روز جمعہ سے پہلی وجہ یہی ارشاد فرمائی کہ اس میں تخلیق سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فی خلق آدم" سب سے بہتر دن کہ جس پر سورج طلوع ہوا ہو روز جمعہ ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے"۔

[صحیح مسلم کتاب الجمعۃ ج ۱ ص ۲۸۲/ فتاویٰ رضویہ شریف مترجم ج ۲۱ ص ۲۶۴]

(۱۱) "امام حجر شافعی المذہب نے زواجر میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا کہ جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاۃ کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے؟ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام مذہب سیدنا امام ابو یوسف تلمیذ اکبر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہوا اور اس زمانۂ خیر کے ائمۂ کرام، تبع تابعین و اتباع اعلام نے اسے مقرر و مقبول

رکھا اور جب سے آج تک علمائے حنفیہ اور بہت سے دیگر علمائے مذاہب ثلاثہ میں رائج و جاری و ساری ہے۔ امام اجل علامہ بدر الملۃ والدین محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: ''اول من تسمیٰ قاضی القضاۃ ابو یوسف من اصحاب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی زمنہ کان اساطین الفقہاء والعلماء والمحدثین فلم ینقل عن احد منھم انکار عن ذلک'' [ایضاً ص ۳۵۲/۳۵۳]

(۱۲) ''صحابۂ کرام میں بیس سے زائد کا نام حکم ہے تقریباً دس کا نام حکیم اور ساٹھ سے زائد کا خالد اور ایک سو دس سے زیادہ کا مالک''۔ [ایضاً ص ۳۵۹]

(۱۳) ''گھڑی کا موجد ہارون الرشید کے زمانے کا ایک نجومی مرد بتایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ائمۂ کرام کے زمانے میں بلکہ ہمارے زمانے سے چند سو سال پہلے تک اس کا رواج نہ تھا علم توقیت نہ جاننے والے شخص کے لئے اس آلے پر اعتماد کرنا حرام ہے اسی طرح صرف ایک گھڑی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے کہ بعض اوقات خود بخود آگے پیچھے ہو جاتی ہے۔ ہاں جو شخص علم توقیت جانتا ہے اور گھڑی کی حفاظت کر سکتا ہے وہ اس پر عمل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔ دیوبندی تو خود علم توقیت سے اسی طرح نا آشنا ہیں جیسے دین سے۔ ان کے فتوے پر اعتماد کرنا گھڑی جیسے بے اعتبار آلے پر اعتماد کرنے سے بڑھ کر حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم''۔ [فتاویٰ رضویہ شریف مترجم ج ۳۰، ص ۱۲۳/۱۲۴]

(۱۴) ''علامہ مناوی صاحب تیسیر و امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس و جوہری صاحب صحاح و صنعانی وغیرہم نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدات میں نو بیویوں کا نام عاتکہ تھا۔ ابن بری نے کہا وہ بارہ بیویاں عاتکہ نام کی تھیں تین سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے اور دو قرشیات، دو عدوانیات اور ایک ایک کنانیہ، اسدیہ، ہذلیہ، قضاعیہ، ازدیہ۔ ذکرہ فی تاج العروس۔ ابو عبد اللہ عدوی نے کہا وہ بیویاں چودہ تھیں تین قرشیات، چار سلمیات، دو عدوانیات اور ایک ایک ہذلیہ، قحطانیہ، قضاعیہ، ثقفیہ، اسدیہ بنی اسد خزیمہ سے۔ رواہ الامام الجلال السیوطی فی الجامع الکبیر'' [ایضاً ص ۲۹۰]

(۱۵) ''خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالم دار الہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جا کر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں، فرمایا: میں علم کو ذلیل نہ کروں گا، انہیں پڑھنا ہے تو خود حاضر ہوا کریں، عرض کی: وہیں حاضر ہوں گے مگر اور طلباء پر ان کو تقدیم دی جائے، فرمایا: یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائیں گے آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔ یوں ہی امام شریک نخعی سے خلیفۂ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شہزادوں کو پڑھا دیا کریں۔ انکار کیا، کہا: آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ فرمایا: یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا''۔ [فتاویٰ رضویہ شریف مترجم ج ۲۱، ص ۴۱۷]

المختصر! یہ ہیں علم تاریخ کے وہ عظیم تاریخی انمول و نایاب شاہکار علیا جو مخصوص افراد ہی کے قلوب و اذہان میں من جانب اللہ ودیعت کیے جاتے ہیں اور آج وہ عظیم علمی و تاریخی و تحقیقی شاہکار سینوں سے نکل کر سفینوں کی شکل میں تصانیف امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں ہمارے درمیان موجود و جاوید ہیں۔ ضرورت ہے اس عظیم امام کی تمام تصانیف کو اکناف عالم میں تمام زبان میں پھیلانے کی۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم کروڑوں درود

مختصر سوانح

بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

بقلم خود: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد، مالیگانوں

نام و نسب: عبد المنان ابن عبد الغنی ابن عبد الرحیم ابن دوست محمد

تاریخ پیدائش: ۷ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء

مولد و موطن: قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ یوپی

مبارکپورا پنے مرکزی مقام اعظم گڑھ سے شمال مشرق میں تقریباً دس کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اس قصبہ کی بنا ۹۵۰ عہد شاہ ہمایوں میں کڑا مانک پور ضلع کے چشتی بزرگ حضرت راجہ مبارک شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قدیم آبادی موسومہ بہ قاسم آباد کھنڈر پر قائم کی۔

یہاں پہلے وقتوں سے ہندو اور مسلمانوں کی مخلوط آبادی ہے جس میں تعداد کے لحاظ سے مسلمان زیادہ رہے ہے اور تجارت عام طور سے ہندو ساہوکاروں اور بنیوں کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں میں بھی غالب تعداد بنکروں کی رہی جو اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ ان کے بنائے ہوئے ریشم اور زری کے کپڑے عرب اور یورپ تک جاتے تھے۔

ابتداء سے یہاں کے تمام مسلمان خوش عقیدہ سنی حنفی تھے۔ بقول قاضی اطہر مبارکپوری یہاں نوابان اودھ کے زمانہ میں انہیں کی سعی جدوجہد سے پہلے پہل شیعیت کی شاخ نکلی پھر اسی میں سے دوسری شاخ اسمٰعیل بوہروں کی پھوٹی۔

اس کے بعد موضع لہرا کے مولوی محمد اسحاق صاحب متوفی ۱۳۴۴ھ کے زمانہ میں غیر مقلدیت کا خروج ہوا مولوی صاحب موصوف غیر مقلد عالم تھے مگر ہمارے محلہ کے ایک بزرگ حاجی سلامت اللہ صاحب مرحوم کا بیان ہے کہ یہ شافعی عالم تھے اور انہیں کی اجازت سے مبارکپور میں مسجد راجہ مبارک شاہ میں جمعہ قائم ہوا۔ اس سے قبل یہاں کے لوگ بھی گبھڑا جمعہ پڑھنے جاتے تھے۔ مولوی محمد اسحاق صاحب یہاں کے مسلمانوں کو حنفی مذہب کے موافق مسائل بتاتے تھے اور کہتے تھے شافعی مذہب پر عمل آپ لوگوں کے لئے سخت مشکل ہے۔ فی الواقع اس مذہب میں بڑی پابندی ہے۔

ان دونوں روایتوں میں یوں تطبیق ممکن ہے کہ غیر مقلدین کے بہت سے مسائل شوافع کے موافق ہیں اس لئے یہاں کے مسلمانوں نے انہیں شافعی سمجھا ہو اور خود مولوی محمد اسحاق صاحب احناف کے بارے میں اس قدر تشدد نہ رہے ہوں جتنے آج کل کے غیر مقلد صاحبان ہیں۔

سب سے اخیر میں یہاں دیوبندی مکتبۂ فکر کی نمود ہوئی جو مولوی محمود صاحب پورہ معروف (ضلع مئو) کی دین ہے۔ وہ یہاں کے سنی مدرسہ مصباح العلوم ۱۳۱۷ھ میں مدرس اول ہو کر آئے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ لوگوں کو اپنا ہم خیال کر لیا تھا۔

اعظم گڑھ گزیٹر کے انگریز وقائع نویس نے یہاں کے مسلمانوں کو جذباتی تحریر کیا ہے اور جناب سید سلیمان

صاحب ندوی نے حیات شبلی میں صرف یہ لکھا ہے: ''محمد آباد کے نزدیک مبارکپور نام کا ایک بڑا قصبہ ہے جو پُرانے زمانہ سے پارچہ بانی کا مرکز ہے۔ اعظم گڑھ اور محمد آباد کے تقریباً وسط میں مبارکپور واقع ہے۔

جناب مولوی مکرم صاحب عباسی چریا کوٹی نے اپنی قلمی تصنیف دہ بند میں تھوڑی تفصیل دی ہے: ''مبارکپور میں پانچ ہزار کارخانہ ہائے نورباف ہیں۔ ہر ہر محلہ میں مسجدیں موجود ہیں۔ پانچوں وقت جماعتیں نماز کی دھوم دھام سے ہوتی ہیں۔ اہل محلہ سب کاروبار چھوڑ کے واسطے تحصیل فضیلت جماعت کے مسجد میں آتے ہیں''

فقراء و درویش ملے مسافر، غریب الوطن مساکین، مرثیہ خواں زیادہ تر یہاں وارد ہوتے ہیں اور مبلغ معتدبہ پاجاتے ہیں۔ فی تھان کسی قدر زکوۃ کے طور پر نکال کر ایک خزانہ میں کہ موسوم بہ الگ کرلیا ہے۔ جدا دھرتے ہیں جس سے ہمیشہ پیسہ ایک مقدار کثیر میں موجود رہتا ہے اور اسے مصارفِ خیر میں صرف کرتے ہیں۔ اکثر باثروت اور صاحب مال ہیں۔

گلبدن سوتی پہلے پہل یہیں بنایا گیا اور اب تک یہاں کا سا اور ارزاں اور جگہ نہیں بنایا گیا۔ بالفعل شروع وسنگی، واصناف پارچاہائے، سادہ ورنگین یہاں سے بہتر نہیں بنایا جاتا ہے اور بکفایت تمام ہاتھ آتا ہے۔ غلہ بازاروں میں یہ افراط آتا ہے کہ بڑے بڑے شہروں کا گولہ اسکار شک کھاتا ہے۔ [دہ بند ص ۳ مصنفہ ۱۲۹۲ء]

کچھ خاندانی حالات: ہمارا گھرانہ مجموعی طور سے ایک دیندار گھرانہ تھا۔ دادا عبد الرحیم علیہ الرحمہ وفات ۱۳۳۹ء نہ صرف صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے بلکہ وہ ایک ذاکر وشاغل بزرگ تھے۔ بربل گنج ضلع گورکھپور کے ایک صاحب کرامت بزرگ حضرت چمن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گدی نشین شاہ امان اللہ کے واسطہ سے سلسلۂ قادریہ میں منسلک تھے۔ اوراد و وظائف اور دعا و تعویذ میں ان کو کافی دخل تھا۔

مذہبی تصلب بھی ان میں بدرجۂ اتم موجود تھا ان کے زمانہ میں مبارکپور میں سنی دیوبندی اختلاف ظاہر ہو چکا تھا محلہ کی مسجد میں محلہ کے مالدار اور ذی اثر فرد حاجی عباداللہ گرہست امام تھے چوں کہ وہ مسلکاً دیوبندی تھے۔ اس لئے آپ نے کبھی ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی تھی۔ محلہ کے دیگر حضرات اس وقت کی ہوا میں بہہ گئے تھے لیکن آپ مسجد میں ہی عام جماعت کے بعد اپنی نماز علیحدہ پڑھتے تھے۔

ان کے دعا و تعویذ کے بستہ میں ذاکر الشہادتین کا ایک بے نام قلمی رسالہ ملا جو فارسی زبان میں ہے۔ اس زمانہ میں جب قصبہ میں تعزیہ داری کا زور تھا۔ ہمارا گھر اس سے پاک تھا محرم کی دسویں تاریخ کو ایصال ثواب کے لئے مالیدہ بنتا تھا مگر چوک اور تعزیہ کے لے جانے کی سخت ممانعت تھی۔ فاتحہ گھر میں ہی ہوتا تھا۔

میرے والد عبد الغنی صاحب علیہ الرحمہ نے جو کچھ تعلیم پائی میاں جی امیر صاحب محلہ پورہ خضر کے گھریلو مدرسہ میں پائی وہ قرآن شریف و ناظرہ کے بعد اردو اور فارسی بھی پڑھاتے تھے۔ مگر فارسی پڑھانے کا مطلب تھا کہ وہ کتاب کی عبارت زبانی یاد کرا دیتے تھے۔ ترجمہ یا مطلب سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ والد صاحب بھی ایسے ہی فارسی داں تھے۔ اردو البتہ پڑھ بھی لیتے تھے اور لکھ بھی لیتے تھے ان کے پاس اردو فارسی کی دینی مذہبی اور ادبی نظم و نثر کی پچاسوں کتابوں کا ذاتی مجموعہ تھا۔ اردو کتابوں کو اکثر وہ

مطالعہ میں رکھتے تھے۔ ان کے پاس یادداشت کی کاپیاں بھی تھیں جن میں اہم ضرورت کی باتیں نوٹ کرتے رہتے تھے۔ گجرات میں زیادہ دنوں تک رہنے کی وجہ سے انہیں گجراتی زبان لکھنے اور پڑھنے کی بھی سدھ بدھ تھی۔

ان میں بھی مذہبیت اور دینداری کا غلبہ تھا۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اوراد و وظائف کے عادی، حرام وحلال کی سخت احتیاط رکھتے تھے۔ اور کمزوروں اور ضرورتمندوں کی اعانت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

تصلب فی الدین ان میں بھی بدرجۂ اتم موجود تھا۔ گجرات کے شہر سورت میں حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان کچھوچھوی کا آنا جانا بہت تھا والد صاحب ان دونوں بزرگوں سے بہت متأثر اور ان کے معتقد تھے۔ ان کی کتابوں کے مجموعہ میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی حسام الحرمین کا گجراتی حامل متین ترجمہ اور ایک دوسری گجراتی کتاب بھی تھی۔

چونکہ شروع ہی سے انہیں اپنی بچوں کی دینی تعلیم کا خیال تھا۔ اس لئے کتابوں کے مجموعہ میں بوستاں سعدی کا ایک اچھا نسخہ اور پنج گنج وزبدہ کا ایک نسخہ بھی تھا جب ضرورت پڑی تو میں نے ان کتابوں کو پڑھا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ عزاہم خیر الجزاء۔

تعلیم و تربیت: ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں جب میری عمر پانچ یا چھ سال کی ہوئی۔ قاعدہ بغدادی لے کر میں اشرفیہ میں داخل ہوا۔ اور سولہ سترہ سال بعد ۱۳۶۶ھ میں درس نظامیہ کی تعلیم مکمل کر کے فراغت حاصل کی۔ اور اول وآخر میری ساری تعلیم اشرفیہ کی دین ہے میرے داخلہ کے وقت مدرسہ کی ایک دومنزلہ نیم پختہ سفالہ پوش ذاتی عمارت محلہ پرانی بستی میں تھی۔ جس کے پچھم رخ صدر دروازہ پر تارکول سے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم لکھا تھا۔ اور ابھی میں پرائمری درجات میں ہی تھا کہ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری مبارکپور میں ہوئی اور انہیں کی تحریک اور کوشش سے قصبہ کے مرکزی مقام گولہ بازار میں اس کی دو منزلہ وسیع وعریض عمارت تعمیر ہوئی۔ اور اس کے صدر دروازہ پر دار العلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کندہ ہوا جو بعد میں کثیر استعمال سے دار العلوم اشرفیہ ہو گیا اور اس کا تاریخی نام باغ فردوس تجویز ہوا۔

تقریباً آٹھ نو سال کے بعد اشرفیہ میں میری واپسی بصورت ملازمت ہوئی اور مسلسل انتیس سال ادارہ کی خدمت میں عمر کا قیمتی حصہ صرف کیا۔ اور سفر وحضر ہر جگہ حضور حافظ ملت مولانا الشاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کفش برداری اور غلامی کو اپنی سعادت اور فخر سمجھا۔ اسی دوران ادارہ دار العلوم سے جامعہ بنا۔ اور نہایت وسیع بنیادوں پر ایک علم وحکمت کے شہر کی داغ بیل پڑی اور دنیا کے ایک بڑے حصہ میں مبارکپور کا نام روشن ہوا۔

اب لگ بھگ دس سال سے حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا الشاہ محمد امجد علی صاحب قدس سرہٗ العزیز کے وطن قصبہ گھوسی میں انہیں کی سنگ بنیاد رکھے ہوئے دار العلوم شمس العلوم میں افتاء اور درس حدیث کی خدمت پر مامور ہوں۔ دعا ہے کہ اسی راہ میں مولیٰ تعالیٰ میرا خاتمہ بھی بالخیر فرمائے۔ آمین

اساتذہ اور درسی کتابیں:

(۱) قواعد بغدادی اور قرآن شریف کے ابتدائی پارے جناب صوفی عبد الرحمٰن صاحب مرحوم ومغفور ''پرانی بستی'' خلیفہ شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں رحمہ اللہ

علیہ سے پڑھے۔

(۲) قرآن شریف ناظرہ جناب حافظ عبد الغفور صاحب علیہ الرحمہ پورہ صوفی سے مکمل کیا۔

(۳) پرائمری درجہ اول منشی جواد علی خانصاحب پرانی بستی سے پڑھا۔

(۴) پرائمری درجہ دوم منشی ممتاز علی صاحب محلہ املو سے حاصل کیا۔

(۵) فارسی کی تمام نصابی کتابیں اور کچھ ابتدائی عربی کتابیں بھی حضرت مولانا سید شمس الحق صاحب گجہڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

(۶) مولوی مولانا ظفر علی صاحب بلیاوی ثم پاکستانی سے فصول اکبری کے چند اوراق پڑھے۔

(۷) حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب گھوسوی علیہ الرحمہ سے ہدایۃ النحو، شرح تہذیب اور تجوید کی متعدد کتابیں پڑھیں۔

(۸) حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب علیہ الرحمہ مئوی شرح وقایہ، کافیہ، شرح جامی بحث فعل، مقامات بدیع، مقامات حریری، مختصر المعانی، اصول الشاشی، حامی اور قطبی تصورات کے استاذ ہیں۔

(۹) حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف صاحب بلیاوی نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ ومؤسس سنی دار الاشاعت سے قطبی تصورات مع المیر، میر زاہد، ملا جلال، تشریح الافلاک، میبذی اور افتاء سیکھا۔

(۱۰) حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب بھاگلپوری رحمۃ اللہ علیہ سے قطبی کے چند اوراق بطور مطالعہ اور ہدیہ سعیدیہ پڑھی۔

(۱۱) حضرت مولانا عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی گھوسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ اولین، چند اوراق مشکوۃ شریف، میر زاہد رسالہ حکمۃ العین کا ایک مسئلہ سمجھا۔

(۱۲) حضرت مولانا عبد المصطفیٰ صاحب ازہری شہزادہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہما نے ہدایہ آخرین، طحاوی شریف، مسلم شریف، سبعہ معلقہ، دیوان متنبی، حماسہ کے چند ابواب، مطول بیضاوی شریف اور انشاء مشق کی۔

(۱۳) استاذ العلما حافظ ملت حضرت مولانا الحافظ الشاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان و مرشد گرامی سے شرح جامی بحث اسم، نور الانوار، توضیح تلویح، مسلم الثبوت، ملاحسن، حمد اللہ قاضی مبارک، صدرا جلالین شریف، مدارک التنزیل، مشکوۃ شریف مکمل، ترمذی شریف، بخاری شریف پڑھی۔

مبارکپور کے دو اور بزرگ ہیں جن سے رمضان شریف کی چھٹیوں میں فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ حضرت مولانا نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد مبارک شاہ اور مولانا حاتم صاحب محلہ پورہ رانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حسن اتفاق: میں نے جب پرائمری درجۂ اول کی کتاب مصباح المکاتب کا امتحان دیا تو اس وقت بھی میرے ممتحن حضور محدث اعظم سید محمد صاحب قبلہ کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔ آپ نے مصباح المکاتب کی پہلی سطر پڑھوائی، اللہ پاک ہے، بے عیب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں نے صحیح پڑھ دیا بس امتحان ہو گیا۔ اور سب سے آخری کتاب بخاری شریف

کا امتحان دینا ہوا تب بھی حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ ممتحنین میں تھے اور بخاری و مسلم کی آخری حدیثیں حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مصنف بہار شریعت نے پڑھا کر صحیحین کا درس ختم کیا اور فرمایا جس طرح ہمارے اساتذہ نے کتب صحاح احادیث اور دیگر کتب حدیث کی روایت و تدریس کی اجازت دی میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ احادیث کی روایت کرو پڑھو اور پڑھاؤ۔ فالحمد للہ رب العٰلمین

بخاری شریف کے امتحان میں حضرت بابرکت محدث پاکستان مولانا سردار احمد صاحب بھی تھے۔ بلکہ سوالات انہوں نے ہی کئے اور نمبر بھی انہوں نے ہی دئے۔ اور مندرجہ ذیل تاثراتی نوٹ بھی تحریر فرمایا:

''کل فقیر مصباح العلوم اشرفیہ میں جلسۂ دستار بندی کے سلسلہ میں حاضر ہوا حضرت فیض درجت عمدۃ المتکلمین فخر المحدثین حضرت سید محمد صاحب کچھوچھوی قبلہ زید مجدہم کے اشاروں سے ان کی موجودگی میں دورۂ حدیث کا امتحان لیا۔ طلبہ نے بہت اچھا امتحان دیا۔ اس قدر اچھا امتحان اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ان کے استاذ فاضل اجل مولانا مولوی حافظ عبد العزیز صاحب صدر المدرسین اور دیگر اساتذہ نے جانفشانی سے پڑھایا۔ دورۂ حدیث کے ایسے ۸ رطلباء جو امسال فارغ التحصیل ہو رہے ہیں۔ پنجاب و ہند کے دیگر مدارس عربیہ میں کمیاب ہیں۔ بلکہ مدرسہ و معلمین کی قابلیت کے لحاظ سے اور طلبہ کی کثرت و ہجوم کے اعتبار سے اور تعلیم کے نظم و نسق کی حیثیت سے اور مصباح العلوم کی تنظیم و تنسیق کی ادا سے اس دار العلوم کو پنجاب و ہند کا واحد دار العلوم کہا جائے تو بجا ہے۔ اس وقت دار العلوم اپنی نظیر خود آپ ہی ہے۔ مولا عز وجل اس دار العلوم کو مزید عروج و ترقی عطا فرمائے۔ اور سرچشمۂ ہدایت و بحر اشاعت سے عالم کو متمتع فرمائے۔ آمین

فقیر محمد سردار احمد غفرلہٗ

مظہر اسلام بریلی شریف

۲۴ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ

مشاغل حیات: اپنی فراغت کے سال ہی شوال ۱۳۶۶ھ میں اپنے ایک ساتھی مولوی عبد العزیز صاحب مرحوم محلہ پورہ صوفی مبارکپور کی سعی سے محلہ پرانا گورکھپور شہر گورکھپور کے مدرسہ ضیاء الاسلام میں بعہدۂ صدر مدرسین ایک سال تک ملازم رہا وہاں درس نظامی کی متوسطات اور درس عالیہ الٰہ آباد بورڈ کے درجۂ کامل جیسے چہار مقالہ نظامی عروضی، دفتر ابوالفضل، قصائد خاقانی، جغرافیہ طبعی وغیرہ تدریس رہیں۔

مولانا سردار علی عرف عزو میاں بریلوی مرحوم بھی کچھ دنوں ساتھ رہے، وہاں مولانا مرحوم کے تعویذوں کا بڑا زور رہا۔ خلقت کا ہجوم لگا رہتا تھا اور مولانا کا زیادہ وقت اسی میں صرف ہوتا تھا۔ سال بھر وہاں سے علیحدہ ہو کر گھر رہا۔ شوال ۱۳۶۸ھ میں میرے ہموطن اور رفیق مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم مبارکپوری کے مشورہ سے تلشی پور ضلع گونڈہ کے مدرسہ اہل سنت انوار العلوم قائم کردہ حضرت مولانا عتیق الرحمٰن خانصاحب بستوی علیہ الرحمہ میں ملازمت اختیار کی اور ساتھی ہونے کی وجہ سے مولانا محمد شفیع صاحب کی تنخواہ میں کچھ اضافہ کر کے برابر کر دی گئی اور عہدہ میں بھی صدارت اور نیابت کی کوئی تفریق قائم نہیں کی گئی۔ جب میں وہاں گیا تو تعلیم صرف کافیہ تک تھی جس میں ترقی ہو کر معیار تعلیم مدارک شریف اور ملا حسن تک اونچا ہوا۔ مدرسہ کے تعمیری اور تبلیغی شعبوں میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اور

مدرسہ فی الحقیقت دار العلوم ہو گیا۔ اس علاقہ میں پہلے سے ہی غیر مقلدین کا بڑا زور تھا۔ ادارہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ مذہب حق اہل سنت و جماعت کو بھی غیر معمولی فروغ ہوا۔ اس وقت وہاں تین مصباحی جمع ہو گئے۔ (فقیر، مولانا اور مولانا حافظ قاری رحمت اللہ صاحب اوروی) وقت بہت اچھا گذرا بلکہ وہ یادگار دن تھے۔

تقریباً آٹھ نو سال کے بعد اشرفیہ میں پھر میری واپسی بصورت تدریس ہوئی ۱۳۷۵ھ مولانا غلام جیلانی صاحب گھوسوی کے اشرفیہ چھوڑنے کے بعد ان کی جگہ حضور حافظ ملت اور دیگر احباب کے مشورہ سے درجۂ عالیہ کے سربراہ کی حیثیت سے میرا تقرر ہوا۔ ۱۳۷۶ھ میں دار العلوم کے شعبہ افتاء کا قیام ہوا اور اس کی ذمہ داری بھی فقیر کے سر ہی ڈالی گئی۔ کمیٹی کے ریزولیشن میں تصریح تھی۔ یہ تھے کہ عبد المنان درجۂ عالیہ کے سربراہ اور دار الافتاء کے مفتی مقرر رہوئے۔

۱۳۹۲ھ میں مبارکپور اور اس کے مضافات کے جملہ مسلمانوں کی متفقہ رائے سے دار العلوم اشرفیہ کی سربراہی کے لئے حضور حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مراد آبادی کا انتخاب ہوا تو محکمۂ تعلیم کے اس قانون کی وجہ سے کہ ادارہ کا کوئی عہدہ دار پیڈ ملازم نہیں ہوسکتا۔ حضرت حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عہدۂ صدر المدرسین سے استعفیٰ دے دیا۔ اور حضرت شمس العلماء قاضی شمس الدین صاحب جونپوری کو صدر المدرسین مقرر کیا گیا۔ ادارہ سے ان کی علیحدگی کے بعد کسی موزوں صدر المدرسین کی بہت تلاش ہوئی۔ ناکامی کے بعد حضور حافظ ملت نے مجھ سے فرمایا آپ کیوں نہیں اس عہدہ کو قبول کر لیتے۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کی زندگی میں آپ کی جگہ بیٹھنے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ کام تو سارا ہو ہی رہا ہے۔ آپ اعزازی طور پر عہدہ کے دستخط کر دیا کریں۔ اور کام یوں ہی چلتا رہا۔

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا اور صدر المدرسین کی تلاش بدستور جاری رہی آخر ناکامی کے بعد ذمہ داروں نے مجھے صدر المدرسین کے عہدہ پر بحال کیا (اس وقت تک دار العلوم الجامعۃ الاشرفیہ بن چکا تھا)۔ عہدۂ صدارت سے قبل ۱۷ سال اور اس کے بعد بارہ سال تک مسلسل ۲۹ سال تک ادارہ کی خدمت کی بر زمانہ صدر مدرسی جامعہ کا نیا نصاب تقرر ہوا اور درجۂ تخصص کا اضافہ ہوا۔ معادلۃ الاسناد کی غرض سے درجات کی تقسیم اور ڈگریوں کا تعین ہوا۔ امتحان کے قواعد و ضوابط بنے اور داخلہ خارجہ تعلیم وطلبہ کے لئے دستور واصول منضبط ہوئے جن کے نتیجے لکھنؤ اور بنارس یونیورسٹیوں میں یہاں کے طلبہ کے داخلہ میں آسانی ہوئی اور بہار میں بھی یہاں کی سند تسلیم کی جانے لگی اور اسی دور میں ادارہ میں مجالس فقہیہ کی ابتدا ہوئی۔ اور ادارہ کا کتب خانہ باقاعدہ اور منضبط ہوا۔

اب ۱۴۰۸ھ سے حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا الشاہ محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وطن مالوف میں انہیں کی سنگ بنیاد رکھے ہوئے دار العلوم شمس العلوم میں گوشۂ عافیت نصیب ہے اور درس حدیث کی تعلیم اور خدمت افتاء متعلق ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ دینی مشاغل میں ہی میرا انجام بخیر کرے۔ آمین۔

قرطاس وقلم کا شوق: بچپن سے ہی مجھے قصے اور کہانیوں کا بڑا شوق تھا۔ اسی لالچ میں میں اپنے بچپن میں بھی بڑوں، بوڑھوں اور بزرگوں کی مجلس میں بیٹھتا تھا اور ہم

جولیوں کے ساتھ کم کھیلتا تھا۔ پڑھنے لکھنے کے بعد پتہ چلا کہ میرا یہ طرز عمل درست تھا۔ کیوں کہ ہم عمروں کا تو میری ہی طرح یہ حال تھا کہ اوخویشتن گم است کہ مرا رہبری کند، وہ خود ہی بے خبر ہے مجھے رستہ کیا بتائیں گے۔

جب کچھ پڑھنے لکھنے کی سدھ بدھ ہوئی تو اس شوق میں اور اضافہ ہوا گھر میں والد صاحب کی جو کتابیں تھیں ان سے شوق پورا کرتا اور دوسروں کے ہاتھ کوئی کتاب دیکھتا تو اسے بھی دیکھنے لگتا۔ حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ مبارکپور آئے اور جلسوں کا سلسلہ شروع ہوا ان جلسوں میں عام طور سے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نعتیں زیادہ پڑھی جاتیں تھیں۔ ان میں کچھ ایسی دل آویزی تھی کہ ان پڑھ اور پڑھے۔ سمجھدار اور نا سمجھ سب کا سر ہل جاتا تھا۔ انہیں مؤخر الذکر لوگوں میں میں بھی تھا کہ سمجھتا کم تھا مگر سننے میں مزہ آتا تھا۔ اتفاق سے حدائق بخشش کا ایک نسخہ میرے ایک ہم سبق کے پاس ملا جو اس کے دادا کا رکھا ہوا تھا۔ کاغذ اس کا معمولی سرخ اور پیلے اور ہرے رنگ کا تھا، لکھائی چھپائی عمدہ تھی اور اس پر جگہ جگہ حاشیہ بھی چڑھا تھا۔ اس وقت اس کا معتد بہ حصہ میں نے نقل کرلیا تھا۔

جب فارسی پڑھ رہا تھا تو ایک صاحب نے مجھ سے اردو پڑھنے کی خواہش ظاہر کی اگرچہ استاذ اور شاگرد کی عمر میں بڑا تفاوت تھا لیکن میں نے منظور کرلیا ان کے والد تاریخی ناولوں کے بڑے دلدادہ تھے جو کتاب بازار میں آتی اسے خرید لیتے رات میں ایسے ہی شائقین کی نشست ان کے یہاں ہوتی۔ اور انہیں میں ایک خواندہ آدمی اس کو پڑھتا۔ اس لئے ان کے گھر اسلامی تاریخی ناولوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا۔ ان صاحب کو تو اردو سیکھنے کی توفیق کم ہوئی میں نے البتہ ان کی کتابوں سے خوب خوب فائدہ اٹھایا دوپہر کی چھٹی میں روزانہ ان کے گھر جاتا اور پڑھتا رہتا عرصہ تک میرا یہ مشغلہ جاری رہا۔

درس نظامیہ کی تعلیم کے ابتدائی سالوں سے ہی میں اشرفیہ کے طلبہ کی لائبریری اشرفی دار المطالعہ کا لائبریرین رہا۔ اس کے نتیجے میں مجھے پڑھنے کے لئے کتابوں کا وافر ذخیرہ ملا۔ اور موضوع میں بھی وسعت ہوگئی۔ ہر قسم کے رسائل اور کتابیں مطالعہ میں آئیں اور میں اس قابل ہوگیا کہ لائبریری میں آنے والوں کو ان کی مطلوبہ کتابوں کے مواد اور اسکی خوبی یا خرابی بتاتا۔ اور انہیں کتابوں کے انتخاب میں مدد دیتا۔

اس سے لاشعوری طور پر مجھے یہ فائدہ ہوا کہ میرے ذہن میں الفاظ کا قابل ذکر ذخیرہ جمع ہوگیا۔ مختلف جملوں کی ترکیب اسلوب بیان اور مافی الضمیر کی ادائیگی پر قدرت حاصل ہوئی۔ جس کا علم مجھے بعد میں ہوا کہ ”چراغ جلانے کے لئے پرانے چراغ سے اکتساب ضروری ہے“۔

گلستاں سعدی پڑھنے کے زمانے میں اس کا ایک باب نقل کیا کہ بعد میں توفیق ہوئی تو اس کا ترجمہ نقل کریں گے۔ نحو میر پڑھتے وقت پوری کتاب کا ترجمہ کیا۔ اور اسے والد کے پاس جو اس وقت سورت میں تھے، بھیجا کہ میں اس وقت یہ کتاب پڑھ رہا ہوں۔

دروس الادب پڑھنا ہوا تو اس کا کوئی فاضل نسخہ مدرسہ میں نہیں تھا۔ تو پوری کتاب نقل کرکے پڑھی۔ اس وقت ایک صاحب کے پاس خطبات مدراس تھی میں نے وہ کتاب بھی پوری نقل کی حالانکہ مجھے اس وقت وعظ اور تقریر سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

ان ساری تفصیلات کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ اس

وقت ہمارے نصاب انشاء اور مضمون نگاری کا کوئی گھنٹہ نہ تھا۔ نہ بطور کورس کے یہ مضمون پڑھایا جاتا تھا پس اس سلسلہ میں جو کچھ ہوا سب لاشعوری طور پر بے قصد و ارادہ ہوا۔ اور اسی سے میرے اندر تحریر کا شعور پیدا ہوا۔

غالباً ۶۲ ۱۳ ھ میں جب میں جلالین شریف پڑھ رہا تھا۔ طلبہ کی لائبریری میں کئی اخبار آتے تھے۔ رامپور سے حضرت فضل حسن صابری مرحوم و مغفور کی ادارت میں دبدبۂ سکندری نام کا ایک ہفتہ وار اخبار شائع ہوتا تھا۔

رجب شریف کے موقع پر معراج شریف کے عنوان سے ایک مضمون اپنے مخلص دوست عالی جناب قاری محمد یحییٰ صاحب کے نام سے بھیجا اور دبدبۂ سکندری میں شائع ہو گیا۔ اشاعت سے قبل کسی سے اصلاح نہیں لی تھی۔ مضمون چھپ کر آیا تو حضور حافظ ملت کو پڑھ کر سنایا۔ آپ بے حد مسرور ہوئے اور ایک روپیہ انعام میں دیا۔ اسی دوران میرے کئی مضمون دبدبۂ سکندری میں شائع ہوئے جس میں ایک مضمون کا عنوان کربلا کی ضرورت تھا۔ جو کافی مقبول ہوا اور بعد میں کئی اخبار و رسائل میں شائع ہوا۔

حضرت تاج الفحول مولانا ہدایت رسول لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد میں مولانا محمد عمر صاحب علیہ الرحمہ تھے جو لکھنؤ سے ہی ایک دینی پرچہ شائع کرتے تھے۔ ان کے تقاضہ پر ایک مضمون "فلسفۂ شہادت" انہوں نے اپنے ماہنامہ میں شائع کیا۔ اس سے لکھنؤ کے شیعہ پریس والوں نے محرم کے موقع پر اپنے مشن کی طرف سے شائع کیا پھر دو تین سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ الغرض ادارہ میں طلبہ، ان کی انجمن اہل سنت و اشرفی دار المطالعہ اور خود ادارہ کی تحریریں ضرورتوں میں ہاتھ بٹا رہا تھا۔ اور تعلیم کے ساتھ ساتھ مشق سخن کا مشغلہ بھی جاری کیا۔

فراغت کے بعد ایک سال تک گورکھپور میں بسلسلۂ ملازمت رہا۔ مدرسہ کے سکریٹری جناب حافظ نیاز احمد اشرفی مرحوم کے مشورہ سے ایک چار ورقی رسالہ بنام "الضیاء" ہر ماہ شائع کرنا شروع کیا۔ مضامین عموماً فقیر کے ہی ہوتے۔ اور مصارف میں ہم دونوں شریک ہوتے۔ اشاعت اس کی مفت ہوتی تھی۔ اس میں شائع ہونے والے ایک طویل مضمون کو اس وقت بہت پسند کیا گیا۔ کئی پرچوں میں شائع ہوا۔ اور مبارکپور کی ایک دینی انجمن نے اسے مستقل رسالہ کی شکل میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔ عنوان اس کا "اسلام کا چوتھا رکن" تھا۔

تلسی پور پہنچا تو وہاں ایک غیر مقلد مولوی عبد الرؤف جھنڈے نگری، اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب بستوی مرحوم بانی دار العلوم انوار العلوم تلسی پوری میں مسئلۂ حاضر و ناظر پر تحریری تبادلہ ہو رہا تھا۔ جھنڈے نگری صاحب کی طرف سے رسالہ تردید حاضر و ناظر شائع ہوا تھا۔ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب نے اس کے جواب کی ذمہ داری میرے سر ڈالی۔ فقیر نے الشاہد کے نام سے اس کا جواب لکھا جو اس وقت شائع ہوا جب میں مبارکپور آ گیا۔ اس رسالہ کی تردید بستی کے کسی رئیس آزاد صاحب نے ابطال شواہد الشاہد شائع کی۔

جب الشاہد کے دوسرے ایڈیشن کی باری آئی تو لا محالہ دھیان بطلان کی طرف بھی۔ اس طرح اب وہ ایک مبسوط رسالہ ہو گیا جسے حق اکاڈمی مبارکپور نے شائع کیا ہے۔

تلسی پور کے ہی دوران قیام خطیب مشرق حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی نے ممبئی سے پاسبان شائع کرنا چاہا اور کچھ لکھنے کی فرمائش کی تو اس کے سب سے پہلے رسالہ میں

فقیر کا مضمون ''حدیث شب'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ پھر عرصہ تک اس میں ماہ بماہ لکھتے رہے اور مولانا مرحوم فقیر کا نام رفقاء ادارہ میں شائع کرتے تھے۔

مبارکپور آنے کے بعد دوسرے ہی سال سے میری مصروفیات میں افسانہ کا اضافہ ہوا اس لئے اس زمانے کی زیادہ تحریریں سوال و جواب کے روپ میں بدعت کے سلسلہ میں ایک جواب جو ذرا طویل ہو گیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب مصباحی مرحوم نے رسالۂ فیض الرسول براؤں شریف میں شائع کی اس کو مولانا مقبول صاحب الہ آبادی نے مکتبۂ حبیبیہ الہ آباد سے رسالہ کی صورت میں شائع کرایا۔ اور اس کا یہ نام بھی انہوں نے ہی ذکر کیا ہے ''بدعت کیا ہے''؟

اسی طرح قبر کی اونچائی، اور مسجد میں نماز جنازہ پر بھی طویل تحریریں ہوگئی ہیں جو فیض الرسول میں شائع ہوئیں۔

برجونالہ کلکتہ کے آس پاس ایک جاہل ریٹائر پولیس مین گمرہی پھیلا رہا تھا اور عامۃ المسلمین میں بڑی سورش پھیل رہی تھی۔ برجونالہ کے رئیس جناب مقبول احمد انصاری نے اس کے بارے میں ایک استفتاء کیا جس کے جواب میں ''ازالۂ اوہام'' کے نام سے ایک رسالہ تیار ہو گیا۔ جسے مبارکپور کی ایک اسلامی انجمن نے شائع کیا۔ اور اس کی کئی سو کاپیاں سورش زدہ علاقہ میں تقسیم کی گئیں۔ اور جناب مقبول احمد صاحب نے بھی پوری جدوجہد کی جس کے نتیجے میں وہ فتنہ بھی وہاں سے دفع ہوا۔ فالحمد للہ تعالیٰ

مبارکپور میں ایک بار پالن حقانی کا گذر ہوا۔ اور اس نے ندائے یارسول اللہ کے موضوع پر ایک نہایت دل آزار تقریر کی جس سے طبقۂ اہل سنت و جماعت میں بڑی بے چینی پھیلی۔ محلہ سریان کے سنیوں نے اس کے خلاف جلسہ کیا جس میں بڑا کثیر مجمع ہوا۔ بیان کا موضوع ''ندائے یا رسول اللہ'' ہی تھا۔ جس سے طبقۂ اہل سنت و جماعت کی ساری بے چینی دور ہو گئی۔ اور دیوبندی مولوی صاحبان کو یہ معذرت کرنی پڑی کہ ہمارے علما نے بھی نعرۂ یارسول اللہ کو مطلقاً حرام نہیں کہا ہے۔ اس تقریر کو عزیزی مولوی محمد احمد صاحب مصباحی مرحوم نے قلم بند کر کے شائع کر دیا۔

پھر پاکستان کے کچھ احباب نے بھی اسے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ ''انوار الانتباہ'' کے ساتھ شائع کیا۔ جسے دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ ''بلبل ہمہ کہ قافیہ گل شود بس است'' لفظ بلبل کے لئے اتنی ہی بڑی بات ہے کہ گل کا قافیہ ہے۔

۱۹۷۴ء میں سفر حج کے دوران احادیث نبویہ کا ایک منتخب مجموعہ ساتھ تھا اس مبارک سفر میں اس کا ترجمہ مکمل کیا۔ مجموعہ میں حدیثیں حروف تہجی کے ترتیب سے مذکور تھیں۔ خیال ہوا کہ اسے فقہی ابواب کے ترتیب پر کر دیا جائے۔ لیکن اب تک اس کی توفیق نہ ہو سکی۔

سیرت النبی پر ایک مفید کتاب ''محمد مثل الکامل'' کے نام سے نظر سے گذری، بہت پسند آئی اس کا ترجمہ شروع کیا جس کی چند قسطیں ہدیٰ ڈائجسٹ میں شائع بھی ہوئیں۔ مزید کے لئے فرصت کا انتظار ہے۔ جب کہ فرصت عنقا ہے۔ اور بقول شعرا اس کا شکار مشکل ہے۔

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چین

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، رسالۂ پاسبان میں ہر ماہ مستقل طور پر حدیث شریف کا کالم تحریر فرماتے تھے۔ مستقل عنوان ''صراط مستقیم'' ہوتا۔ عام طور سے اس مضمون کے لئے آپ کوئی خاص تیاری نہیں کرتے۔ مضمون کا تقاضا ہوا اور دو ڈھائی صفحہ کا مضمون لکھ کر بھیج دیا۔ ایک

آدھ بار غالباً اسی کے لئے اشعۃ اللمعات ملاحظہ کرتے دیکھا۔ آپ کے یہ قلم برداشتہ مضامین بھی مفاہیم عالیہ گنجینہ اور زبان و بیان کا نمونہ ہے۔

حضرت نظامی قدس سرہٗ نے ان کو کتاب کی صورت میں اپنے مکتبۂ پاسبان سے شائع کرنا چاہا اور اس کے مقدمہ کے لئے مجھے لکھا، اس مقدمہ میں حدیث شریف کی اسنادی حیثیت سے بحث کی گئی ہے۔ اور حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سوانحی خاکہ پیش کیا ہے۔ پورا مضمون حضرت کی نظر ثانی کا نور پا چکا ہے۔ اور بالکلیہ آپ کا مصدقہ ہے۔ سوانح خاکہ میں صرف ایک جگہ ایک لفظ کا استدراک ہے جن کو میرے لڑکے محمد احمد مصباحی مرحوم نے اپنی کتاب ''حافظ ملت'' میں ذکر کیا ہے۔

حضرت مولانا مشتاق احمد علیہ الرحمہ نے کتاب کے ابتدائیہ میں لکھا تھا۔ میں نے چاہا تو یہ تھا کہ مقدمہ میں خود لکھوں، لیکن میری مصروفیتیں آڑے آئیں، پھر بھی مجھے خوشی ہے کہ یہ سعادت مفتی عبدالمنان صاحب کے حصہ میں آئی۔ یہ بھی خوب ہوا کہ گھر کی دولت گھر ہی میں رہی اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ حضرت کے حالات میں یہ سب سے پہلی تحریر ہے۔ اور؎

نقش ہے سنگ آستاں پہ تیرے
داستاں اپنے جبہ سائی کی

اشرفیہ کی نشأۃ ثانیہ کی پوری تاریخ کا میں عینی شاہد ہوں۔ بلکہ اس میں شریک و سہیم رہا ہوں۔ اور میں نے اس کو اپنے طور پر قلمبند بھی کیا تھا۔ جس دور میں عالی جناب قاری محمد یحییٰ صاحب مرحوم ماہنامہ اشرفیہ کے مدیر تھے تو انہوں نے اس کی کئی قسطیں ''اشرفیہ مصباح العلوم سے الجامعۃ الاشرفیہ تک'' کے نام سے شائع کیا تھا۔ ان کے وقت میں ہی یہ سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ ورنہ وہ ایک دلچسپ سرگزشت کاروان علم کی ہوتی۔

ہدایہ آخرین پڑھنے کے زمانہ میں حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھنے کے لئے رمضان شریف کی چھٹیوں میں گھوسی گیا۔ میرے شفیق و کریم استاذ گرامی حضرت مولانا عبد المصطفیٰ صاحب ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش سے حضرت نے حالات املاء کرانا منظور بھی کرلیا۔ اور لگ بھگ دس یوم تک وقت کی انتہائی پابندی کے ساتھ حضرت نے قیام اجمیر شریف تک کے حالات قلمبند کرائے بھی۔ اس کے بعد فرمایا: میں اب اعتکاف میں بیٹھوں گا۔ اور اس کے بعد کے حالات دوسرے بہت سے لوگوں کو معلوم ہے۔ ان سے واقعات کی تکمیل کرالینا۔ میں نے خط کے ذریعے ان لوگوں سے کام نکالنا چاہا، کچھ نہ ہو سکا۔ تو آپ کے مشہور تلامذہ کے پاس ہفتوں رہ کر خود ان حضرات کے حالات لکھے اور اسی سبیل سے جستہ جستہ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ کے حالات بھی جمع ہو گئے۔ گویا؎

لخت دل جمع کیا کتنے تو دیوان کیا

اس کا کام عرصہ سے مکمل ہے۔ خدا توفیق دے تو اپنے ہاتھ سے اسے شائع کرنے کی نیت ہے۔ میرے بڑے لڑکے محمد احمد مصباحی مرحوم کو تحریر اور اس کی اشاعت کا ذوق ورثہ میں ملا تھا۔ رات دن لکھنا پڑے تو تھکتے نہیں تھے، خود اپنی کاوش سے فقیر کے مضامین کا ایک مجموعہ شائع کیا۔ دوسرے حصہ کے معتد بہ مقدار کی کتابت کرالی تھی۔ تیسرا مجموعہ میری تقریروں کا بھی لکھوا رہے تھے۔ لیکن سب چھوڑ چھاڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ غفر اللہ لہٗ و رحمہ اللہ علیہ۔ افسوس؎

آب قدح بشکست و آں ساقی نماند

جب سے گھوسی میں قیام ہے میری زیادہ تر توجہ فتاویٰ رضویہ کی طرف ہے پھر بھی ایک رسالہ "مسئلۂ آمین قرآن و حدیث کی روشنی میں" مولوی شکیب ارسلان سلمہٗ ربہ کی سعی سے مطبوع ہو چکا ہے۔ دوسرا رسالہ "عیدین کی تکبیرات زوائد" کے موضوع پر مبیضہ کے مراحل سے گذر چکا ہے۔

فتاویٰ رضویہ شریف کی چھ جلدیں سنی دارالاشاعت مبارکپور سے شائع ہوئی ہیں۔ جن میں تیسرا اور چوتھا حصہ حَبر الامۃ حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف صاحب بانی سنی دارالاشاعت کی حیات میں شائع ہوا۔ اور چار جلدیں فقیر کی کاوش اور سعی سے مرتب و مطبوع ہو کر قوم کا سرمایۂ افتخار ہیں۔ نویں جلد جو دسویں کے نام سے بریلی شریف یا پیلی بھیت سے شائع ہوئی ہے۔ اس کی ترتیب و تہذیب اور تکمیل کا کام جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی باقاعدہ اشاعت کے دن جلد لائے۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے کچھ قلمی رسالے جواب تک نایاب تھے۔ اب دستیاب ہو گئے ہیں۔ ان میں فتاویٰ رضویہ جلد سوم، باب الجمعہ کا ایک عربی رسالہ "شمائم العنبر" جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے قلم کا ایک شاہکار ہے۔ اس کا بھی ترجمہ تصحیح مکمل ہے۔ مبیضہ بھی تیار ہے۔ عمر نے وفا کی اور توفیق الٰہی شامل حال رہی تو ان سب کو منصۂ شہود پر لانے کا عزم ہے۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ، محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

عبدالمنان اعظمی

۲۹ر رمضان ۱۴۱۸ھ

ہمارے مصطفیٰ ﷺ

نتیجۂ فکر: محمد افضل نوری مرکزی
مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

تقابل اب نہیں کرتا کوئی بھی اس دیوانے سے
تمہارے عشق نے ممتاز کر ڈالا زمانے سے

بھلا بتلاؤ کیا ہوگا وہ عالم اُن کی آمد کا
ضیا قربان ہو جاتی ہے جن کے مسکرانے سے

رضا کے چاہنے والوں سے اُلجھو مت کبھی ورنہ
یہ مت بھولو ہمیشہ موت آتی ہے بہانے سے

ہمیں تو یہ بتایا ہے ہمارے مصطفیٰ نے کہ
خدا ناراض ہوتا ہے کسی کا دل دکھانے سے

نگاہیں اس لئے نیچی رکھو تا کہ پتہ چل جائے
تعلق تم بھی رکھتے ہو کسی اونچے گھرانے سے

جو عاجز آچکا ہو اس جہاں کے سب حکیموں نے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

حصول داد سے خوش ہوں مگر افسوس ہے افضل
میں پھر سے رہ گیا رنگ اپنا محفل میں جمانے سے

***

مفتی قدرت اللہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ ------ حیات وخدمات

*** از: مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی بستوی ***

جامع معقولات ومنقولات حجۃ العلم حضرت مفتی محمد قدرت اللہ رضوی کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں جو علوم عقلیہ ونقلیہ بالخصوص فقہ اسلامی پر غیر معمولی بصیرت وذہانت اور محققانہ مزاج کی وجہ سے اپنے معاصرین میں نمایاں اور اکابر علماء ومشائخ کی بارگاہوں کے منظور نظر تھے۔

آپ ان علمائے اعلام میں سے ایک ہیں جو گوناگوں خوبیوں وکمالات کے مالک ہیں۔تدریس، افتا، تقریر، تصنیف، انشاء پردازی، دعوت وارشاد میں آپ کی ہمہ گیری وجامعیت خاص طور پر قابل ذکر ہے۔آپ کی پیدائش ضلع بستی کی ایک تحصیل بانسی سے ۵ کلومیٹر پچھم ایک چھوٹا سا گاؤں ''پرسیا'' میں ۱۵ر جولائی ۱۹۴۷ء میں ایک دین دار گھرانے میں ہوئی چونکہ آپ کے والد ماجد حاجی عطاء اللہ رضوی کا ممبئی میں کاروبار تھا اس لئے بچپن ہی میں آپ کو وہ ممبئی لے گئے اور وہیں آپ نے ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا۔درجۂ پنجم کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فارسی کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا محمد طیب دانا پوری (مفتی جاورہ) سے پڑھیں۔ممبئی میں تعلیمی نقصان بہت ہوتا اس لئے آپ کے والد گرامی نے آپ کو استاذ الاساتذہ حضرت مولانا اعجاز احمد خان صاحب کی خدمت میں ضلع بستی کے قدیم ادارہ دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ کے لئے روانہ کردیا جہاں ایک سال رہ کر گلستاں، بوستاں اور میزان الصرف کی تعلیم حاصل کی۔جب آپ کے والد ماجد کو وطن سے قریب دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کا علم ہوا تو آپ کا داخلہ ۱۳۷۴ھ میں فیض الرسول میں کروادیا جہاں آپ انتہائی محنت ولگن اور ذوق وشوق کے ساتھ تحصیل علم میں لگے رہے یہاں تک کہ وہ وقت سعید آگیا جس کا انتظار تھا یعنی شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ کو فیض الرسول کے سالانہ جلسہ میں علما ومشائخ نے آپ کو دستار فضیلت سے نوازا۔

حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول آپ پر بے حد شفقت فرماتے تھے، ان کی نگاہ کرم ہی کا صدقہ تھا کہ آپ نے زمانہ طالب علمی ہی میں معین المدرس کی حیثیت سے تفسیر مدارک، ملاحسن، شرح ہدایۃ الحکمت جیسی اہم کتابیں پڑھائیں جو آپ کی علمی لیاقت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

درس نظامی کی تکمیل کے بعد بریلی شریف حاضر ہوکر حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین رضوی علیہ الرحمہ سے علم توقیت حاصل کیا۔مزید تشنگی علم کی سیرابی کے لئے دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ کا ارادہ کیا جہاں شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی کی خدمت میں حاضر ہوکر قاضی مبارک اور معقولات کی چند کتابوں کا درس لیا۔آپ کی علمی استعداد کو دیکھتے ہوئے حضرت اعظمی صاحب نے آپ کو منظر حق میں بحیثیت مدرس رکھ لیا۔تقریباً سات سال تک آپ نے وہاں بڑی محنت وجانفشانی کے ساتھ تعلیمی خدمات انجام دیں۔

۳۱ مئی ۱۹۷۳ء میں آپ منظر حق سے مستعفی ہو کر ممبئی چلے گئے اور وہیں دار العلوم دیوان شاہ بھیونڈی کی تدریسی خدمات منظور کر لی لیکن جب حضرت اعظمی صاحب کو آپ کے مستعفی ہونے کا علم ہوا تو حضرت نے اراکین منظر حق سے گفتگو فرما کر ایک طالب علم کے ذریعہ آپ کی طلبی کا پروانہ ارسال فرمایا۔

دوسری جانب حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی کو جب یہ اطلاع ملی تو دار العلوم غریب نواز الٰہ آباد آنے کے لئے اپنا حکم نامہ ارسال فرمایا لیکن حضرت شیخ العلماء کی کشش اور مادر علمی کا جذبہ خدمت غالب آیا چنانچہ تدریسی خدمت کے لئے آپ نے دار العلوم فیض الرسول کو ترجیح دی اور باقی دو جگہوں سے معذرت کر لی۔

اس طرح تقریباً نو سال مادر تعلیم سے جدا رہنے کے بعد نومبر ۱۹۷۴ء میں دار العلوم فیض الرسول میں آپ کی تقرری ہوگئی۔ حضرت شیخ العلماء آپ کی آمد سے بہت خوش ہوئے اور جب آپ تدریسی فرائض کی انجام دہی سے فارغ ہوتے تو حضرت کی خدمت میں آپ حاضر ہوتے تو بہت خوش ہوتے اور اپنے قریب بٹھاتے اور آپ پر بہت کرم فرماتے۔ ایک دن آپ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو فرمایا:

”آپ لوگوں کو دیکھ کر مجھے کچھ اس طرح مسرت ہوتی ہے جیسے کوئی بوڑھا کمزور باپ جب اپنے ہونہار اور خدمت گذار بیٹوں کو دیکھتا ہے تو جوش مسرت سے اس کا سینہ پھول جاتا ہے اور اظہار خوشی کے لئے اس کے پاس الفاظ بھی کم پڑ جاتے ہیں“۔

تصنیف وتالیف: حضرت مفتی صاحب قبلہ ایک لائق و فائق مدرس ہونے کے ساتھ بہترین خطیب اور ایک معیاری مصنف بھی تھے چنانچہ آپ کی تصانیف میں جواہر القرآن اور عارف باللہ حضرت سیدی عبد الغنی نابلسی کی معرکۃ الآرا تصنیف کشف النور عن اصحاب القبور کا اردو ترجمہ حجۃ العلم اکیڈمی سے شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہوا۔ عربی کی مشہور کتاب المجتبیٰ پر آپ نے حاشیہ تحریر فرمایا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی سیرت وسوانح پر بھی آپ نے ایک کتاب ترتیب دی ہے، ان کے علاوہ حج وزیارت۔ انشاء اللہ العزیز یہ کتابیں جلد ہی منظر عام پر آرہی ہیں۔ آپ کے درجنوں مضامین ملک کے معیاری رسالوں میں وقتاً فوقتاً شائع ہو کر داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

ماہنامہ فیض الرسول میں آپ کا مستقل مضمون ”جواہر القرآن“ کے عنوان سے شائع ہوتا رہا۔ رسالہ بند ہونے کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا لیکن جب جنوری ۲۰۰۵ء میں دار القلم جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین بستی سے سہ ماہی ”پیام نظامی“ کا اجرا ہوا تو ”ضیائے قرآن“ کے کالم میں آپ کا مضمون پابندی کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔ مزید آپ کے بکھرے ہوئے مضامین کو یکجا کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب ان کو احاطۂ تقریر میں لانے کا پروگرام ہے۔

زیارت حرمین شریفین: ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۹۰ء میں آپ نے اپنے والد گرامی اور برادر اکبر اور چند دیگر افراد خانہ کے ہمراہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کی زیارت کا بھی شرف حاصل کیا۔

بیعت وخلافت: آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔

(بقیہ ص ۱۴ / پر------)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا علمی مقام

از: مولانا عبدالباقی مرکزی، تخصص فی الفقہ، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تاریخ ولادت ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء ہے خود امام احمد رضا اس آیت مبارکہ سے اپنا سن ولادت تخریج فرماتے ہیں: ﴿أُولٰئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوبِهِمُ الْإِیمَانَ وَأَیَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ﴾ اعلیٰ حضرت جیسی نابغہ روزگار عبقری شخصیت جو اپنے معاصرین میں حق آگاہ، حق نظر، حق پسند اور حق گو کی حیثیت سے وحید عصر اور فرید دہر ہیں۔ جن کے رمز شناس قلم سے علوم و معارف کے بے شمار سوتے پھوٹ پڑے ہوں اس بلند مایہ ہستی کے لئے مجھ جیسے طالب علم کے لئے کچھ لکھنا حصول سعادت کے سوا کچھ نہیں۔

تفقہ فی الدین ایک ایسا اثاثہ ہے کہ اس دولت بے مایہ کو ہر دل کی تجوری میں منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے نہ ہی اس کا رشتہ و ناطہ کسب و حصول کے تانے بانے تک محدود ہے۔ اس کا آشیانہ اتنا بلند ہے کہ ہر صاحب فضل و کمال اپنی جلالت علمی و فکری بلندیوں کے بل بوتے اس پر اپنی کمند نہیں ڈال سکتا اگر قرآن و حدیث کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ تفقہ فی الدین کا تعلق کسب و حصول سے پہلے مشیت ایزدی اور ارادۂ الٰہی سے وابستہ ہے اس سلسلے میں ارشاد نبوی ہے: ’’من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین‘‘ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جس بندے پر خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے تفقہ فی الدین کی دولت گرانمایہ سے مالا مال فرماتا ہے۔

اس سے یہ بات یقینی طور پر اجاگر ہو جاتی ہے کہ یہ فن بندہ کی کوششوں تک محدود نہیں رکھا گیا ہے بلکہ یہ دولت گراں قدر ارادۂ الٰہی اور مشیت ایزدی کی توفیق کا نتیجہ ہے یہی وجہ ہے کہ فقیہ اپنے منصب کے لحاظ سے مسائل کے استخراج میں اور ترجیح و تطبیق جیسی صورتوں میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی بخشی ہوئی بے شمار صلاحیتوں کی روشنی میں غور کرتا ہے۔

عہد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام فقہائے کرام کے امام اور قائد کی حیثیت سے شمار کئے گئے۔ اصول و فروع کی ترتیب عہد امام اعظم میں مکمل ہو گئی البتہ فکری مراتب کے اعتبار سے ان کی تہذیب کا کام ہر دور میں جاری رہا اس لئے طبقات فقہاء کی تعیین بھی ضروری ہوئی تا کہ ہر ایک کی قدر و منزلت طبقاتی خصوصیت کی رعایت سے ان کے اقوال کی تنقیح و ترجیح کا اعتبار کیا جائے۔

رسم المفتی میں مذکور ہے کہ علامہ ابن کمال پاشا نے طبقات فقہاء کو سات شمار فرمایا ہے:

(۱) مجتہدین فی الشرع: وہ فقہا جنہوں نے قواعد و اصول کی تاسیس فرمائی ائمہ اربعہ اس طبقہ میں محدود ہیں۔

(۲) مجتہدین فی المذہب: وہ فقہا ہیں جو مجتہدین فی الشرع سے منقول قواعد کی پابندی کے ساتھ دلائل سے استخراج مسائل پر قادر ہیں۔ اگر چہ بعض فروع

مجتہدین فی الشرع کے خلاف بھی ہیں۔

(۳) مجتہدین فی المسائل: وہ فقہاء جو اصول وفروع میں اپنے امام کے پابند ہیں اور امام کے غیر مخصوص احکام کے استنباط کرنے پر قادر ہیں۔

(۴) اصحاب تخریج: یہ لوگ اجتہاد پر قادر نہیں ہوتے لیکن اصول اور ماٰخذ، مجمل، تفصیل بہم اور تعیین پر قادر ہوتے ہیں۔

(۵) اصحاب ترجیح: مذہب کی روایت مختلفہ میں کسی ایک کو ترجیح دینے پر قادر ہوتے ہیں۔

(۶) اصحاب تمیز: یہ حضرات قوی واقویٰ اور ضعیف نیز ظاہر الروایہ اور نوادر وغیرہ میں فرق کرتے ہیں۔

(۷) اصحاب تلفیق: جنہیں کھرے کھوٹے کے امتیاز کی تمیز نہیں ہوتی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں میں ایک عظیم فقیہ کی خصوصیات اجتماعی طور پر نظر آتی ہیں۔ حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی سوانح کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بالکل آئینۂ شفاف کے مانند چمکنے لگتی ہے کہ آپ اپنے عہد طفولیت ہی سے صالح الفکر بالغ الرائے شخصیت کے حامل تھے۔ آپ نے جس انداز میں ملت بیضا کی تطہیر و تنظیف فرمائی اصول وفروع کو مدلل ومبرہن فرمایا احکام و فرامین کی تبییض فرمائی علوم وفنون کے گیسوئے برہم کو سنبھالا فکر وادب کی آبیاری کی اور زنادقۂ زمانہ کو کیفر کردار تک پہنچایا سچی بات یہ ہے کہ یہ کسی مجدد وقت کا ہی کارنامہ ہو سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے دور میں پیدا ہونے والے سیکڑوں مسائل میں احکام کا استخراج فرمایا ہے مثلاً نوٹ کی ایجاد کے بعد کئی قسم کے مسائل پیدا ہوئے کہ نوٹ سونا چاندی نہیں ہے لیکن قیمتی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ جنسی قدری نہیں بلکہ عددی ہے تو اس کی بیع تفاضل سود کہلائے گی یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت نے نوٹ کی شرعی حقیقت کو متعین فرمایا [illegible] کو بڑے اہتمام کے ساتھ بیان فرمایا جو ایک عظیم رسالہ پر مشتمل ہو گیا جس کا تاریخی نام ''کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم'' ہے عرب وعجم کے مشائخ کبار نے اسے دیکھ کر بے پناہ سراہا۔

اسی طرح شوگر مل سے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ شکر کا تصفیہ ہڈیوں کے برادہ سے کیا جاتا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ یہ ہڈیاں حلال جانور کی ہیں یا نہیں؟ پاک ہیں یا ناپاک؟ اس کے متعلق لوگ تشویشناک ہوئے اور حکم شرع کے طالب ہوئے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق حکم دریافت فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے حکم کی وضاحت کے لئے دس مقدمات استدلال کے طور پر قائم فرمائے اس کے بعد نہایت اعلیٰ تحقیق سے حکم شرع کا استنباط فرمایا آپ کی یہ تحقیق وتنقیح ہو کر ایک رسالہ بنام ''الاحلی من السکر بطلبة سکر روسر'' کی شکل میں آپ کی مشہور زمانہ تصنیف ''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ'' میں شامل ہے۔

ان شواہدات کو معارض تحریر میں لانے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کو مجتہد فی المسائل کہنے میں ہمیں کسی قسم کا تردد یا اشکال نظر نہیں آتا بلکہ اعلیٰ حضرت میں یہ اوصاف بطور ملکہ تھے۔ اعلیٰ حضرت دین کے اصول وفروع میں اور عربیت کے فنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے وہیں آپ فقیہ النفس بھی تھے۔ عہد طفلی میں بھی صاحب بصیرت مفتی دکھائی دیتے ہیں۔

(بقیہ ص ۲۱ پر۔۔۔)

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

پیشکش: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملت) انی ٹی بیڈ جامعۃ الرضا بریلی شریف

ولادت باسعادت

مرجع العلماء والفقہاء سیدی حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد مصطفی رضا صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ولادت باسعادت۔ ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت بریلی شریف میں ہوئی۔ پیدائشی نام "محمد" عرف "مصطفی رضا" ہے۔ مرشد برحق حضرت شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہ العزیز نے آل الرحمن ابو البرکات نام تجویز فرمایا اور چھ ماہ کی عمر میں بریلی شریف تشریف لاکر جملہ سلاسل عالیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور ساتھ ہی امام احمد رضا قدس سرہ کو یہ بشارت عظمیٰ سنائی کہ یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔

مرشد کامل کی بشارت

سید المشائخ حضرت شاہ سید ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ نے حضرت مفتی اعظم کو بیعت کرتے وقت ارشاد فرمایا!!! "یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گم راہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا"۔ سید المشائخ حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ نے حلقۂ بیعت میں لینے کے بعد قادری نسبت کا دریائے فیض بنا کر ابوالبرکات کو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی گود میں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا!!! "مبارک ہو آپ کو یہ قرآنی آیت ،واجعل لی وزیرا من اھلی کی تفسیر مقبول ہو کر آپ کی گود میں آگئی ہے۔ آل الرحمن ، محمد ، ابوالبرکات محی الدین جیلانی مصطفی رضا"۔ اس مبارک نام پر اگر غور کیا جائے تو سب سے پہلے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب کسی شخص میں محاسن کی کثرت ہوتی ہے تو اس کا ہر کام تشنۂ توصیف محسوس ہوتا ہے۔ اور ذوق ستائش کسی جامع الصفات شخصیت کو مختلف ناموں سے پکارنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اس نام میں پہلی نسبت رحمٰن سے ہے۔ دوسری نسبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تیسری نسبت سیدنا حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی علیہ الرحمہ سے ہے۔

تیسری نسبت کے بعد عزیمت میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ سے نسبت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ یہ اہتمام تو اکابر کی بالغ نظری نے کیا تھا۔ مگر لاکھوں افراد نے جب اس منبع خیر وفلاح اور سرچشمہ ہدایت سے قریب ہو کر فیوض وبرکات حاصل کیے تو وہ بھی اپنے جذبۂ ستائش پر قابو نہ پاسکے۔ آج حضرت مفتی اعظم مختلف ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسمائے صفات کا پرتو انہیں پر ڈالتا ہے جو اس کی بارگاہ میں مقبول ومحبوب ہو جاتے ہیں۔

حصول علم

سخن آموزی کے منزل طے کرنے کے بعد آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا اور آپ نے جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ۔ برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ و

الرضوان۔ استاذ الاساتذہ علامہ شاہ رحم الٰہی منگلوری۔ شیخ العلماء علامہ شاہ سید بشیر احمد علی گڑھی۔ شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی رامپوری سے حاصل کئے اور ۱۸ سال کی عمر میں تقریباً چالیس علوم وفنون حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

تدریس

فراغت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف ہی میں مسند تدریس کو رونق بخشی۔ تقریباً تیس سال تک علم وحکمت کے دریا بہائے۔ برصغیر پاک وہند کی اکثر درسگاہیں آپ کے تلامذہ ومستفیدین سے مالا مال ہیں۔

طریقہ تعلیم

فقیہ ذی شان مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی مدیر عام "الادارۃ الحنفیہ" کشن گنج بہار حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے طریقۂ تعلیم اور درس افتاء میں امتیازی شان بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ حضور مفتی اعظم درسِ افتاء میں اس کا التزام فرماتے تھے کہ محض نفسِ حکم سے واقفیت نہ ہو بلکہ اس کے ماعلیہ ومالہٗ کے تمام نشیب وفراز ذہن نشین ہوجائیں۔ پہلے آیات واحادیث سے استدلال کرتے، پھر اصولِ فقہ وحدیث سے اس کی تائید دکھاتے اور قواعدِ کلیہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتب فقہ سے جزئیات پیش فرماتے، پھر مزید اطمینان کے لئے فتاویٰ رضویہ یا اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے۔ اگر مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو قولِ راجح کی تعیین دلائل سے کرتے اور اصولِ افتاء کی روشنی میں ماعلیہ الفتویٰ کی نشاندہی کرتے۔ پھر فتاویٰ رضویہ یا اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے ارشاد سے اس کی تائید پیش فرماتے۔ مگر عموماً یہ سب زبانی ہوتا۔ عام طور سے جواب بہت مختصر اور سادہ لکھنے کی تاکید فرماتے۔ ہاں کسی عالم کا بھیجا ہوا استفتا ہوتا اور وہ ان تفصیلات کا خواستگار ہوتا تو پھر جواب میں وہی رنگ اختیار کرنے کی بات ارشاد فرماتے۔ فقیہ العصر شارح بخاری مولانا محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ صدر مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور حضرت امام الفقہاء مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے درسِ افتا اور اصلاح فتاویٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں!! "میں گیارہ سال تین ماہ خدمت میں حاضر رہا۔ اس مدت میں چوبیس ہزار مسائل لکھے ہیں، جن میں کم از کم دس ہزار وہ ہیں جن پر حضرت مفتی اعظم کی تصحیح وتصدیق ہے۔ عالم یہ ہوتا کہ دن بھر بلکہ بعد مغرب بھی دو گھنٹے تک حاجت مندوں کی بھیڑ رہتی۔ یہ حاجت مند خوشخبری لے کر نہیں آتے، سب اپنا اپنا دکھڑا سناتے، غم آگیں واقعات سننے کے بعد دل ودماغ کا کیا حال ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اتنے طویل عرصے تک اس غم آفریں ماحول سے فارغ ہونے کے بعد، عشا بعد پھر تشریف رکھتے اور میں اپنے لکھے ہوئے مسائل سناتا۔ میں گھسا پٹا نہیں، بہت سوچ سمجھ کر، جانچ تول کر مسئلہ لکھتا، مگر واہ رے مفتی اعظم۔ اگر کہیں ذرا بھی غلطی ہے، یا لوچ ہے یا بے ربطی ہے۔ یا تعبیر غیر مناسب ہے۔ یا سوال کے ماحول کے مطابق جواب میں کمی بیشی ہے۔ یا کہیں سے کوئی غلط فہمی کا ذرا بھی اندیشہ ہے فوراً اس پر تنبیہ فرمادیتے اور مناسب اصلاح۔ تنقید آسان ہے مگر اصلاح دشوار۔ جو لکھا گیا ہے وہ نہیں ہونا چاہیے، اس کو کوئی بھی ذہین نقاد کہہ سکتا ہے، مگر اسکو بدل کر کیا لکھا جائے، یہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ مگر ستر سالہ مفتی اعظم کا دماغ اور علم ایسا جوان تھا کہ تنقید کے بعد فوراً اصلاح فرمادیتے اور ایسی اصلاح کہ پھر قلم ٹوٹ کر رہ جاتا"۔ کبھی ایسے جاں فزا تبسم کے ساتھ کہ قربان ہونے کا جذبہ حد اضطرار کو پہنچ جائے۔ کبھی ایسے جلال کے ساتھ کہ اعصاب جواب دے جائیں۔ مگر اس جلال کو کون سا نام دیں جس کے بعد مخاطب کی جرأت رندانہ اور بڑھ جاتی۔ کیا کیجئے گا اگر جلال سے مرعوب

ہوکر چپ رہتے تو اور جلال بڑھتا، بڑھتا رہتا، یہاں تک کہ مخاطب کو عرض ومعروض کرنا ہی پڑتا۔ یہ جلال وہ جلال تھا کہ جو اس کا مورد بنا کندن ہوگیا۔ یہ مجلس آدھی رات سے پہلے کبھی ختم نہ ہوتی۔ بارہا رات کے دو بج جاتے اور رمضان شریف میں تو سحری کا وقت روز ہوجاتا۔

بارہا ایسا ہوتا کہ حکم کی تائید میں کوئی عبارت نہ ملتی تو میں اپنی صوابدید سے حکم لکھ کر دیتا۔ کبھی دوردراز کی عبارت سے تائید لاتا۔ مگر مفتی اعظم ان کتابوں کی عبارتیں جو دارالافتاء میں نہ تھیں زبانی لکھوادیتے۔ میں حیران رہ جاتا۔ یا اللہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے نہیں، یہ عبارتیں زبانی کیسے یاد ہیں؟ پیچیدہ سے پیچیدہ دقیق سے دقیق مسائل پر بداہۃً ایسی تقریر فرماتے کہ معلوم ہوتا تھا اس پر بڑی محنت سے تیاری کی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ کلام بہت کم فرماتے مگر جب ضرورت ہوتی تو ایسی بحث فرماتے کہ اجلہ علماء انگشت بدنداں رہ جاتے۔ کسی مسئلہ میں فقہا کے متعدد اقوال ہیں تو سب دماغ میں ہر وقت حاضر رہتے۔ سب کے دلائل، وجوہ ترجیح اور قولِ مختار ومفتی بہ پر تیقن اور ان سب اقوال پر اس کی وجہ ترجیح سب ازبر۔ باب نکاح میں ایک مسئلہ ایسا ہے جس کی بہتر صورتیں ہیں اور کثیر الوقوع بھی ہیں۔ پہلی بار جب میں نے اس کو لکھا، سوال مبہم تھا۔ میں نے بیس، پچیس شق قائم کر کے چار ورق فل اسکیپ کاغذ پر لکھا جب سنانے بیٹھا تو فرمایا!!! "یہ طول طویل شق در شق جواب کون سمجھ پائے گا؟ پھر اگر لوگ ناخدا ترس ہوئے تو جو شق اپنے مطلب کی ہوگی اس کے مطابق واقعہ بنالیں گے۔ آج ہندوستان میں یہ صورت رائج ہے اسی کے مطابق حکم لکھ کر بھیج دیں یہ قید لگا کر کہ آپ کے یہاں یہی صورت تھی تو حکم یہ ہے"۔
یہ جواب فل اسکیپ کے آدھے ورق سے بھی کم پر مع تائیدات آگیا۔ اس واقعہ نے بتایا کہ کتب بینی سے علم حاصل کرلینا اور بات ہے اور فتویٰ لکھنا اور بات۔

مجاھدانہ زندگی

آپ کی ۹۲ سالہ حیات مبارکہ میں زندگی کے مختلف موڑ آئے۔ کبھی شدھی تحریک کا قلع قمع کرنے کیلئے جماعت رضائے مصطفی کی صدارت فرمائی اور باطل پرستوں سے پنجہ آزمائی کیلئے سر سے کفن باندھ کر میدان خارزار میں کود پڑے۔ لاکھوں انسانوں کو کلمہ پڑھایا اور بے شمار مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ قیام پاکستان کے نعرے اور خلافت کمیٹی کی آوازیں بھی آپ کے دور میں اٹھیں اور ہزاروں شخصیات اس سے متاثر ہوئیں۔ نسبندی کا طوفان بلا خیز آپ کے آخری دور میں رونما ہوا اور بڑے بڑے ثابت قدم متزلزل ہوگئے لیکن ہر دور میں آپ استقامت فی الدین کا جبل عظیم بن کر ان حوادث زمانہ کا مقابلہ خندہ پیشانی سے فرماتے رہے۔ آپ نے اس دور پرفتن میں نسبندی کی حرمت کا فتویٰ صادر فرمایا جبکہ عموماً دینی ادارے خاموش تھے، یا پھر جواز کا فتویٰ دے چکے تھے۔

عبادت و ریاضت

سفر وحضر ہر موقع پر کبھی آپ کی نماز پنجگانہ قضا نہیں ہوتی تھی، ہر نماز وقت پر ادا فرماتے، سفر میں نماز کا اہتمام نہایت مشکل ہوتا ہے لیکن حضرت پوری حیات مبارکہ اس پر عامل رہے۔ اس سلسلہ میں چشم دید واقعات لوگ بیان کرتے ہیں کہ نماز کی ادائیگی واہتمام کیلئے ٹرین چھوٹنے کی بھی پرواہ نہیں فرماتے تھے، خود نماز ادا کرتے اور ساتھیوں کو بھی سخت تاکید فرماتے۔

زیارت حرمین شریفین

آپ نے تقسیم ہند سے پہلے دو مرتبہ حج وزیارت کیلئے سفر فرمایا، اس کے بعد تیسری مرتبہ ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں جب کہ فوٹو لازم ہوچکا تھا لیکن آپ اپنی حزم واحتیاط پر قائم رہے لہٰذا

آپ کو پاسپورٹ وغیرہ ضروری پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور آپ حج و زیارت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔

سفر حج و مسئلہ تصویر

آپ نے تین مرتبہ حج و زیارت کی سعادت حاصل کی مگر کبھی تصویر نہیں بنوائی بلکہ ہر بار بغیر تصویر کے پاسپورٹ سے حج پر تشریف لے گئے۔ تیسری مرتبہ حج بیت اللہ پر جاتے وقت حکومت بھارت کی جانب سے پاسپورٹ پر تصویر لگانے کا قانون سخت ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ سے تصویر لگانے کا کہا گیا تو آپ نے برجستہ انکار کرتے ہوئے فرمایا" مجھ پر جو حج فرض تھا وہ میں نے کرلیا، اب نفل حج کیلئے اتنا بڑا ناجائز کام کر کے دربار مصطفوی میں کیسے حاضر ہوسکتا ہوں، میں تصویر ہرگز نہیں کھینچواؤں گا۔ جب اس سے قبل گیا تھا، اس وقت تصویر کی پابندی نہیں تھی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں تصویر کھینچوانا، رکھنا، بنانا سب حرام ہے، میں اس رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تصویر کھینچوا جاؤں، یہ مجھ سے نہیں ہوگا"۔ حضور تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس غلام کی استقامت و اتباع سنت کی یہ ادا پسند آئی تو اپنے دربار میں حاضری کیلئے خصوصی انتظام فرمایا اور احباب نے جب بغیر تصویر پاسپورٹ کیلئے کوشش کی تو حکومت ہند اور حکومت سعودی عرب نے آپ کو خصوصی اجازت نامہ جاری کیا اور پھر جب آپ جدہ پہنچے تو آپ کا شاندار استقبال کیا گیا اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو برہنہ پا پیادہ آنکھوں سے آنسو جاری اور جسم پر رقت طاری تھی اور حاضری مدینہ طیبہ کا بڑا پُر کیف و ایمان افروز منظر تھا۔

فتویٰ نویسی کی مدت

آپ کے خاندان کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فتویٰ نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ۱۸۳۲ھ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد امجد امام العلماء حضرت مفتی رضا علی خاں صاحب قدس سرہ نے بریلی کی سرزمین پر مسند افتاء کی بنیاد رکھی، پھر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد علامہ مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہ نے یہ فریضہ انجام دیا اور متحدہ پاک و ہند کے جلیل القدر علماء میں آپ کو سرفہرست مقام حاصل تھا، ان کے بعد امام احمد رضا قدس سرہ نے تقریباً نصف صدی تک علوم و معارف کے دریا بہائے اور فضل و کمال کے ایسے جوہر دکھائے کہ علمائے ہند ہی نہیں بلکہ فقہائے حرمین طیبین نے بھی خراج تحسین وصول کیا اور سب نے بالاتفاق چودہویں صدی کا مجدد اعظم تسلیم کیا۔ آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام نے اس منصب کو زینت بخشی اور پھر باقاعدہ سیدنا حضور مفتی اعظم کو یہ عہدہ تفویض ہوا جس کا آغاز خود امام احمد رضا کی حیات طیبہ ہی میں ہو چکا تھا۔

آپ نے مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ نو عمری کے زمانے میں بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کئے تحریر فرمایا تو اس سے متاثر ہوکر امام احمد رضا نے فتویٰ نویسی کی عام اجازت فرمادی اور مہر بھی بنوا کر مرحمت فرمائی جس پر یہ عبارت کندہ تھی ''ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفی رضا'' یہ مہر دینی شعور کی سند اور اصابت فکر کا اعلان تھی۔ بلکہ خود امام احمد رضا نے جب پورے ہندوستان کے لئے دار القضاء شرعی کا قیام فرمایا تو قاضی و مفتی کا منصب صدر الشریعہ، مفتی اعظم اور برہان الحق جبل پوری قدس اسرارہم کو عطا فرمایا۔

غرضکہ آپ نے نصف صدی سے زیادہ مدت تک لاکھوں فتاویٰ لکھے۔ اہل ہند و پاک اپنے الجھے ہوئے مسائل آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہر پیدا ہونے والے مسئلہ میں فیصلہ کے لئے نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھتی

تھیں۔آپ کے فتاوی کا وہ ذخیرہ محفوظ نہ رہ سکا ورنہ آج وہ اپنی ضخامت ومجلدات کے اعتبار سے دوسرا فتاوی رضویہ ہوتا۔

تصنیفات و ترتیبات

آپ کی تصانیف علم و تحقیق کا منارہ ہدایت ہیں۔جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں حق تحقیق ادا فرماتے ہیں، فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے آپ کی تصانیف کا تعارف تحریر فرمایا ہے اسی کا خلاصہ ہدیہ قارئین ہے۔

1۔ المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوی المصطفوی (یہ پہلے تین حصوں میں عالی جناب قربان علی صاحب کے اہتمام میں شائع ہوا تھا۔اب ایک ضخیم جلد میں حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ کی نگرانی میں رضا اکیڈمی بمبئی سے شائع ہوا ہے جو حسن صوری ومعنوی سے مالا مال ہے۔)

2۔ اشد العذاب علی عابد الخناس (۱۳۲۸) تحذیر الناس کا رد بلیغ

3۔ وقعات السنان فی حلق المسماۃ بسط البنان (۱۳۳۰) بسط البنان اور تحذیر الناس پر تنقید اور ۱۳۲ سوالات کا مجموعہ

4۔ الرمح الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی (۱۳۳۱) تفسیر نعمانی کے مولف پر حکم کفر وارتداد گویا یہ حسام الحرمین کا خلاصہ ہے

5۔ النکتہ علی مراۃ کلکتہ (۱۳۳۲) اذان خارج مسجد ہونے پر ائمہ کی تصریحات کا خلاصہ۔

6۔ صلیم الدیان لتقطیع حبالۃ الشیطان (۱۳۳۲)

7۔ سیف القہار علی عبد الکفار (۱۳۳۲)

8۔ نفی العار عن معائب المولوی عبد الغفار (۱۳۳۲)

9۔ مقتل کذب و کید (۱۳۳۲)

10۔ مقتل اکذب و اجہل (۱۳۳۲) اذان ثانی کے تعلق سے مولوی عبد الغفار خاں رامپوری کی متعدد تحریروں کے رد میں یہ رسائل لکھے گئے۔

11۔ ادخال السنان الی الحنک الحلق البسط البنان (۱۳۳۲)

12۔ وقایۃ اهل السنۃ عن مکر دیوبند و الفتنۃ (۱۳۳۲) اذان ثانی سے متعلق ایک کانپوری دیوبندی کا رد

13۔ الھی ضرب بہ اهل الحرب (۱۳۳۲)

14۔ الموت الاحمر علی کل انحس اکفر (۱۳۳۷) موضوع تکفیر پر نہایت معرکۃ الآراء بحثیں اس کتاب میں تحقیق سے پیش کی گئی ہیں

15۔ الملفوظ، چار حصے (۱۳۳۸) امام احمد رضا قدس سرہ کے ملفوظات

16۔ القول العجیب فی جواز التثویب (۱۳۳۹) اذان کے بعد صلوٰۃ پکارنے کا ثبوت

17۔ الطاری الداری لھفوات عبد الباری (۱۳۳۹) امام احمد رضا فاضل بریلوی اور مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے درمیان مراسلت کا مجموعہ

18۔ طرق الھدی والارشاد الی احکام الامارۃ والجہاد (۱۳۴۱) اس رسالہ میں جہاد، خلافت، ترک موالات، نان کوآپریشن اور قربانی گاؤ وغیرہ کے متعلق چھ سوالات کے جوابات

19۔ فصل الخلافۃ (۱۳۴۱) اس کا دوسرا نام سوراج در سوراخ ہے اور مسئلہ خلافت سے متعلق ہے

20۔ حجۃ واھرہ بوجوب الحجۃ الحاضرہ (۱۳۴۲) بعض لیڈروں کا رد جنہوں نے حج بیت اللہ سے ممانعت کی تھی اور کہا تھا کہ شریف مکہ ظالم ہے۔

21۔ القسورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ (۱۳۴۳) جس کا لقبی نام ظفر علی رمۃ کفر۔اخبار زمیندار میں شائع ہونے والے تین کفری اشعار کا رد بلیغ

22۔ سامانِ بخشش (نعتیہ دیوان) (۱۳۴۷)
23۔ طرد الشیطان (عربی) نجدی حکومت کی جانب سے لگائے گئے حج ٹیکس کا رد
24۔ مسائل سماع
25۔ سلک مرادآباد پر معترضانہ رمارک
26۔ نہایۃ السنان بسط البنان کا تیسرا رد
27۔ شفاء العی فی جواب سوال بمبئی اہلِ قرآن اور غیر مقلدین کا اجتماعی رد
28۔ الکاوی فی العاوی والغاوی (۱۳۳۰)
29۔ القثم القاصم للداسم القاسم (۱۳۳۰)
30۔ نور الفرقان بین جند الالٰہ واحزاب الشیطان (۱۳۳۰)
31۔ تنویر الحجۃ بالتواء الحجۃ
32۔ وھابیہ کی تقیہ بازی
33۔ الحجۃ الباھرہ
34۔ نور العرفان
35۔ داڑھی کا مسئلہ
36۔ حاشیہ الاستمداد (کشف ضلال دیوبند)
37۔ حاشیہ فتاوی رضویہ اوّل
38۔ حاشیہ فتاوی رضویہ پنجم

بعض مشاہیر تلامذہ

بعض مشہور تلامذۂ کرام کے اسماء اس طرح ہیں جو بجائے خود استاذ الاساتذہ شمار کئے جاتے ہیں۔

۱۔ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ
۲۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان
۳۔ فقیہ عصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں صاحب بریلی شریف علیہ الرحمۃ والرضوان
۴۔ فقیہ عصر شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی دامت علیہ الرحمہ
۵۔ محدث کبیر علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
۶۔ بلبل ہند مفتی محمد رجب علی صاحب نانپاروی، بہرائچ شریف
۷۔ شیخ العلماء مفتی غلام جیلانی صاحب گھوسوی

مستفیدین اور درس افتاء کے تلامذہ کی فہرست نہایت طویل ہے جن کے احاطہ کی اس مختصر میں گنجائش نہیں، صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ آسمان افتاء کے آفتاب و ماہتاب بنکر چمکنے والے مفتیان عظام اسی عبقری شخصیت کے خوان کرام کے خوشہ چین رہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کو افتاء جیسے وسیع و عظیم فن میں ایسا تبحر اور ید طولیٰ حاصل تھا کہ ان کے دامن فضل و کرم سے وابستہ ہوکر ذرے ماہتاب بن گئے۔

بعض مشاہیر خلفاء

۱۔ مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں بریلی شریف
۲۔ غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی، ملتان پاکستان
۳۔ مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن صاحب رئیس اعظم اڑیسہ
۴۔ شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب، پیلی بھیت
۵۔ رازی زماں مولانا حاجی مبین الدین صاحب امروہہ، مرادآباد
۶۔ شہزادۂ صدر الشریعہ مولانا عبد المصطفیٰ صاحب ازہری کراچی، پاکستان
۷۔ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی گھوسی، اعظم گڑھ
۸۔ شمس العلماء مولانا قاضی شمس الدین احمد صاحب جونپور
۹۔ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب لائل

پور، پاکستان

۱۰۔ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آباد۔

۱۱۔ پیر طریقت مولانا قاری مصلح الدین صاحب کراچی پاکستان

۱۲۔ استاذ العلماء مولانا محمد تحسین رضا خاں صاحب بریلی شریف

۱۳۔ قائد ملت مولانا ریحان رضا خاں صاحب بریلی شریف

۱۴۔ تاج الشریعہ مولانا محمد اختر رضا خان صاحب بریلی شریف

۱۵۔ پیر طریقت مولانا سید مبشر علی میاں صاحب بہیڑی بریلی شریف

۱۶۔ فاضل جلیل مولانا سید شاہد علی صاحب الجامعۃ الاسلامیہ رامپور

۱۷۔ حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی، پاکستان

۱۸۔ حضرت سید امین میاں قادری بارکاتی، مارہرہ شریف، انڈیا

۱۹۔ حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، انڈیا

۲۰۔ حضرت مفتی محمد حسین قادری، سکھر، پاکستان

۲۱۔ حضرت مفتی عبدالوھاب خان قادری، لاڑکانہ، پاکستان

۲۲۔ حضرت مولانا عبدالحمید پالمر، ساوتھ افریقہ

۲۳۔ حضرت علامہ مولانا شیخ عبد الھادی القادری، ساوتھ افریقہ وغیرہ

تاریخ وصال اور عمر شریف

لفظ طہ میں ہے مضمر ان کی تاریخ وصال
چودھویں کی رات کو وہ بے گماں جاتا رہا

محبوب ذوالجلال کا عاشق صادق، اسلام وسنت کا مہکتا گلشن شریعت وطریقت کا نیر تاباں، علم وفضل کا کوہ گراں، امام ابوحنیفہ کی فکر، امام رازی کی حکمت، امام غزالی کا تصوف، امام احمد رضا کی آنکھ کا تارا اور ہم سنیوں کا سہارا، اکانوے سال اکیس دن کی عمر میں مختصر علالت کے بعد ۱۴، محرم الحرام ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء رات ایک بج کر چالیس منٹ پر کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہوا خالق حقیقی سے جا ملا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت مفتی اعظم کے وصال پر ملال کی خبر دنیا کے مشہور ریڈیو اسٹیشنوں نے نشر کی۔ اگلے روز نماز جمعہ کے بعد اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں تین بج کر پندرہ منٹ پر نماز جنازہ ہوئی اور تقریباً چھ بجے اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے بائیں پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں لاکھوں افراد کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ جو حضور مفتی اعظم کی مقبولیت وشہرت اور جلالت شان کا کھلا ثبوت تھا۔

۱۴۰۲ھ "پرواز کرد مفتی اعظم" بہ عیسوی سن ۱۹۸۱ء

***

(بقیہ ص ۲۱ کا) مرکزی ادارۂ شرعیہ کے منتظمہ کی نشستوں میں ہر ممکنہ ان کی شرکت اور انتظامیہ اور اساتذہ کی ہمت افزائی ان کا خاصہ رہا ہے۔ بلا شبہ اہل سنت کے حساس ذہن ودل علما اور عوام اپنے کو ایک معتمد سرپرست سے خالی محسوس کر رہے ہیں۔ مؤرخہ یکم نومبر کو مفتی محمد خلیل صاحب مدرس فیض الباری نوادہ نے جس وقت یہ غمناک خبر سنائی اس حادثہ کو قبول کرنے کو آمادہ نہیں تھا کیونکہ ایام علالت میں پٹنہ زیر علاج صبح وشام رات ودن حاضر ہوتا رہا اور وقار ملت اپنی صحت سے متعلق جس قدر مطمئن بتاتے تھے قطعی محسوس نہیں ہوتا تھا کہ وہ داغ مفارقت دیں گے۔ مؤرخہ ۲ نومبر تدفین سے قبل بہار وجھارکھنڈ کے علما کا نہ رکنے والا قافلہ اور عوام اہل سنت کے اژدہام نے یہ واضح کر دیا کہ وقار ملت عمر کے اس قلیل حصے میں فرد نہیں جماعت کی حیثیت حاصل کر چکے تھے۔ رب قدیر ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کا نعم البدل اہل سنت کو عطا کرے۔ لیکن موت بہرحال برحق ہے اور مومن کے لئے تو تحفہ ہے۔ حضرت وقار ملت نے بھی موت کا مزہ چکھا اور ہم ان کی رس بھری گفتگو سننے کے لئے ترستے رہ گئے۔ ***

ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

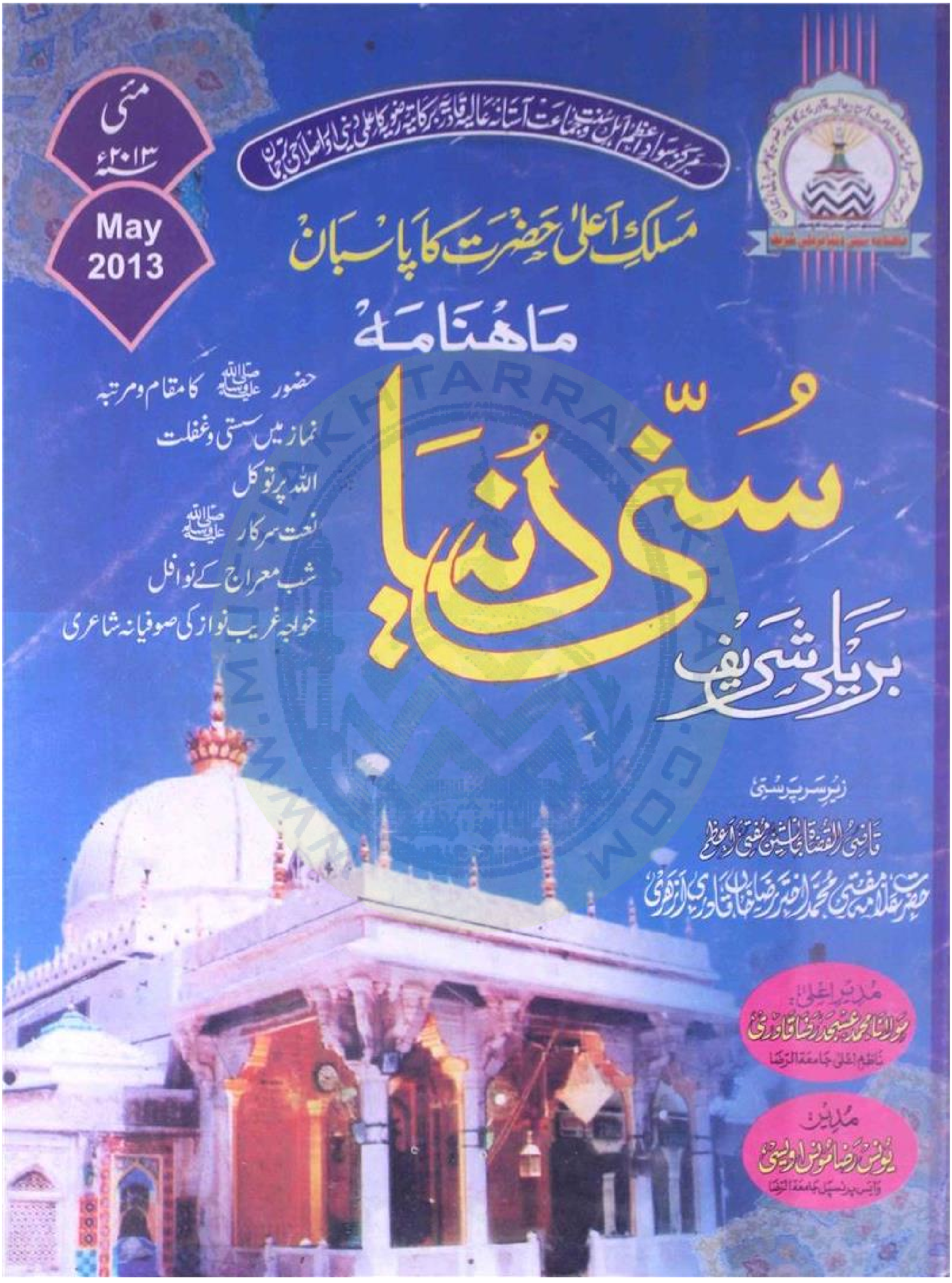
از: مولانا غلام رسول بلیاوی، مہتمم ادارۂ شرعیہ، پٹنہ

اپنی جگہ یہ مسلم الثبوت ہے کہ اہل سنت اگر حق اور حقانیت کا ترجمان نہ ہوتا تو جتنی کاری ضربیں غیروں اور اپنوں نے لگائی کب کا بکھر گیا ہوتا، غیروں نے حکومت اور اسباب و آلات اور دیگر حرفتوں سے حملوں کئے تو اپنوں نے ان کی نمک خواری کا حق ادا کرنے کے لئے رنگ ولباس، وضع قطع، درس و تدریس، وعظ و اجتماع، تحریر و تصنیف کے ذریعے حملے کئے، لیکن نظام قدرت نے ہر دور میں انہیں ان کے صحن و آنگن میں ہی شرمسار کر دیا اور ان کی ذلیلیں رسوائیوں کا سامان بن گئیں جو تاریخ میں آج بھی محفوظ ہے۔

حق مخالف قوتوں نے جس استعداد سے حملے کئے محافظوں نے اسی استطاعت واستقامت سے جواب بھی دیئے ہیں اور یہ قافلہ عشق ہمیشہ بے سروسامانی اور قلندرانہ زندگی کا عادی رہا ہے۔ اور دل ہمیشہ عشق رسالت اور محبت اولیا کا آئینہ دار رہا ہے۔ اسی شعور وفکر اور ذہن کا ایک قادری فقیر گیا ضلع کے موضع ڈمراواں وزیر گنج میں ۷ ۱۹۴ء میں پیدا ہوا۔ اس مخدوش آبادی میں پیدا ہونے والے اس قادری فقیر کے ذریعے دین وحق اور عقیدۂ سلف وصالحین کا ایسا تاریخ ساز ترجمان ہوگا جو اپنی زندگی کے کم مدت میں تعمیری، تعلیمی، تصنیفی، فلاحی، تنظیمی، تدریسی اور تقریری نقش نوجوان علماء اور عوام کے لئے مشعل راہ بنے گا اس کا تصور بھی نہیں کیا گیا ہوگا۔ ۶۵؍سالہ عمر میں حضرت وقار ملت پیر طریقت علامہ جمال احمد قادری، مدرسہ فیض الباری کے قیام سے لے کر فلک بوس عمارت میں جہاں خون جگر پلا دیا وہیں جماعت اہل سنت کے ہر اس تحریک میں جہاں جماعتی زندگی اور تحفظ ایمان وعقیدہ نے طلب کیا، نہ صرف حاضر رہے بلکہ اپنا گراں قدر خدمات کے علاوہ صف اول کے اکابر کے شیر بھی رہے۔ ہمیں خوب یاد ہے کہ سربراہ اعلیٰ ادارۂ شرعیہ قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سے جب ہم نے صوبۂ جھارکھنڈ میں ادارۂ شرعیہ کی شاخ کے تعلق سے عرض کیا تو حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے اپنی ضعف ونقاہت اور علالت کے پیش نظر فرمایا کہ مولانا جمال احمد قادری سے بات کرلو وہ اس کام کے لئے وقت نکالیں۔ محب اہل سنت محمد سعید رانچی کو کہہ دوں گا اور ایک تحریر بھی بھیج دوں گا۔ منصوبے کے مطابق میں نے حضرت مولانا قطب الدین رضوی ناظم اعلیٰ ادارۂ شرعیہ جھارکھنڈ کو پروگرام سے مطلع کیا اور تاریخ کا تعین کر کے دعوت نامہ ارسال کرنے کے لئے تاکید کردی۔ سوئے اتفاق روانگی کی شب میں خود ہی علیل ہو گیا لیکن کام تو کرنا ہے ادارۂ شرعیہ کے ایمبولینس سے ایک وفد لے کر روانہ ہوا جامعہ فیض الباری نوادہ کے صحن میں جیسے ہی ادارہ کی گاڑی داخل ہوئی حضرت وقار ملت نے اپنے مخصوص لب ولہجہ میں فرمایا: ایک گاڑی میں کتنے بیمار جائیں گے۔ حضرت صدر ادارۂ شرعیہ کی صدارت میں یہ وفد رانچی اسلامی مرکز حاضر ہوا علمائے اہل سنت نے بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا اور تلاوت کے بعد راقم نے حضرت علامہ جمال احمد قادری کی صدارت میں نشست کے (بقیہ ص ۲۱؍پر---)


زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ الشاہ
مفتی محمد اختر رضا خان
قادری، ازہری دامت برکاتہم العالیہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا
کے تعلیمی شعبہ جات
عظیم الشان
عرس قادری رضوی
23
24
25
صفر المظفر
1434
امام احمد رضا کانفرنس و جشن دستار علم و فضل
24 صفر المظفر 1434ھ | 8 جنوری 2013ء
منگل بعد نماز عشاء
بمقام مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور نزد سی بی گنج دہلی روڈ بریلی شریف یو پی
۲۳ صفر المظفر ۱۴۳۴ مطابق 7 جنوری 2013 بروز پیر
۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۴ مطابق 8 جنوری 2013 بروز منگل
۲۵ صفر المظفر ۱۴۳۴ مطابق 9 جنوری 2013 بروز بدھ
تقریبات
www.jamiaturraza.com/live
"JOIN MARKAZSMS"
9219592195
567678
SMS
Mobile
Live
I.S.T
امام احمد رضا کانفرنس
www.jamiaturraza.com/live پر Live نشر کیا جائے گا
نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد عسجد رضا خان قادری
Mobile:9897007120 • E-mail:asjadraza@gmail.com

www.muftiakhtarrazakhan.com



Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

جلد ۳۳ — مئی ۲۰۱۳ء — شمارہ ۵

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی
مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی
مفسرِ اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیرِ عاطفت — زیرِ عنایت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ
حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتیٔ اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیرِ اعلیٰ: مولانا محمد عسجد رضا قادری، ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر: یونس رضا مونس اویسی، وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

ترئین کار: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)، آئی ٹی ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے — زرِ سالانہ: ۱۸۰ روپے — بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے — لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
فون: 0581-3291453, 2472166
فیکس: 0581-2458543
Visit us: www.jamiaturraza.com
www.hazrat.org-www.alahazrat.in
E-mail: atiq_shujamalik@yahoo.com, munisuwais@gmail.com

چیک یا ڈرافٹ بنام "اختر رضا خاں" یا "امام احمد رضا ٹرسٹ" ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں

نوٹ: ممبران حضرات اگر آپ کو سنی دنیا وقت سے نہیں مل رہا ہے، ڈاک سے متعلق کوئی معلومات حاصل کرنی ہے، یا بذریعہ ڈاک ممبر بننا ہے تو اس نمبر پر رابطہ کریں: 09259089193,09259042295

اشاریہ

عطائے رسول = سرکار غریب نواز

اداریہ — محمد یونس رضا مونس اویسی

عطائے رسول ، قطب الاولیاء، سلطان الہند، شمس الفقراء، ختم المہتدین، معین الملۃ والدین حضرت خواجہ حسن سنجری معروف سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کا عرس پاک حاضر ہے، ہر سال عرس پاک کی تقریب منعقد ہو رہی ہے یعنی ہر سال اپنے عرس میں غریب نواز تنبیہ و تاکید فرما رہے ہیں کہ اے مسلمانو! اے مرے چاہنے والو! اے میرے ماننے والو! تم خواب غفلت میں چلے گئے ہو، میرے مشن کو پس پشت ڈالتے چلے جا رہے ہو، پیارے دین کی اپنے ہاتھوں قربانی دیتے جا رہے ہو۔ ابھی کچھ نہیں بگڑا، ہوشیار ہو جاؤ، اپنے قدم راہ راست پر لے آؤ، آج میرا عرس نہیں آج تجدید عہد کا دن ہے۔ آج یہ عہد کرو کہ میرے تلامذہ و خلفاء اور میرے ماننے والوں کے نقش قدم پر رہو گے۔ اس راہ سے جدا راہ نہ اختیار کرنا ورنہ نام کے مسلمان رہو گے اور حقیقت میں اسلام سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔

سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ خواجۂ خواجگاں، سردار اولیاء، حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ اور جانشین نیز جملہ روحانی امانتوں کے امین ہیں۔ اور حضرت سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور حضرت امام ماتریدی کے پیروکار ہیں۔ اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے شاندار مبلغ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول حضرت سید محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثناء نے آپ کو ہندوستان میں مذہب اسلام کی تبلیغ کے لئے منتخب فرمایا اور ہندوستان روانہ فرما کر ہندوستان آپ کے سپرد فرما دیا، اسی وجہ سے آپ کو ''سلطان الہند'' اور ''ہند کے راجہ'' اور ''عطائے رسول'' کہا اور لکھا اور تسلیم کیا جاتا ہے۔

آپ جب ہندوستان تشریف لائے تو یہاں کا نقشہ ہی کچھ اور تھا ہر طرف بت پرستی کا دور دورہ، انسانیت سوز معاملات، متعصب و مغرور حکمراں، خود کو خدائی تصور سے لبریز حکام، ہر طرف شیطانیت کا بازار گرم تھا، رعایا نرم اور حکام کے آگے مجبور، معمولی طاقتوں کے آگے جھکنے والے، زمین و آسمان کی ان گنت مخلوق کو پوجنے والے، حادث اور فانی طاقتوں کو سلام کرنے والے، اچھائیوں کے دشمن، بُرائیوں کے محبین کی کثرت، عجب حال تھا ان بت پرست علاقوں کا۔ ایسے سخت ماحول میں عطائے رسول خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے جس ثبات قدمی کے ساتھ مذہب اسلام کی ترویج و اشاعت فرمائی کہ تاریخ بن گئی، ایک درویش کامل کی خدمات کو سلام کرنے پر مجبور ہو گئی۔ کن کن مصائب و آلام سے اس مجاہد صادق کا گزر ہوگا تصور نہیں کیا جا سکتا مگر ہر موڑ پر صبر و استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے اور دنیا نے دیکھا کہ پرچم اسلام بلند ہو کر رہا اور بت پرستی دم توڑ گئی، جہالت کافور ہوئی، حقانیت کا بول بالا

ہوا، حق کا منہ اجالا ہوا۔

اور ذرا یہ رُخ بھی دیکھئے اور سوچئے، غریب نواز نے ہمیں کیا نہیں دیا، پیارے نبی کا پیارا کلمہ، صاف ستھرا مذہب، حیات و ممات کا فلسفہ، جینے کا سلیقہ، اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان صدق و کذب میں تمیز، علم و عمل کا ہنر اور ہمارے ہاتھوں میں اس ملک کی باگ ڈور، ہماری حکومت و بادشاہت وہ ایسا غریب نواز ہے جس نے چاہنے والوں کو سب کچھ دیا، مگر چاہنے والے ایسے کہ رفتہ رفتہ ہزاروں کے قدم اس راہ سے الگ جا پڑے، جس راہ چلنے کا عہد کیا تھا اور پھر تنزلی کا وہ دور چل پڑا کہ سنبھالے نہیں سنبھل رہا ہے۔ آئے دن پریشانیوں کا انبار، غیروں کی عصبیت کے شکار ہیں۔ ملک کا کیا حال ہے سب پر ظاہر و باہر، ہمیں کس طرح مسلنا چاہتے ہیں سب کو معلوم۔ ہمارے حقوق کی پامالی، ہماری عزت وآبرو سے لاپرواہی، ہماری جان کے دشمن لوگ، اس پر قابض پھر بھی ہماری نگاہوں پر دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں۔ خیر یہ۔۔۔؟

سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کے مشن سے جو راہیں الگ ہوئیں اس کے بڑے خطرناک نتیجے برآمد ہو رہے ہیں اور ہونے والے ہیں، اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور بھگتیں گے، اسلام کے نام پر متعدد فرقے جنکی عمریں سوسال، دوسوسال، تین سوسال، پچاس سال، پچیس سال ہیں، ان کے پس پشت نصرانیت اور یہودیت کی فکر کام کر رہی ہے اور شعور رکھنے والا مسلمان بھی ان میں پھنستا چلا جا رہا ہے۔ ذرا ایک لمحہ کے لئے ذہن پر زور ڈالنا اور سوچنا کہ ہم جس راہ پر ہیں وہ صحیح ہے آخر ہم ہندوستانیوں کو مذہب اسلام سے روشناس کرایا عطائے رسول غریب نواز نے یہ راستہ ان سے جدا ہے یا ملا ہوا ہے۔ اس کی راہ وہی ہے یا نہیں۔ فوراً ضمیر جواب دے گا اور قدم ڈگمگانے سے، بھٹکنے سے بچ جائے گا اور جو شیطان ذہن و دماغ پر حاوی ہونا چاہتا ہے وہ دور جا پڑے گا۔

سرکار غریب نواز سے محبت و الفت، اسلام و سنیت سے محبت و الفت ہے۔ بلکہ ایک سرکار غریب نواز کا عاشق صادق جسے دنیائے سنیت امام احمد رضا خاں بریلوی کے نام سے جانتی ہے وہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ اجمیر کو اجمیر شریف سرکار غریب نواز کی نسبت سے لکھیں اور کہیں اور جو اجمیر کے ساتھ شریف لگانا سرکار غریب نواز کی وجہ سے بُرا جانتا ہے وہ عدو اللہ ہے۔ پھر اپنی کتاب ''ذیل المدعا'' میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن محبوبان بارگاہ کے وسیلے اور قرب سے دعائیں قبول کرتا ہے وہ ایک بارگاہ حضرت سیدنا غریب نواز کی ہے۔ یہیں سے معلوم ہوا کہ اہل حق اپنے رہنما کو کیسا جانتے اور مانتے ہیں اور اہل باطل کیسا جلتے بھنتے ہیں۔ مشن غریب نواز کا نام اہل سنت و جماعت ہے اور اہل سنت و جماعت کا تعارفی نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے مشن غریب نواز کی ایسی تبلیغ فرمائی کہ غریب نواز کے مشن کے جملہ اکابرین مبلغین نے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کا تعارفی نام مسلک اہل سنت و جماعت کو عطا کیا۔ آپ اسی مسلک پر سختی سے قائم رہیں اور سرکار غریب نواز کی خوشنودی حاصل کریں۔

***

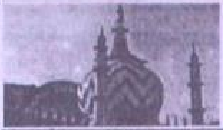
توجہ دیں

مضمون نگار حضرات ماہنامہ سنی دنیا کے لئے اپنے مضامین ہمارے ان ای میل ایڈریس پر میل کر سکتے ہیں۔

atiqhashmati@gmail.com
atiq_shujamalik@yahoo.com
munisuwais@yahoo.com



تجلیات نعت



امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پُر نور بھی روحانی ہے

اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے

ہے ہیں حی ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

حقیقت آپ کی حق جانتا ہے
وہ وہم و فہم سے آتا روا ہے

کچھ ایسا آپ کو حق نے کیا ہے
کہ خود وہ آپ کا طالب ہوا ہے

بلند اتنا تجھے حق نے کیا ہے
کہ عرش حق بھی تیرے زیر پا ہے

جو اوروں کے علو کی انتہا ہے
وہ سرکاری علو کی انتہا ہے

خدا کی ذات تک تو ہی رسا ہے
کسی کا بھی یہ عالی مرتبہ ہے

نہ ہے تم سا نہ کوئی ہوگا آگے
نہ اے آقا کوئی تم سا ہوا ہے

ملائک میں رسل میں انبیاء میں
کوئی عرش علا تک بھی گیا ہے

تعالی اللہ تیری شان عالی
جلالت شان کی کیا انتہا ہے

مظالم کرلیں جتنے ہو ویں ظالم
نہ کر غم نوری کہ اپنا بھی خدا ہے

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن
خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا

پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب
تھام کر انکا دامن مچل جائے گا

موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی
رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا

جب اشارہ کریں گے میرے ناخدا
اپنا بیڑا بھنور سے نکل جائے گا

یوں تو جیتا ہوں حکم خدا سے مگر
میرے دل کی ہے ان کو یقیناً خبر

حاصل زندگی ہوگا وہ دن مرا
ان کے قدموں میں جب دم نکل جائے گا

رب سلّم وہ فرمانے والے ملے
کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے

پل سے گزریں گے ہم وجد کرتے ہوئے
کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے
تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے

لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے
غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

ضیائے قرآن

کنز الایمان اعلیٰحضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۱۴۲/ ۱۴۳

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو {۲۵۸} اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ {۲۵۹} اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے {۲۶۰} اور بیشک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے {۲۶۱} بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے (۱۴۳)

خزائن العرفان صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۲۵۸} دنیا و آخرت میں مسئلہ دنیا میں تو یہ کہ سب کے حق میں شرعا معتبر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں، مسئلہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امت کا اجماع حجت لازم القبول ہے، مسئلہ اموات کے حق میں بھی اس امت کی شہادت معتبر ہے رحمت وعذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں صحاح کی حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی تعریف کی حضور نے فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی برائی کی حضور نے فرمایا واجب ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ حضور کیا چیز واجب ہوئی فرمایا پہلے جنازہ کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوئی دوسرے کی تم نے برائی بیان کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوئی تم زمین میں اللہ کے شہداء (گواہ) ہو پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی مسئلہ یہ تمام شہادتیں صلحائے امت اور اہل صدق کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لئے زبان کی نگہداشت شرط ہے جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلاف شرع کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں اور ناحق لعنت کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا حضرات انبیاء سے دریافت فرمایا جائے گا وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی اس پر ان سے اقامۃً للحجۃ دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کریں گے کہ امت محمدیہ ہماری شاہد ہے یہ امت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس پر گذشتہ امت کے کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے دریافت فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو یہ عرض کریں گے یارب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعہ سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فرض تبلیغ علیٰ وجہ الکمال ادا کیا پھر سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور ان کی تصدیق فرمائیں گے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ اشیائے معروفہ میں شہادت تسامع کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہو اس پر بھی شہادت دی جا سکتی ہے۔

(بقیہ اگلے شمارہ میں---)

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفتی اعظم ہند، شہزادۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ ابو حامد محمد عسجد رضا خاں قادری ناظم اعلیٰ: جامعۃ الرضا

مصافحہ کے وقت مسکراہٹ

ابوداؤد ائمی سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ملے میرا ہاتھ پکڑا اور مصافحہ کیا اور میرے سامنے ہنسے۔ پھر فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ میں نے کیوں تیرا ہاتھ پکڑا؟ میں نے عرض کی: نہ مگر اتنا جانتا ہوں کہ آپ نے کچھ بہتری کے لئے ہی ایسا کیا ہوگا۔ فرمایا: بیشک حضور نبی کریم ﷺ مجھ سے ملے تو حضور نے میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا۔

معانقہ کا ثبوت

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معانقہ کے بارے میں پوچھا، فرمایا: تحیت ہے امتوں کی اور ان کی اچھی دوستی اور بے شک پہلے معانقہ کرنے والے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن مجتبیٰ کے لئے دعا کی اور عرض کیا: الٰہی! میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ۔ اور جو اسے دوست رکھے اسے بھی دوست رکھ، اور انہیں سینے سے لگالیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے سینے سے لپٹایا پھر دعا کی۔ الٰہی! اسے حکمت سکھادے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھالیتے اور دوسری ران پر امام حسین کو۔ اور ہمیں لپٹا لیتے، پھر دعا فرماتے، الٰہی! میں ان پر رحم کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔

حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار دونوں صاحبزادے حضور اقدس ﷺ کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے۔ حضور نے دونوں کو لپٹا لیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا، حضور کو اپنے اہل بیت میں زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: حسن اور حسین، اور حضور دونوں صاحبزادوں کو حضرت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔ ﷺ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حضور نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو گلے لگایا اور پیار کیا، اور فرماتے تھے، میرے باپ نثار اس وحید شہید پر۔ (جامع الاحادیث، ج ۳/ص ۵۲-۵۵)

فتاویٰ مرکزی دار الافتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

اس شعر پر جناب کی خدمت میں عرض ہے ہمارے نبی آنے سے پہلے نہ جانے کتنے تارے یا نبی دنیا میں آئے قرآن مجید میں کچھ تعداد دی ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ان کو ہم نے اپنے قلم سے چھپوایا ہے چھپ گئے آپ سے ارشاد ہے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو کون دریا یا تالاب یا نہر پر لے کر گیا تھا کہ حضور مچھلی کو پانی میں ڈوبے نہ ڈوبا ٹیٹ کیا ہمارے بستی میں جو لوگ کم علم رکھتے ہیں میں نے ان سے کئی بار کہا مولوی صاحب یہ لفظ ٹھیک نہیں ہے یہ لفظ حضور کی شان وشوکت کے خلاف ہے، وہ نہیں مانتے، کہتے ہیں کہ ہمارے پیش امام کے عکسِ حفظ ہے اس فساد کو میں جناب شاہی مسجد کے خطیب کے پاس مولانا عبد القادر آزلو صاحب نے پڑھ کر فرمایا کہ بہت بہت اچھی بھی ٹھیک بھی ہے مگر جو شعر ڈوبے ڈوبا کا لفظ یہ حضور کی شان میں نہیں آتا انہوں نے بھی منع کیا کہ آپ ان سے کہیں یہ لفظ زبان پر نہ لائے اور کئی علماء سے دریافت کیا سب نے یہی جواب دیا جو تحریر ہے میں نے پڑھنے والے سے کہا ہمارے یا تمہارے پیش امام کے قلم سے نہیں لکھا ہوگا ہو سکتا ہے کاتب کی غلطی ہو سکتی ہے یا چھپائی والوں سے غلطی ہو سکتی ہے مگر ان کا اٹوٹ انگن ہے کیونکہ اس لفظ پر فساد ہوتے ہوتے ابھی تک بچا ہوا ہے اہل نسبت ہم بھی ہیں فساد اٹھانے والے اہل نسبت ہیں یہ کہتے ہیں کہ تم امام صاحب کو بدنام کرتے ہو ان کی غلطی کہتے ہو ہم سب مسلمان ہیں ایک ہی نماز ہے ایک ہی قرآن ہے رسول بھی ایک ہے ہم مسلمان بھائی بھائی ہیں بھائی کو کوئی حق نہیں کہ بھائی کو قتل کیا جائے میں نے انہی نعت پڑھنے والے مولوی سے کہا کہ آپ اس لفظ اس طرح سے پڑھتے شعر بھی ٹھیک ہے ہموزن بھی شان نبی ہمارے سب نبیوں سے افضل ہے اللہ نے ان کو پہلے بنایا تھا آخر میں ان کو دنیا میں بھیجا گیا آپ اس طرح سے پڑھیں۔

"کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ چھپے نہ چھپا ہمارا نبی"

یہ بھی میں نے ان کو ایک مثال دی مولوی صاحب نے کہا کہ آپ اور آپ کی والدہ صاحبہ جبکہ آپ ننھے بچے ہوئے دریا پر چلے گئے آپ کے دل میں جوش آیا کہ میں دریا میں جا کر نہا لوں تم دریا میں اندر چلے گئے آپ کی والدہ صاحبہ نے کہا بیٹا دور مت جانا ڈوب نہ جانا مجھکو ڈر لگتا ہے تم باہر آ جاؤ ڈوبنا لفظ موت ہے میرے دل میں خوف طاری ہو گیا جب تمہاری والدہ کو یہ لفظ اچھا نہیں لگا پھر حضور پر کیسا؟ زبان سے کیوں کہتے ہو اس لئے میں نے آپ سے دریافت کیا ہے کہ آپ اس لفظ کو یقینی بنائیں آپ کی ہم سب پر مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد شفیع آزاد

سلطان پارک، لاہور، پاکستان

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:
سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر بالکل درست وخوب اور بے حد کار ہے اس میں سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام المدار کی تعریف وتوصیف اور مطلب یہ ہے کہ اور انبیائے کرام کی شریعت ان کی قوم اور ان کے زمانے کے لئے تھی اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت تمام اگلی شریعتوں کی ناسخ اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور آپ کی رسالت اگلے پچھلے ہر زمانے کے لئے عام ہے اور قیامت تک آپ رسول ہیں۔ اس میں تو آپ کا شائبہ بھی نہیں اور ڈوبنے کا محاورہ قرب دریا میں ڈوبنے کے لئے نہیں بولتے چاند سورج کے غروب کو بھی ڈوبنے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں توہین سمجھنا اور بیکار بحث کرنا سخت بے عقلی ہے۔ واللہ الھادی وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل سوالات میں کہ {لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَلَوْ كَانُوا اٰبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ} ترجمہ: ’’آپ نہیں پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگرچہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں‘‘۔ **حاشیہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ:** ’’یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارہ ہی نہیں کرتا کہ خدا اور اس کے رسول کے دشمن سے دوستی کرے‘‘۔ **مسئلہ:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ بد دینوں بد مذہبوں اور رسول کی شان میں گستاخی وبے ادبی کرنے والوں سے اختلاط جائز نہیں۔ **حدیث:** ’’ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم‘‘ ترجمہ: ’’اپنے کو ان سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں دھوکہ نہ دیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ **مثنوی مولانا روم:**

دور شو از اختلاف یار بد　　یار بد بدتر بود از عار بد
مار بد تنہا ہمیں بہر حال زند　　یار بد بر ضا و بر ایماں زند

یعنی بد مذہب دوست کے میل جول سے دور رہ کہ بد مذہب دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہوتا ہے بُرا سانپ جام پر حملہ کرتا ہے لیکن بد مذہب دوست تو جان و ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیکڑوں تصانیف سے روشن کہ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے کسی صورت ملاپ واختلاط نہیں ہوسکتا۔ ان تصریحات اور روشن بیانات کے باوجود کسی معنیٰ اردل کے ناظم اعلیٰ طابنا مسلم شریعت سمّیلن اس طرح مناتا جس میں دیوبندی، وہابی، رافضی، مودودی، تبلیغی غیر مقلد مجلس مشاوت والے اور خوجے، زھرے وغیرہم دشمنان خدا اور رسول کو اور بے پردہ خواتین کو دعوت دے کر بلانا اور سب سے ایک ہی اسٹیج پر لیکچر بھی کروانا اور خود بھی لیکچر دینا ناظم صاحب کے ان افعال سے چند سوالات جو ذہن میں ابھرے وہ یہ ہیں اور انہیں پر شرع مطہر کا حکم مقصود ہے:

۱۔ کیا اس قسم کی سمّیلن جس میں مختلف العقائد کے لوگ جمع ہوں درست ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا بے پردہ خواتین کا مردوں کے ساتھ تقریریں کرنا اور مردوں کے ساتھ بے حجاب اٹھنا بیٹھنا از روئے شرع درست ہے؟

۳۔ اگر یہ کوئی مذہبی سمّیلن نہ تھی بلکہ سیاسی تھی تو کیا

سیاسی سمّیلن میں اس قسم کی چھوت چھاٹ کی اجازت دی گئی ہے اور حضور یا حضور کے صحابہ نے صلح حدیبیہ کے بعد کافروں کو اپنی مجلس میں بلا کر لیکچر کروایا یا اجازت دی؟

۴۔ اگر یہ سیاسی سمّیلن تھی تو اس کو شریعت سمّیلن نام دینا کیسا ہے؟

۵۔ جس جلسہ میں مسلم وغیر مسلم وکافر سبھی جمع ہوں اس کو مسلم سمّیلن کہنا درست ہے؟ اگر نہیں تو ناظم صاحب پر شرعاً حکم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

۶۔ کیا نصوص قطعیہ میں بھی اوامر ونواہی میں بھی مصلحت وقت کے پیش نظر کچھ ترمیم ہوسکتی ہے؟

۷۔ حضور جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے پکی عداوت جو بحکم قرآن وحدیث نجات اخروی کا باعث ہے اس مخلوط سمّیلن نے عوام کے دلوں سے یک لخت نہیں نکل جائیگی یا بزبان مجدد بریلوی ”دشمن احمد پہ شدت کیجئے“ شدت کم نہ ہوجائے گی؟

۸۔ کیا دشمنان رسول کو اپنے اسٹیج پر بلا کر بٹھانا اوران سے تقریریں کرانا ان کی تعظیم نہیں اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ فرمایا کہ جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد کی۔

۹۔ اگر بدمذہبوں سے ایسے ہی ملاپ کیا جائیگا تو پھر بدمذہبوں کی تردید جو حسب استطاعت فرض ہے وہ فرض کیونکر ادا ہوگا اگر فرض کی ادائیگی کی جائے گی تو ملاپ نہ رہے گا پھر اختلاف شروع ہوجائے گا۔

۱۰۔ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کی اقلیت ہے اور تعداد بڑھانے کے لئے سنگٹھن کا ہاتھ بڑھایا جائے تو سارے کلمہ گو جمع ہوکر مشرکین ہند کے مقابل اقلیت میں ہی رہیں گے کامیابی وفتح تو اقلیت واکثریت پر موقوف بھی نہیں قرآن نے تو مؤمنین مخلصین کی کامرانی کا مژدہ سنایا ہے کہ دشمنان خدا ورسول سے یارانہ نہ کیا جائے اور مؤمن ہونے میں فرق نہ آئے۔

۱۱۔ کیا سچا سنی مسلمان سیاسی معاملات میں احکام شریعت سے بے نیاز ہوجاتا ہے؟

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب:

۱۔ نہیں، بلکہ بدکار کفر انجام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ عورتوں کو غیر محرم مردوں کے ساتھ بیٹھنا بے ضرورت حرام اور بے پردہ ہونا اوراشد حرام اوران کا تقریر کرنا حرام درحرام اور قلب موضوع ہے اس امر پر ائمہ کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں ہوسکتی تو اسے مقرر بنانا کیونکر درست ہوگا میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے: ”وقد أجمع اھل الکشف علی اشتراما الذکورۃ فی کل داع الی اللہ ولم سیلقب ان احدا من نساء السلف الصالح بشربیۃ المریدین ابدا النقص النساء فی الدرجۃ“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ شریعت پر افترا اور شدید جرأت سخت حرام کفر انجام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ نہیں اور ایسا نام رکھنے والا سخت گنہگار مستحق نار ہے اس پر توبہ لازم ہے اور اس نام سے یہ ایہام نہ ایہام بلکہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں شامل ہونے والے مرتد وکافر سب مسلم ہے۔ اور کھلے مرتد اور کافر کو مسلم کہنا کفر ہے جس طرح مسلم کو دانستہ کافر کہنا کفر ہے لہٰذا جس نے ایسا نام رکھا تجدید ایمان بھی کرے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور یہی حکم انکا ہے جو سمجھ بوجھ کر ایسے نام سے راضی ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۔ نہیں اور جہاں ضرورت شرعیہ یا حاجت ادارہ

کے سبب رخصت ہے وہ شرعی رخصت ہے نہ کہ حکم شرع کی تغیر وترمیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۔ دونوں باتوں کا مظہر اور صحیح اندیشہ ہے اور یہ سخت مضر اسلام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸۔ بے شک یہ فعل تعظیم دشمنان رسول علیہ الصلاۃ والسلام ہے اور ایسے لوگ اس فرمان نبوی کے بدرجہ اولیٰ مصداق ہو کر ھادم اسلام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۹۔ بیشک یہ ملاپ فرض کی ادائیگی میں خلل انداز ہے اور اتحاد ومنانا، حکم خدا ورسول ہے جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت بلکہ مشیت الٰہی کی مخالفت ہے اور مشیت الٰہی کا خلاف ناممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰۔ زبان حال یہی کہتی ہے اور انہیں رازدار بنانا ان پر بھروسہ کی کھلی دلیل ہے اور یہ شرعاً حرام مضر اسلام ہے۔ قال تعالیٰ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ} اے ایمان والو مسلمانوں کے سوا دوسروں کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہارے نقصان میں کمی نہ کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۱۔ مومن کی مخالفت کفار کا حکم ہے اور پکا مومن وہی ہے جو اللہ ورسول کے سچے وعدوں پر یقین رکھے اور ان کے احکام پر بجا آوری کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۔ نہیں حکم شرع سے کوئی مکلف بے نیاز نہیں ہو سکتا اور جو خود کو یا کسی کو احکام شرع سے بے نیاز سمجھے وہ مسلمان ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

۱۔ جماعت اسلامی کی وہ کون سی ایسی باتیں ہیں جن کی بنا پر علمائے اہل سنت نے ان کو کافر کہا ہے؟ اور علمائے دیوبند سے بھی اگر یہ صحیح ہے مع حوالے ان باتوں کی نشاندہی فرمائیں ان کو کافر کہنا کس حد تک صحیح ہے۔

۲۔ ایک ادارہ رفعی پرائمری برکات اسلام کے نام سے چل رہا ہے جس میں ہندی انگریزی اور عربی اور اردو وغیرہ پڑھائی جاتی ہے اس مدرسے کے اراکین اور مدرسیوں میں ایک دو جماعت اسلامی خیال کے لوگ بھی ہیں ایسے ادارے میں اہل سنت کو چرم قربانی فطرہ زکوٰۃ وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے لوگوں کو اپنے گھر بلانا دعوت کرنا انہیں سلام کرنا ان کے ساتھ میل جول رکھنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مع حوالے جواب عنایت فرمائیں۔

۴۔ زید حافظ قرآن امامت بھی کرتا ہے اس کا خیال جماعت اسلامی کا ہو گیا ہے ان کے اجتماع میں جاتا ہے ان کے ساتھ کھاتا پیتا ہے ان کے یہاں پر ڈاکٹری کا کام سیکھتا ہے اہل سنت کو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

۵۔ زید حافظ ہو کر ایک سنی مسلمان کو پریشان کرتا ہے ناحق ایذا پہنچاتا ہے۔

۶۔ زید امام اور حافظ ہو کر ایک مسلمان کی لڑکی سے دوسروں کا ناجائز تعلقات کرانے کے لئے مٹھائی پڑھتا ہے اور دعا تعویذ کرتا ہے پس اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۷۔ ایک صاحب ہمارے یہاں ہیں وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مولانا ریحان رضا خاں صاحب نے شراب پی ہے ایسے شخص کا حکم شرع کیا ہے جو یہ کہتا ہے؟

۸۔ جو اعلیٰ حضرت کے فتوے اور کتابوں کو نہ مانے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ مدلل جواب تفصیل سے مع کتب کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد اختر علی خاں رضوی۔
محلہ بدھ بازار قصبہ شاہ آباد ضلع ہردوئی۔

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب:

۱۔نام نہاد جماعت اسلامی وہابیہ کا نیا روپ ہے اور ان کے وہی معتقدات ہیں جو اسمٰعیل دہلوی کے نام نہاد تقویۃ الایمان میں انبیاء اولیاء بالخصوص سید الانبیاء کے لئے لکھے۔ازانجملہ اسمٰعیل کا یہ قول ہے کہ ''محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' اور ''اللہ کی شان کے آگے ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا چوڑھے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے'' اور پوری غیر مقلدیت کا سبق یہ کہ ''کسی کے حکم کی سند پکڑنا شرک ہے'' ان دونوں مؤخر الذکر بولوں نے ہر کلمہ گو اور ہر اس شخص کو جو کسی امام کا مقلد ہو مشرک بنا دیا اور جو مسلمانوں کو کافر و مشرک بتائے وہ خود بحکم حدیث اور بحکم جماہیر فقہاء کافر ہے۔تقویۃ الایمان میں اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اقوال ناشائستہ ہیں اور مودودی صاحب کے اقوال کی تفصیل مودودی کا الٹا مذہب جماعت اسلامی وغیرہ کتاب اہل سنت میں ہے۔ان کے اقوال میں سے ایک قول وہ ہے جو انہوں نے تنقیحات میں تحریر کیا کہ ''کتاب و سنت کی تعلیم سب پر مقدم مگر تفسیر و حدیث کے فرسودہ ذخیروں سے نہیں'' یہ کھلا انکار مطلقا تفسیر و حدیث کا ہے۔اسی تنقیحات میں کہا ''قرآن فہمی کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ قرآن سمجھ لینا ہر کس و ناکس کا منصب بتا رہا ہے اگر چہ وہ لغت عرب و اسالیب کلام و ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہ و مفسر و مجمل سے ناواقف ہو حالانکہ خداوند فرماتا ہے { وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ } یعنی آیات الٰہی کو علماء ہی سمجھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر تو یہ ہے کہ دیابنہ (کہ تبلیغی جماعت انہیں کا شاخ اور انہیں کے عقائد کفریہ کی مبلغ ہے) خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے علمائے حرمین سے کفر کا فتویٰ پا چکے اور اپنے حق میں یہ حکم سن چکے کہ جو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانے بلکہ ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے اور یہ نام نہاد اسلامی انہیں مسلمان جانتے ہیں تو علمائے حرمین کے فتویٰ سے ان کا وہی حکم ہے جو دیوبندیوں کا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔اور علمائے دیوبند نے بھی انہیں کافر کہا ہے جس کی تفصیل کتاب اہل سنت میں ملے گی مجھے اس وقت مستحضر نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔یہ سب امور ناجائز و حرام بدکام بدانجام اور سب سے سخت انہیں بدمذہب جانتے ہوئے امام بنانا اور نمازیں برباد کرنا کہ اس پر بہ حکم فقہاء کفر لازم اور نمازوں کا اعادہ فرض۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ایسے کو امام بنانا حرام۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔سخت گنہگار مستحق نار و حق اللہ و حق العبد میں گرفتار توبہ کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۔سخت گنہگار مرتکب حرام ہے توبہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۔وہ جھوٹا دعویٰ کرتا ہے بے ثبوت شرعی کسی مسلمان کی طرف گناہ کی نسبت جائز نہیں اور دانستہ بہتان باندھنا اور سخت ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے دعویٰ کا ثبوت شرعی بہم پہنچائے ورنہ توبہ کرے اور اگر توبہ نہ کرے تو مسلمان اسے چھوڑ دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸۔اعلیٰ حضرت کی کتب سے انکار بدمذہب کا کام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب: قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

حضور ﷺ کا مقام و مرتبہ

از: مولانا محمد اسلم رضا رضوی دبئی

معزز قارئین ملتِ اسلامیہ! نبیِ کریم ﷺ سے محبت، اُن سے پیار، اُن کی اتباع صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں کمال درجہ کی پائی جاتی ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ کے ایک حکم پر صحابۂ کرام علیہم الرضوان اپنی جان نثار کرنے کے لیے تیار رہا کرتے: کیونکہ یہ حضراتِ قدسیہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہیں، آپ ﷺ ہی شریعت وطریقت کے معاملات کی پہچان کراتے ہیں، آپ ﷺ کی محبت والفت اور آپ ﷺ کی پیروی ہی محبتِ الٰہیہ کا ذریعہ ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ * قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ط فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾ "اے حبیب! آپ فرما دیجیے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ! اللہ تمہیں دوست رکھے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، آپ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ اور رسول کا حکم مانو!، پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں فرماتا"۔

میرے بزرگو اور دوستو! صرف اتباع وپیروی کا نام فرمانبرداری نہیں، جب تک دل وجان سے حکمِ رسول ﷺ کو مان نہ لیا جائے؛ اسی لیے ربِ کریم جل جلالہ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ "تو اے حبیب! آپ کے رب کی قسم! جب تک وہ اپنے آپس کے جھگڑے میں آپ کو حاکم نہ بنائیں، مسلمان نہیں ہوں گے، پھر جو کچھ آپ حکم فرما دیں تو وہ لوگ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں، اور دل سے مان لیں"۔

رحمتِ عالمیاں ﷺ نے فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ» "تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اُس کی خواہشات میری تعلیمات کے تابع نہ ہو جائیں"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اور محبت کو یکجا فرمایا، یہاں تک کہ بندہ مخلوقات میں جن چیزوں سے بھی محبت کرتا ہے، ان سب پر اللہ ورسول کی محبت کو مقدّم کر دیا گیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

وَمَا كِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللهُ بِأَمْرِهِ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ "اے حبیب! آپ ان سے فرما دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، عورتیں، خاندان اور تمہاری کمائی کے مال، اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے، اور تمہاری پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہوں، تو راہ دیکھے رہو! یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے، اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: »ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ« "جس میں یہ تین خصلتیں ہوں، وہ ایمان کی مٹھاس کو پالے گا: (۱) اسے اللہ و رسول باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں، (۲) جس سے بھی محبت کرے، صرف اللہ تعالی کے لیے کرے، (۳) ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹنے کو ایسا ناپسند کرتا ہو، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے"۔

انہی پیاری خصلتوں سے معمور ایمان کی چاشنی کی بدولت حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ ہجرت کی رات اپنی جان کی بازی لگا کر بستر رسول پر لیٹ گئے، اسی طرح حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کے سفرِ ہجرت میں رفیق سفر رہے، دشمن کے اچانک حملہ آور ہونے کے خوف سے مختلف راستے بدلتے ہوئے اس سفر مبارک کو آپ ﷺ کے ساتھ طے کرتے رہے، حضرت سیّدہ نسیبہ بنتِ کعب اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالی عنہا کا آپ ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ غزوہ اُحد میں جب مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی، تو وہ دشمنوں کی پرواہ کیے بغیر آپ ﷺ کی تلاش کرتی رہیں، اسی طرح جب بعض مشرکین نے آپ ﷺ کو شان میں نازیبا کلمات کہے، تو حضرت سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

جَوْتَ مُحَمَّداً فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ
أَتَهْجُوهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ
فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ
هَجَوْتَ مُحَمَّداً بَرّاً حَنِيفاً
أَمِينَ اللهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ
فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

"تم نے ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین کی ہے، لہذا میں اُن کی طرف سے تمہیں جواب دیتا ہوں، جس کی جزا اللہ تعالی کی بارگاہ میں پاؤں گا: تم نے اُن کی شان میں نازیبا کلمات کہے ہیں جن کا کوئی ہم پلہ نہیں، اذاں تمہاری بُرائی نے تمہاری اچھائیوں کو مٹا ڈالا، تم نے حق والے ایسے بھلے آدمی محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین کی ہے، جو اللہ تعالی کی طرف سے امانتدار ہیں، وعدہ پورا کرنا ان کی عادت کریمہ ہے، یقیناً میرے باپ، دادا اور میری جان، محمدِ عربی ﷺ کی عزّت کی حفاظت کے لیے تمہاورے بیچ رکاوٹ ہیں"۔

یہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات اس بات کی

روشن دلیل ہیں کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں حضورِ اکرم ﷺ کا مقام و مرتبہ انتہائی بلند بالا تھا، نبیٔ رحمت ﷺ ان حضراتِ قدسیہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب تھے، صحابۂ کرام علیہم الرضوان سرورِ دو عالم ﷺ کی ذرا سی بھی بے ادبی و گستاخی برداشت نہیں کرتے تھے، ان واقعات، افعال و اعمال سے ہمیں بھی سوچنا اور غور کرنا چاہیے کہ صحابۂ کرام حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں کس قدر ادب و احترام بجالاتے، اور کس قدر خوشی سے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کیا کرتے، اس کے برعکس آج ہمارا کیا حال ہے!، ہم اپنی زندگی کس طرح گزار رہے ہیں، آج ہم سرکارِ دو جہاں ﷺ کی سنتوں پر کتنا عمل کرتے ہیں؟! اللہ و رسول کے احکام کی کس قدر بجا آوری کرتے ہیں؟!، قرآنِ مجید فرقانِ حمید نے ان واقعات و معاملات کی وضاحت و تشریح فرما کر سرورِ عالم ﷺ کے مقام و مرتبے کو مسلمانوں کے دلوں میں مزید راسخ فرما دیا، اور بتا دیا کہ ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ سے کس طرح کا معاملہ رکھنا چاہیے، خالقِ کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ * يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ * إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ "اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرو! یقیناً اللہ سنتا جانتا ہے، اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے، اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کرو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو؛ کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو، یقیناً وہ لوگ جو رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہ وہی ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پَرَکھ لیے ہیں، اُن کے لیے بخشش اور عظیم ثواب ہے"۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ان آیات پر عمل اس حدیث سے بھی ظاہر ہے جو حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب یہ آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ پوری آخر تک نازل ہوئی تو حضرت سیّدنا ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور نبیٔ کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ترک کر دیا، نبیٔ رحمت ﷺ نے حضرت سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: »يَا أَبَا عَمْرٍو، مَا شَأْنُ ثَابِتٍ؟ وَاشْتَكَى؟«، "اے ابو عمرو! ثابت کا کیا حال ہے؟، کیا وہ بیمار ہیں؟"، حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ میرے پڑوسی ہیں مگر مجھے ان کی بیماری کا علم نہیں، پھر بعد میں حضرت سیّدنا سعد حضرت سیّدنا ثابت کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کیا، حضرت سیّدنا ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی ہے، اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سب سے بلند آواز میری ہے، تو مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں میں جہنمی نہ ہو گیا ہوں، حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا ماجرا نبیٔ کریم ﷺ سے ذکر کیا، آپ

ﷺ نے فرمایا: »بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ« "وہ جہنمی نہیں، بلکہ وہ تو جنتیوں میں سے ہیں"۔

" قاضی ابوبکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں«: نبیِ کریم ﷺ کا ادب واحترام بعدِ وفات بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح ان کی حیاتِ طیبہ میں تھا، آپ ﷺ کا کلام آپ کے وصال کے بعد بھی رفعت وشان میں اسی طرح ہے جسے آپ ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں تھا، لہٰذا جب آپ ﷺ کا فرمان وارشاد پڑھا جائے تو حاضرین میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ اپنی آواز بلند نہ کرے، اور نہ ہی اس فرمان سے منہ موڑے؛ جیسا کہ آپ ﷺ کی مجالسِ مبارکہ میں سب پر لازم ہوا کرتا تھا"۔

میرے بھائیو! جو اپنی جان پر ظلم کرنے والا گناہ گار اپنے استغفار کی قبولیت کے اسباب کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضرِ خدمت ہوتا ہے، رسولِ کریم ﷺ اس کی سفارش وشفاعت فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ عظیم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ " جب وہ اپنی جانوں پر ظلم (یعنی گناہ) کر بیٹھیں، تو اے حبیب! آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، اور پھر اللہ سے معافی چاہیں، اور رسول اُن کی شفاعت بھی فرمائیں، تب ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے"۔

یہ تمام اَحکام رسولِ مقبول ﷺ کی حیاتِ ظاہری سے لے کر آپ ﷺ کے اس دنیائے فانی سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی بلاتوقف جاری وساری ہیں، نبیِ رحمت ﷺ نے جمعہ کے دن اپنی بارگاہ میں درودِ پاک کا نذرانہ پیش کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: »أَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ« "جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو؛ کہ تمہارا درود بھیجنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اُس وقت ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب آپ دنیا سے پردہ فرما چکے ہوں گے؟ مصطفیٰ جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: »إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ ﷺ« "یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے"۔ یعنی اس وقت بھی میری بارگاہ میں تمہارا درود وسلام پیش ہوتا رہے گا۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: فرمانِ رسالت ﷺ ہے: »مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي، حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ« "جب بھی کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دوں، ایک اور روایت میں فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے: »لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ« "اپنے گھروں کو اللہ کے ذکر سے خالی کر کے قبرستان کی طرح ویران مت بنالو، اور میری قبر کو عید کے میلے کی طرح مت بنالینا، اور مجھ پر درود بھیجا کرو؛ کہ تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے"۔

عزیزانِ محترم! حقیقی مؤمن مسلمان کو کبھی یہ سوچنا بھی نہیں چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصالِ ظاہری سے ہمارا تعلق ان سے ٹوٹ گیا، بلکہ یہ تعلق آپ ﷺ کی

بارگاہ میں درودِ پاک پیش کرنے، ان کی سنّت کی پیروی کرنے، اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے سب اعمال میں آپ ﷺ کی اقتداء وفرمانبرداری کے ذریعے قائم ودائم رہتا ہے۔

اسی طرح نبیٔ رحمت، احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفیٰ ﷺ ہمیشہ اپنی امت کے دلوں میں بھی زندہ ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں اور مؤمنوں کی جانب سے درودِ پاک کا سلسلہ ہمیشہ جاری ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ "یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو"۔

میرے محترم بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عظیم وبلند مقامات ومراتب سے نوازا، آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہری اور بعدِ وفات حرمت وعظمت کی پاسداری اسی امت کے حصہ میں آئی، اور بالکل واضح ہوگیا کہ آپ ﷺ کی جناب میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید پکڑ ہے، لہٰذا اس امتِ مرحومہ محمدیہ پر بھی لازم وضروری ہے کہ وہ اس طرح کی تکلیف دہ چیزوں اور ان کے اسباب سے اپنے آپ کو پاک دامن رکھیں، اور اللہ ورسول کے اَحکام کی پابندی کرتے رہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ "یقیناً جو اِیذاء دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو، اُن پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے، اور اللہ نے اُن کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

اسی پاک پروردگار کا منافقین کے بارے میں فرمانِ عالیشان ہے، جو اللہ ورسول کے معاملے میں ہنسی مذاق کرتے ہیں: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ * لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ﴾ "اے حبیب! اگر آپ اُن سے پوچھیں تو یہ کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، آپ ان سے فرما دیجیے! کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو...؟!، بہانے نہ بناؤ! تم مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ کافر ہو چکے ہو، اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اَوروں کو ان کے جرم پر عذاب بھی دیں گے"۔

اے اللہ! ہمیں اپنی اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہم سب کو اپنی اور اپنے پیارے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی محبت عطا فرما، اے اللہ! اے عرشِ عظیم کے مالک! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں! تو اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے!، تیرا کوئی شریک نہیں!، ہمیں اپنی صحیح بندگی میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی سچی محبت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما!، ہمیں اُن کی شفاعت نصیب فرما!، ہم سب مسلمانوں کو اپنے حبیب کریم ﷺ کے سچے غلاموں کے ساتھ جنّت الفردوس میں داخل فرما، آمین، یا رب العالمین!

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقِہ ونورِ عرشِہ سیّدنا ومولانا محمّدٍ علی وآلِہ وصحبِہ وبارَكَ وسلّم، والحمد للہ ربّ العالمین.

***

نماز میں سستی و غفلت

پیشکش: مولانا محمد شکیل رضوی استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

قارئین کرام ! اسلام میں نماز کا مرتبہ ومقام بہت ہی بلند وبالا ہے، نماز دین کا ستون اور ایک اہم رکن ہے، نماز ہی دینِ اسلام میں اپنے اعلیٰ مقام ومرتبہ کے سبب شبِ معراج فرض ہوئی، نماز سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ وافضل، باعثِ قربتِ الٰہی اور سب سے زیادہ محبوب ومقبول عمل وعبادت ہے، یہ وہ نور ہے جو انسان کی زندگی کو روشن ومنور کر دیتا ہے، نماز نجات، کامیابی وکامرانی کا ایک اہم ذریعہ ہے، بلاشبہ یہ عظیم عبادت بندے کے اپنے رب تعالیٰ سے والہانہ وسرفروشانہ تعلق کی آئینہ دار ہے، نماز کے ذریعے مؤمن اپنے ربِ کریم سے سرگوشیاں کرتا ہے، عفو ومغفرت کا طلبگار ہوتا ہے، شب وروز میں پانچ بار ربِ کریم کی بارگاہ میں عہد وپیمان کی تجدید کرتا ہے، اس میں سستی وغفلت دونوں جہاں میں نقصان ہے، رب تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی حکم عدولی ہے، منافقین کی صفت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿إِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ "جب نماز کو کھڑے ہوں تو سستی وکاہلی سے، لوگوں کو دکھانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، اور اللہ کو تھوڑا یاد کرتے ہیں"۔

مفسرِ قرآن حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ: "منافقین کی یہ صفت سستی وکاہلی بڑی افضل واعلیٰ عبادت نماز میں تھی؛ کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سستی وکاہلی سے کھڑے ہوتے؛ اس لئے کہ ان کی نیت ہی نماز ادا کرنے کی نہیں ہوتی تھی، اور نہ وہ نماز کے قائل تھے، اور نہ ہی انہیں نماز چھوڑنے پر کوئی خوف تھا، وہ اس کی اہمیت سے بھی ناواقف تھے، اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس صفتِ باطنہ سے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿يُرَآؤُونَ النَّاسَ﴾ "لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز میں آکھڑے ہوتے ہیں"، یعنی ان میں اخلاص نہیں، اور نہ

ہی انہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی سروکار ہے، بلکہ وہ جھوٹے بناوٹی طور پر نماز میں حاضر ہوتے ہیں، اسی لئے وہ اکثر ایسی نماز میں حاضر نہیں ہوتے جس میں لوگ عموماً نہیں دیکھتے، جیسے رات میں عشاء کی اور صبح کے وقت فجر کی نماز"۔

"صحیح مسلم" میں ہے: سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: »إنَّ أثْقَلَ صَلاَةٍ عَلَى الْمنَافِقِينَ: صَلاَةُ الْعِشَاءِ وَصَلاَةُ الْفَجْرِ. وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً« "سب سے بھاری نماز منافقین پر نمازِ عشاو فجر ہے، اور جو ان میں فضیلت ہے اگر جانتے تو ضرور سُرین کے بل گھسٹتے ہوئے بھی حاضر ہوتے"، یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا ضرور آتے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: »وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إلاَّ مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ« "ہم صحابہ میں یہ بات معروف تھی کہ نماز سے پیچھے صرف ایسا منافق رہتا ہے جس کے نفاق سے لوگ آگاہ ہوں"۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں: »مَن نامَ قبلَ العشاءِ فلاَ أنامَ اللهُ عينَه« "جو نمازِ عشاء سے پہلے سوئے، اللہ تعالیٰ اُس کی آنکھ نہ سُلائے"۔

مسلمان اور منافق میں فرق کی وضاحت فرماتے ہوئے سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: »بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمنَافِقِيْنَ شُهُوْدُ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ. لاَ يَسْتَطِيعُونَهُمَا « "ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق عشاء اور فجر کی نماز میں حاضر ہونا ہے، وہ ان دونمازوں میں حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتے"۔ ایک اور مقام پر ایسے ہی سست لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے: ﴿وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إلاَّ أَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللهِ وَبِرَسُولِهِ وَلاَ يَأْتُوْنَ الصَّلاَةَ إلاَّ وَهُمْ كُسَالَى وَلاَ يُنفِقُونَ إلاَّ وَهُمْ كَارِهُونَ﴾ "وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں، اُسے قبولیت سے اس لیے روکا گیا کہ وہ اللہ ورسول کے منکر ہوئے، نماز کو تھکے دل سے آتے اور ناگواری سے خرچ کرتے ہیں"۔ اس لیے محترم بھائیو! ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اپنی نفسانی خواہشات پر غالب رہنے کی کوشش کریں، نمازوں میں چستی کا مظاہرہ کریں، ہم جانتے ہیں کہ شیطان لعین اس راہ میں رکاوٹ بنے گا، نفسانی خواہشات ہم سے سستی وکاہلی کروائیں گی، ہمیں پستی وتنزل کی طرف لے جانے کی کوشش کریں گی؛ کیونکہ انسان جب بھی ارادہ کرتا ہے کہ وہ تقوی وپرہیزگاری کی راہ پر چلے، اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کے لیے کمربستہ ہوجائے، تو نفس وشیطان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ اُس بندے کو نیک کام نہ کرنے دیا جائے، اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی جائیں، لیکن یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری، نیک اعمال پر استقامت، نفسانی خواہشات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لیے بڑی کوشش ومحنت کی ضرورت ہوتی ہے، انسان جب اللہ تعالیٰ سے ان کاموں پر استقامت کی مدد چاہتا ہے، اس راستے میں آنے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے، نفسانی خواہشات کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ضرور کامیابی عطا فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ "جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی، ہم اُنہیں ضرور اپنے راستے دکھادیں گے"، لہٰذا انسان کے لئے کسی طرح مناسب نہیں کہ جب اس پر آفات

ومصائب اور پریشانیاں آئیں تو وہ دل ہار بیٹھے، بلکہ چاہیے کہ نیک اعمال پر کمر بستہ رہے، اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرمائے گا، ضرور اسے بھلائی کی توفیق عطا فرمائے گا۔

عزیزانِ گرامی قدر! جو رات کو عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائے یہاں تک کہ صبح ہوجائے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا: »يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطاً طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ« "جب کوئی سوتا ہے تو شیطان اُس کی گُدّی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ: "رات بڑی لمبی ہے سوتا رہ"، لہٰذا جب بندہ جاگے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وضو کر لے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر نماز ادا کر لے تو آخری گرہ بھی کھل جاتی ہے، اور وہ خوش وخرم، ہشاس وبشاش حالت میں صبح کرتا ہے، بصورتِ دیگر سستی، کاہلی اور خباثتِ نفس کی حالت میں اس کی صبح ہوتی ہے"۔

قابلِ مذمت اور سب سے بُری سُستی وکاہلی وہی ہے جو انسان کو فرائض وواجبات کی ادائیگی سے غافل کردے، نیک اور محنتی لوگ سستی وکاہلی سے کوسوں دُور رہتے ہیں، رب تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، مسلمان بھائیوں سے ہمدردانہ سلوک رکھتے ہیں، اس طرح وہ بارگاہِ الٰہی جل جلالہ سے اجر وثواب کا خزانہ حاصل کر لیتے ہیں، نیک لوگ عبادتِ الٰہی کو ہرگز ترک نہیں کرتے، اس طرح وہ قربِ الٰہی کے اعلیٰ منازل پا لیتے ہیں، عبادت ونیک اعمال کے لیے بارگاہِ الٰہی میں خوشی وفرحت سے حاضر ہوتے ہیں، یہ بہت ہی اچھا عمل ہے، اور نفسانی خواہشات کو لگام دینے کے طریقوں میں سے ایک اہم طریقہ ہے، جس پر حضور سرورِ عالم ﷺ کا یہ عمل دلیل ہے کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: »لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُه، وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسِلَ صَلَّى قَاعِداً« "رات کی عبادت، یعنی تہجد کو ہرگز مت چھوڑو؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ تہجد کبھی نہیں چھوڑا کرتے تھے، اور جب آپ ﷺ بیمار ہوتے، یا طبیعت کچھ بوجھل ہوتی تب بھی بیٹھ کر نمازِ تہجد ضرور ادا کرتے"۔ میرے بزرگو اور دوستو! سستی وکاہلی مسلمان کے لیے ایک قسم کی موت ہے، جس نے نماز چھوڑی، اس نے دینِ اسلام کو ڈھانے کی کوشش کی، حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ! اسلام میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے؟، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: »اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَه، وَالصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ« "پابندی وقت کے ساتھ تمام نمازوں کی ادائے گی، جس نے نماز چھوڑی اُس کا کوئی دین نہیں، نماز دین کا ستون ہے"۔

نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: »مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوراً وَبُرْهَاناً وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا

نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ« "جس نے روزانہ پانچ نمازوں کی پابندی کی، قیامت کے دن یہ نمازیں اس کے لیے نور، برہان ونجات کا ذریعہ ہوں گی، اور جس نے نمازوں کی پابندی نہیں کی، قیامت کے دن اُس کے لیے نہ نور ہے، نہ برہان، نہ نجات، اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان واُبَی بن خَلف کے ساتھ ہوگا"۔

حضرت سیّدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضرت امیر المؤمنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف علاقوں میں اپنے گورنروں کو فرمان لکھ بھیجا: »إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ، فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا، حَفِظَ دِينَهُ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ« "تمہارے سب کاموں سے اہم ترین میرے نزدیک نماز ہے، جس نے اس کی حفاظت کی، اسے وقت پر ادا کیا، اُس نے اپنا دین محفوظ کرلیا، اور جس نے اسے ضائع کیا، وہ اس کے علاوہ دیگر کاموں کو تو اور بھی زیادہ ضائع وبرباد کرے گا"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "صحابۂ کرام نماز کے علاوہ کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے تھے"، بہت سی ایسی احادیث آئیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کرنا کفر ہے، اور بعض صحابۂ کرام، مثلاً: حضرت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم، عبد الرحمن بن عوف، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، جابر بن عبد اللہ، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ، اور ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب تھا، اور بعض ائمہ، مثلاً: امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مبارک اور امام نخعی کا بھی یہی مذہب تھا، اگرچہ ہمارے امامِ اعظم ودیگر آئمہ اور بہت سے صحابۂ کرام تارکِ نماز کو کافر نہیں کہتے، پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی نمازوں میں سستی وکاہلی سے بچیں، اور اپنی اولاد کو بھی بچپن ہی سے تلقین کرتے رہیں، بلکہ حدیثِ پاک میں تو یہ بھی آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: »عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرَةٍ« "بچہ جب سات برس کا ہو تو اُسے نماز سکھاؤ، اور جب دس سال کا ہوکر بھی نہ پڑھے تو مار کر بھی پڑھاؤ"۔

محترم بھائیو! کل بروزِ قیامت سب سے پہلے نماز کے بارے میں باز پرس ہوگی، حضرت سیّدنا یحیٰی بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کو دیکھا جائے گا، اگر اُس سے نماز قبول کرلی گئی، تب اس کے باقی اعمال دیکھے جائیں گے، اگر نماز قبول نہ کی گئی تو اس کے دیگر اعمال کی طرف بھی نہیں دیکھا جائے گا"۔ حضرت سیّدنا نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: »صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ« "جس کی کوئی نماز فوت ہوئی، گویا کہ اُس کے اہل ومال سب لُٹ گئے، برباد ہوگئے"۔

حضرت سیّدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: »مَن ترك الصّلاةَ متعمّداً، كُتِبَ اسمُه على بابِ النّارِ مِمّن

یَدخلُھَا « "جس نے قصداً نماز چھوڑی، اُس کا نام جہنم کے اُس دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ داخلِ جہنم ہوگا"۔ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: »مَن ترکَ الصّلاۃَ متعمِّداً فقد برءَ من ذمّۃ اللہِ ورسولِہ« "جس نے جان بُوجھ کر نماز چھوڑی، وہ اللہ اور اُس کے رسول کے ذمۂ کرم سے بَری ہوگیا"۔

ایک روایت میں فرمایا: »لَا تُخْفِرُوا اللہَ ذِمَّتَہُ، فَإِنَّہُ مَنْ أَخْفَرَ ذِمَّتَہُ طَلَبَہُ اللہُ حَتّٰی یُکِبَّہُ عَلٰی وَجْھِہِ« "اللہ کا ذِمہ نہ توڑو، جو اللہ کا ذِمہ توڑے گا، اللہ تعالیٰ اُسے اَوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا"۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی وعافیت کا سوال کرتے ہیں، اے اللہ! ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی وکاہلی سے بچا، اے اللہ! ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت کے ساتھ فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! اے عرشِ اعظم کے مالک! تیرے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں!، تو اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے!، تیرا کوئی شریک نہیں!، ہمیں اپنی صحیح بندگی میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما!، ہمیں اُن کی شفاعت نصیب فرما!، ہم سب مسلمانوں کو اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے غلاموں کے ساتھ جنّت الفردوس میں داخل فرما، آمین!، یا رب العالمین!وصلّی اللہ تعالیٰ علی خَیرِ خَلقِہ ونورِ عرشِہ سیّدنا ومَولانا محمّدٍ وعلی آلِہ وصحبِہ وبارَكَ وسلّم. والحمد للہ ربّ العالمین.

❁❁❁

وہ آئے مفتی اعظم

نتیجۂ فکر: مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]

کچھ اس انداز سے ہر اک کو بھائے مفتی اعظم
جگر میں، دل میں، آنکھوں میں سمائے مفتی اعظم

بریلی، ہند کیا، اب سارے عالم میں اجالا ہے
جدھر دیکھو، ادھر پھیلی ضیائے مفتی اعظم

تفقہ، زہد وتقویٰ، علم دین ومعرفت سب میں
مثال بے مثالی ہے قبائے مفتی اعظم

کلاہیں تھام لیتے ہیں انوکھی شان والے بھی
رفیع القدر ہے ایسا سمائے مفتی اعظم

شباہت غوثِ اعظم کی، کرامت غوثِ اعظم کی
بیک پل دو جگہ تشریف لائے مفتی اعظم

بھنور میں گھر کے بھی اس کا سفینہ پار لگتا ہے
سفینہ جس کسی کا بھی ترائے مفتی اعظم

نگاہوں کو چمن کی تازگی اچھی نہیں لگتی
سمائے جب سے آنکھوں میں ہیں پائے مفتی اعظم

پریشاں حال ساحلؔ دیکھ تیری دستگیری کو
وہ آئے مفتی اعظم، وہ آئے مفتی اعظم

❁❁❁

اللہ پر توکل اور فرد و معاشرے پر اس کے اثرات

پیشکش: مولانا محمد شاہد رضا رضوی مرکزی، استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

محترم بھائیو! کسی بندے کا اللہ تعالیٰ کے رب اور خدا ہونے کا اقرار ہی اس بات پر واضح دلیل ہے کہ صرف اسی پروردگارِ عالم پر توکل و بھروسا کیا جائے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا﴾ "آپ فرما دیجیے کہ: وہی رحمان ہے ہم اُس پر ایمان لائے اور اُسی پر بھروسا کیا" ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ "میں نے اللہ پر بھروسا کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے، کوئی چلنے پھرنے والا ایسا نہیں جس کی چوٹی اُس کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو، یقیناً میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے"، مزید ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ﴾ "آپ فرما دیجئے کہ: وہ میرا رب ہے اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، میں نے اُسی پر بھروسا کیا اور اُسی کی طرف میرا لوٹنا ہے، ایک اور مقام پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ "اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ ہی پر بھروسا کرو"۔

معزز برادرانِ ملتِ اسلامیہ! اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسا دین کی منازل میں سے ایک بہت اعلیٰ منزل ہے توکل کا آسان سا معنی یہ ہے کہ انسان کا اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا، تمام احوال میں اسی پر اعتماد و بھروسا کرنا، اسباب کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا اظہار کرنا کہ اچھے کام کی طاقت اور بُرے کام سے بچنے کی قوت صرف اُسی پروردگار کی طرف سے ہے، بندۂ مؤمن یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے رزق اور ہر کام کی کفالت کرنے والا ہے، اپنے ہر کام میں اسی کی طرف رجوع کرے، اُسی پر توکل و بھروسا کرے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کئی مقامات پر توکل کا حکم فرمایا ہے، ایک جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا﴾ "اُس زندہ پر بھروسا کرو جو کبھی نہیں مرے گا، اور اُس کی تعریف کرتے ہوئے اُس کی پاکی بولو، اور وہی اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار کافی ہے"، اللہ تعالیٰ نے کثیر آیاتِ قرآنیہ میں توکل کرنے والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے، اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ اللہ پر توکل و بھروسا اس کی محبت کا ایک انتہائی اہم سبب ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾ "جب کسی بات کا پکا ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسا کرو، یقیناً توکل والے اللہ کو پیارے ہیں"۔

حضراتِ محترم! انبیائے کرام علیہم السلام کا اللہ پر توکل ہر حال میں کامل و اکمل رہا، چاہے خوشحالی ہو یا کوئی مشکل وقت، کبھی ان مقدس ہستیوں نے شکوہ و شکایت نہیں کیا، ظلم وجفا کی زوردار آندھیاں بھی اُن کے قدموں کو متزلزل نہ

کر سکیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس وصف کو یوں بیان فرمایا کہ وہ کہتے ہیں: ﴿وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَى مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ "ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر بھروسا نہ کریں!، اُسی نے تو ہمیں ہماری راہیں دکھا دیں، اور (اے ظالمو!) جو تم ہمیں تکلیف دے رہے ہو، ہم ضرور اُس پر صبر کریں گے، اور بھروسا کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے"، یہ وہ راہِ سلوک، اور لذتِ ایمانی ہے جو مسلمان کو رب تعالیٰ سے ملا دیتی ہے، اللہ رب العزت نے اہلِ ایمان کے اس پر توکل کو ان کی زبانی اس طرح بیان فرمایا: ﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾ "اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسا کیا، اور تیری ہی طرف ہم رجوع لائے، اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے"۔

عزیز دوستو! اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفی احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ وَكَفَى بِاللهِ وَكِيلًا﴾ "اللہ پر بھروسا رکھو اور اللہ کام بنانے کو کافی ہے"، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اقوال و افعال، اپنی دعاؤں اور تمام احوال میں متوکلین کے امام ہیں، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے: »اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ« "اے اللہ! میں نے تیری اطاعت کی، تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر بھروسا کیا"۔

محترم دوستو! اللہ پر توکل و بھروسا دلی اطمینان، سکون وہدایت کا سبب ہے، شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے؛ اسی لیے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں صبح و شام توکل کا درس دیتے ہوئے انتہائی واضح طور پر ارشاد فرماتے ہیں: »إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ -قال-: يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ، فَتَتَنَحَّى لَهُ الشَّيَاطِينُ، فَيَقُولُ شَيْطَانٌ آخَرُ: كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ« "جب آدمی اپنے گھر سے نکلتے وقت کہے: بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" اللہ تعالیٰ کے نام سے (گھر سے نکلتا ہوں)، میں نے اللہ پر بھروسا کیا، اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نیکی کی قوت اور بُرائی سے بچنے کی طاقت ہے"، اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ: "تم نے ہدایت، کفایت اور حفاظت پا لی"، جب گروہِ شیاطین اُس کی طرف آتے ہیں، تو ایک شیطان دوسرے سے کہتا ہے: ایسے آدمی سے تجھے کیا کام جسے ہدایت، کفایت اور نجات مل چکی ہے؟!"۔

عزیزانِ محترم! اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے والوں پر شیطانِ لعین کا کوئی وار نہیں چل سکتا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ "یقیناً اُس (شیطان) کا کوئی قابو اُن پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسا رکھتے ہیں"۔

عزیز دوستو! توکل کا تعلق قلبی اعمال سے ہے، توکل اور اُس عمل کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں جس میں اَسباب کو اختیار کیا جائے؛ کیونکہ توکل کا تعلق دل سے اور اسباب کا بدن سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں بنیادی

باتوں کو جمع فرما کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: «احْرِصْ عَلَىٰ مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ» "جو چیز تمہارے لیے فائدہ مند ہو اسے حاصل کرنے کوشش کرو، اور اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگو، اور ہمت ہار کر بیٹھ مت جاؤ"، اس فرمان میں اسباب کو اختیار کرنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنے کا حکم بھی ہے۔

محترم دوستو اور بزرگو! توکل و بھروسا اللہ مالک ارض وسماء کی طرف سے ایک ہمت، کوشش، اسباب اور اُس کی بارگاہ میں اِلتجاء کی توفیق کا نام ہے، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے اونٹ کو بغیر باندھے حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے اونٹ کو باندھو اور پھر توکل کروں، یا اُسے کھلا چھوڑ دوں اور اللہ پر توکل کروں؟، مصطفیٰ جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: «اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ» "اُسے باندھو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو!"، یعنی اللہ مسبب الاسباب کے پیدا کردہ اسباب کو اختیار کرو اور پھر اسی ربِ کریم پر بھروسا کرو، لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ نہیں کہ ہم نیک اعمال چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ لیں، بلکہ چاہئے کہ عمل بھی کرتے رہیں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسا بھی رکھیں کہ وہ ہمارا اجر وثواب ضائع نہیں فرمائے گا، اور یہی سوچ، فکر اور تصور دین ودنیا کے سارے معاملات میں رکھنی ہے۔

محترم حضرات! بعض لوگوں نے توکل کے معنی غلط سمجھتے ہوئے اسباب سے کنارہ کشی اختیار کر لی،" وہ حج کرتے لیکن زادِ راہ ساتھ نہیں لیتے تھے، کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہیں، وہی ہمیں رزق دینے والا ہے، جب مکہ مکرمہ پہنچتے تو لوگوں سے مانگتے پھرتے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ﴾ "زادِراہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر زادِراہ پرہیزگاری ہے"، یعنی انہیں بغیر زادِ راہ کے سفر کرنے اور بھیک مانگنے سے منع کیا گیا، اور حکم دیا گیا کہ وہ مال، اسباب، کھانا پینا اور سامانِ سفر بھی ساتھ لیا کریں؛ کیونکہ توکل اس کا نام نہیں کہ اسباب کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے، بلکہ ایسا کرنا توکل واسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

عزیزانِ گرامی قدر! توکل کی بہترین صورت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہر آن راضی رہے؛ کیونکہ جو اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے وہ اُسے ضرور مل کر رہے گا، اور جو مقدر نہیں انسان لاکھ کوشش کے باوجود بھی اُسے حاصل نہیں کرسکتا، خالقِ کائنات جل جلالہ نے واضح طور پر ارشاد فرما دیا ہے: ﴿قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ "آپ فرمادیجیے کہ! ہمیں وہی پہنچے گا جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے، وہی ہمارا مولیٰ ہے اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسا کرنا چاہیے"، توکل کرنے والا قوی مؤمن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر وتقسیم پر راضی رہے، کسی قسم کے شکوہ وشکایت اور حسرت وندامت کا شکار ہرگز نہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم فرمایا: «فَإِنْ غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ: قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، وَإِيَّاكَ وَاللَّوَّ، فَإِنَّ اللَّوَّ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ» "جب کسی غم و پریشانی میں مبتلاء ہو جاؤ تو یہ کا کرو کہ: "اللہ نے یہی مقدر کیا تھا، اُس نے جو چاہا کیا"، اور شکوک وشبہات سے دُور رہا کرو؛ کہ شکوک وشبہات شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتے ہیں"۔

رفیقانِ گرامی قدر! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے، اور

یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسا آدمی کو اہل وعیال کے معاملے میں بھی راحت وحالاتِ زندگی کو پُر سکون رکھتا ہے، ایسے آدمی کو بلا حساب وکتاب کامیابی کے ساتھ جنّت میں داخل کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ * الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ "یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے، ضرور ہم اُنہیں جنّت کے بلند مکانات میں جگہ دیں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ہمیشہ اُن میں رہیں گے، کام والوں کا کیا ہی اچھا اجر وثواب ہے، وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسا کرتے ہیں"۔

برادرانِ ملتِ اسلامیہ! اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسا کی حقیقت کو سمجھیے! اور لوگوں کے پاس موجود نعمتوں اور چیزوں سے بے نیاز ہوجائیے، کیونکہ جس نے اپنے مولیٰ پر توکل وبھروسا کیا، اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت فرماتا ہے، دنیا میں اُسے شیطانِ لعین سے پناہ دیتا ہے، اُس پر رزق کشادہ کردیتا ہے، اور وہ جو اُمید وتمنا کرے اُسے عطا کرتا ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: »لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصاً وَتَرُوحُ بِطَاناً« "اللہ تعالیٰ پر جیسا بھروسا کرنے کا حق ہے اگر تم ایسا توکل کرو، تو اس طرح رزق پاؤ گے جیسے پرندے رزق پاتے ہیں، صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام پیٹ بھرے لوٹتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ پر توکل کی حقیقت واھمیت

عزیزانِ محترم! توکل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو توکل کا حکم فرمایا، اس خوبی کو ایمان والوں کی نشانی قرار دیا، اور اسے اختیار کرنے پر اُن کی خوب تعریف فرمائی، قرآنِ کریم میں توکل وبھروسا کی فضیلت کا بیان یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی آیاتِ مبارکہ میں اپنے رسولوں کو اور اسی طرح عمومی طور پر تمام مسلمانوں کو توکل کا حکم فرمایا، اور اس کی فضیلت واہمیت کو اُجاگر کیا، اسی طرح احادیثِ نبویہ میں بھی توکل کی فضیلت کا بیان ہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی دعا میں سے یہ بھی ہے: »اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ التَّوفِيقَ لِمَحَابِّكَ مِنَ الْأَعمَالِ، وصِدقَ التَّوكُّلِ عَلَيكَ، وحُسنَ الظَّنِّ بِكَ« "اے اللہ! میں تجھ سے نیک اعمال کے ذریعے تیری محبت کے حصول، تیری ذات پر سچے بھروسے اور تیری ذات سے اچھا گمان رکھنے کا سوال کرتا ہوں"۔

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یوں کہا کرتے تھے: »اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِمَّنْ تَوَكَّلَ عَلَيْكَ فَكَفَيْتَهُ، وَاسْتَهْدَاكَ فَهَدَيْتَهُ، وَاسْتَنْصَرَكَ فَنَصَرْتَهُ« "اے اللہ! مجھے ایسا بندہ بنا جو تجھ پر توکل کرے تو تو اسے کفایت کرے، تجھ سے ہدایت چاہے تو تو اُسے ہدایت عطا فرمائے، اور جب وہ تجھ سے مدد چاہے تو تو اُس کی مدد فرمائے"۔

علمائے کرام فرماتے ہیں: "توکل کی جگہ دل ہے، جب بندہ دل سے یہ مانتا ہے کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو اُس کے ظاہری اعمال اس توکل کے خلاف نہیں ہونے چاہیں، کہ زبان ودیگر اعضاء سے کوئی شکوہ وشکایت کرتا رہے، اگر کوئی چیز تمہیں تنگی میں مبتلا کرے تو بھی تقدیر

الٰہی سے ہے، اور اگر کوئی شے تمہارے موافق ہو تو وہ بھی اللہ کی طرف سے تم پر آسانی ہے"۔

حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "توکل کرنے والا اپنے رب کے وعدے میں رہتا ہے، سرِ تسلیم خم کرنے والے کو اُس کا علم ہی کافی ہوتا ہے، اور اپنا معاملہ ربِ کریم کے سپرد کرنے والا اُسی کے حکم پر راضی رہتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ: اللہ پر توکل ابتداء ہے، اُس کا حکم مان لینا درمیانہ درجہ ہے، اور اپنا معاملہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا انتہائی درجہ ہے، اور کہتے ہیں کہ: توکل عام مسلمانوں کی صفت ہے، سرِ تسلیم خم کر دینا اللہ کے ولیوں کی صفت ہے، اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا موحّدین کا وصف ہے، اور کہا جاتا ہے کہ: توکل عوام کی خوبی ہے، حکم کو کامل طور پر مان لینا خاص لوگوں کا شیوہ ہے، اور اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا خاص الخاص لوگوں کی خوبی ہے"۔

اے اللہ! ہمیں تجھ پر ایسا کامل توکل و بھروسا کرنے والا بنا، جو تیری تقدیر پر راضی رہے، تیری جنّت پا کر کامیاب ہو، اے اللہ! اے عرشِ عظیم کے مالک! اے تمام کائنات کے خالق! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو یکتا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ کریم! ہم تیری عظیم بارگاہ میں عرض و التجاء کرتے ہیں، ہمارے گناہوں کو معاف فرما، ہمیں ایسا بندہ بنا لے کہ ہم تجھے اور تیرے حبیبِ کریم ﷺ کو پسند آجائیں، آمین یا رب العالمین!

وصلّى الله تعالى على خيرِ خَلقِه ونورِ عرشِه سيّدِنا ومولانا محمّدٍ وّعلى آلِه وصحبِه وبارَكَ وسلَّمَ أجمعين، والحمد لله ربِّ العالمين.

❋❋❋

نعتِ سرکار ﷺ

چہار ردیف

نوٹ: اس نعت پاک کو درج ذیل چار طرح سے پڑھا جائے

۱۔ پورے پورے مصرع پڑھے جائیں۔

۲۔ بریکٹ سے پہلے درج حصے کو بریکٹ میں درج حصے میں ملا کر پڑھا جائے۔

۳۔ بریکٹ میں درج جزء کو بریکٹ کے بعد درج جز سے ملا کر پڑھا جائے۔

۴۔ صرف بریکٹ میں درج مصرعوں کو پڑھا جائے۔

انشاء اللہ لطف آئے گا۔

مظلوم ہوں (ترچھی ہے دنیا کی نظر) سرکار طیبہ المدد
یا شاہ دیں (اب لیجئے میری خبر) سرکار طیبہ المدد
بے چین ہوں (دشمن زمانہ ہو گیا) کوئی نہیں اپنا [illegible]
سن لیجئے (یا سیدی خیر البشر) سرکار طیبہ المدد
روز جزا (سر پہ گنہ کا بار ہے) چلنا بھی تو دشوار ہے
بے تاب پر (اب ہو عنایت کی نظر) سرکار طیبہ المدد
مولائے من (آرام مجھ سے چھن گیا) کچھ بھی نہیں لگتا بھلا
چاروں طرف (ہیں زور پر بے دادگر) سرکار طیبہ المدد
آلام سے (راحت نہیں ملتی مجھے) اب کیا کروں کس سے کہوں
بہر خدا (بلوائیے طیبہ نگر) سرکار طیبہ المدد
صابرؔ ہوا (ہوں آبلہ پا اس لئے) اس راہ میں تقدیر سے
گو یا م،رے (پیروں کے نیچے ہیں شرر) سرکار طیبہ المدد

❋❋❋

نتیجہ فکر: ڈاکٹر صابرؔ سنبھلی، سنبھل

شبِ معراج کے نوافل

مرتبہ: حافظ محمد عبدالرشید قادری پیلی بھیتی

(۱) بارہ رکعت دو دو کر کے

طریقہ: ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پانچ بار قل ھو اللہ شریف، بارہ رکعت پڑھنے کے بعد سو بار کلمہ تمجید (سوم کلمہ) پھر سو بار استغفار، سو بار درود شریف

فضیلت: جو بھی جائز دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

(۲) چھ رکعت

دو دو کر کے **طریقہ:** ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سات بار قل ھو اللہ شریف پڑھے۔ چھ رکعت پڑھنے کے بعد پچاس بار درود شریف پڑھے۔

فضیلت: تمام دینی و دنیاوی حاجات پوری ہوں گی۔ اور ستر ہزار گناہ معاف ہوں گے۔

(۳) دو رکعت

طریقہ: ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ستائیس بار قل ھو اللہ شریف پڑھے اور قعدہ میں التحیات کے بعد ۲۷ بار درود ابراہیم پڑھے، سلام کے بعد اس کا ھدیہ (ثواب) حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے۔

(۴) دو رکعت

طریقہ: پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ الم نشرح دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ لایلف پڑھے۔

فضیلت: یہ نماز پڑھنے سے اولیائے کرام کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۵) دس رکعت

دو دو کر کے **طریقہ:** ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین بار سورۂ کافرون اور تین بار قل ھو اللہ شریف پڑھے۔ دس رکعت پوری ہونے کے بعد ایک بار کلمہ توحید (چوتھا کلمہ) پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ الطاھرین ولاحول ولا قوّۃ الّا باللّٰہ العلیّ العظیم۔

فضیلت: اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلہ ایک ہزار رکعت کا ثواب عطا فرمائے گا۔

غسل کی فضیلت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی رجب کی پہلی، پندرہویں، ستائیسویں کو غسل کرے۔ تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہو۔

روزہ کی فضیلت: جو کوئی ستائیس رجب کو روزہ رکھے اس کو جنت کی ایک نہر سے پانی پلایا جائیگا۔ جو شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا، اور دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ اور جنت عطا فرمائے گا۔

(بطحا جون ۲۰۱۲ء حیدرآباد)

پہلی قسط

خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صوفیانہ شاعری

از: مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی (علیگ)

عطائے رسول، سلطان الہند، غریب نواز خواجہ معظم سیدنا سید معین الدین حسن حسنی حسینی چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵۳۰ھ-۶۲۷ھ) امت مسلمہ کے لئے بارگاہ الٰہی کا بے بدل انعام، انمول تحفہ، لازوال نعمت اور سرمدی سرمایہ تھے۔ چمنستان نبوت کا یہ سدابہار پھول جدھر سے گذرا، اپنے پیچھے ایمانوں کے مشک زار چھوڑتا گیا۔ آپ کی ذات کریم سراپا بہار تھی جس نے گلشنوں کو رعنائیاں اور فضاؤں کو نہ ختم ہونے والی سرمستیاں عطا کیں۔ جہاں بیٹھ گئے چمن مسکرا پڑے، جہاں رک گئے رحمتوں کی بارشیں جھوم کر برس اٹھیں۔ آپ کی ۷۷ سالہ سیاحت نے نہ جانے کتنے ویرانے آباد کئے ،آبادیوں کو رونقیں، چمن کو مسکراہٹیں، پھولوں کو لطافتیں اور آفتابوں کو حرارتیں عطا کیں-خراسان، سمرقند، بخارا، عراق عرب، ھارون، بغداد، کرمان، ھمدان، تبریز، استرآباد، خرقان، میمنہ، ہرات، افغانستان، غزنی، رے فالوجہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بدخشاں، دمشق، جیلان، اصفہان، چشت، ملتان لاھور، سمانہ، دھلی ہوتا ہوا یہ سراپا شوق ومحبت، اجمیر مقدس میں کیا داخل ہوا کہ عشق وعرفان کا آتش فشاں پھوٹ پڑا جس کی دھمک سے کفر کی بنیادیں دہل گئیں، فصلیں چیخ اٹھیں اور پھر نور ایمان اور الٰہی عرفان کا ایسا جان بخش آبشار رواں ہوا کہ آج تک ایک عالم سیراب ہو رہا ہے۔

میرا خواجہ علم وفن، فکر ودانش، ظاہری عرفان اور باطنی فیضان کا ایک سمندر تھا۔ بارگاہِ خداوندی سے مقبولیت کی سند، بارگاہِ رسالت سے قطب مشائخ بر وبحر کا لقب، ھند کی سلطنت ارزانی، وقت وصال قلم نور سے جبین اقدس کی یہ تحریر "ھٰذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ" اور تصرفات کا مسلسل کارواں، آپ کی روحانی عظمتوں اور عرفانی پنہائیوں کے لئے کافی سے زائد شہادت ہے۔ اور یہی گہرائی علوم ظاہر میں بھی بے پناہ دسترس کی روشن دلیل ہے کہ جب تک علوم نبوت کا وافر حصہ نصیب نہ ہوگا، اس وقت تک دل کے دروازے انوار الٰہی کے لئے وا نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسالہ مبارکہ قشیریہ میں سیدی ابوالعباس احمد بن محمد الآدی معاصر سیدنا جنید بغدادی قدس سرھما کا فرمان نقل کرتے ہیں:

"من الزم نفسه أداب الشريعة نوّر الله قلبه بنور المعرفة ولا مقام اشرف من مقام متابعة الحبيب في اوامره وافعاله واخلاقه"

جو اپنے اوپر آداب شریعت لازم کرلے اللہ تعالیٰ اس

کے دل کو نور معرفت سے روشن کر دے گا اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام افعال، عادات سب میں حضور کی پیروی کی جائے۔

(مقال عرفا ص ۲۰)

اور علم کے بغیر اتباع کا تصور ہی نہیں ہوسکتا۔ حضرت مخدوم الملک قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''علم مجاہدہ وریاضت کے لئے اسی طرح ضروری ہے جس طرح طہارت نماز کے لئے۔ کوئی مجاہدہ بے علم نہیں ہوتا، جس طرح کوئی نماز بے طہارت نہیں ہوتی۔

(مکتوبات منیری ص ۱۵۳)

اولیاء اللہ کی بات ہی کچھ اور ہے۔ علم درسی یعنی علم شریعت سے آراستہ، مجاہدہ وریاضت میں صدق واخلاص کا گہرا رنگ، عمل خالص کی نورانیت، رفتہ رفتہ یہی عمل صالح ان کو علم وراثت کا مخزن بنا دیتا ہے''۔ (مکتوبات صدی ص ۱۹۷)

سرکار غریب نواز قدس سرہ کی ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سید غیاث الدین حسن قدس سرہ کی آغوش میں ہوئی۔ پھر عہد شباب میں ایک مجذوب کریم کی عنایتوں سے سنجر، سمرقند وبخارا کی مشہور درسگاہوں سے تفسیر وحدیث وفقہ وغیرہ علوم دینیہ کی تکمیل ہوئی۔ آپ سے چند تصانیف بھی منسوب کی جاتی ہیں لیکن انیس الارواح اور دلیل العارفین اور ایک مختصر دیوان فارسی کے سوا اور کوئی علمی سرمایہ ہمارے سامنے نہیں۔ ان موجودہ منسوب علمی سرمایوں سے ہی آپ کے گہرے علمی رسوخ کا بہت کچھ اندازہ ہوجاتا ہے، بالخصوص آپ سے منسوب مختصر فارسی دیوان کے مطالعہ سے آپ کے فارسی زبان وادب پر مکمل دسترس اور اعلیٰ ترین ذوق عرفان کا خوب پتہ چلتا ہے۔ حضرت کی صوفیانہ شاعری کے مختلف گوشوں کا تعارف ہی اس تحریری نذرانۂ عقیدت کا مقصود ہے۔ چونکہ یہ فارسی زبان وادب سے متعلق ہے اس لئے پہلے ایک نگاہ فارسی کی شاعری اور اس کے صوفیانہ ادب پر۔!

فارسی شاعری کا باضابطہ نقطۂ آغاز رودکی کو سمجھنا چاہئے

جس کی شاعرانہ فکر نے فارسی میں شاعری کی آب وہوا پیدا کی اور اسے بزم شعرا تک آنے کے قابل بنایا۔ اس دور میں فطری سادگی اور محسوسات کے حقیقی رنگ ملتے ہیں، جس میں غازۂ تصنع کی آمیزش نظر نہیں آتی۔ رودکی، اسدی، طوسی، عنصری، فرخی، فردوسی اس دور اولین کے باکمال شعرا تھے جس میں رودکی کو اولیت کی فضیلت حاصل ہے اور فردوسی کو خاتمیت کا فخر۔ فارسی شاعری کے دوسرے دور میں فکر میں ذرا چستی، گہرائی اور خوش سلیقگی پیدا ہوئی۔ اس دور کی نمائندگی خاقانی، انوری، نظامی، حکیم سنائی، مولانا روم اور عمر خیام کی سرمست فکروں کے حوالے رہی۔ دوسرے دور کی رنگینی اور لطافت فکر نے جب تیسرے دور میں قدم رکھا تو اس میں نکھار اور جوش آگیا، الفاظ ومعانی کے دائرے وسیع ہوگئے۔ اس طبقہ کے بہترین نمائندے سعدی، امیر خسرو اور حافظ ہیں۔ اس دور نے فارسی شاعری میں بہت گرانقدر اور لطیف سرمایہ چھوڑا۔ ۹۰۰ھ کے بعد چوتھا دور شروع ہوتا ہے۔ فیضی، عرفی، نظیری، طالب آملی، ابوطالب کلیم، مرزا صائب اس دور کے ممتاز اراکین ہیں۔ یہ دور در حقیقت غزل کے ارتقا کا زمانہ تھا۔ نئی ترکیبیں، جدید استعارات، نادر تشبیہیں کثرت سے پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد کے ادوار گذشتہ آثار کے محافظ بن کر رہ گئے، اس میں کچھ اضافہ نہ کرسکے۔ مدتوں بعد ایران میں قاآنی پیدا ہوا اور اس نے شاعری کی کایا پلٹ کرنی چاہی لیکن اس کی شاعری کوئی نئی شاعری نہ تھی، وہی چبائے ہوئے نوالے

تھے جو پھر منہ میں پھیرے جاتے تھے۔

(الاظہار۔ مطبوعہ ملخصاً ص ۴۲ تا ۴۸)

لیکن فارس کی شاعری کے اس طویل سفر میں صوفیانہ شاعری کا باضابطہ موڑ اس وقت آتا ہے جب تاتاریوں کی تاراجیوں کے سلسلے شروع ہوتے ہیں۔ یہ ایک بھیانک طوفان تھا جس کی سفاکیوں سے پوری کائنات لرزاٹھی۔ مصائب کا اصل ایمان کے لئے خوشگوار پہلو یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی رونقیں اس وقت نگاہوں میں ماند پڑی جاتی ہیں اور مولیٰ کی یاد دلوں میں بسیرا کرلیتی ہے۔ تصوف کی بنیاد ہی دنیا سے بے زاری اور رجوع الی اللہ پر ہے۔ اس لئے ایسے ماحول میں جو دل جتنا زیادہ تاثراتی ہوتا ہے، اتنا ہی وہ الطاف خداوندی سے قریب ہوجاتا ہے اور یوں عشق الٰہی کی شمع انوار وتجلیات کی آماجگاہ بن کر دلوں میں روشن ہوجاتی ہے جس کی کرنوں سے پورا وجود جگمگا اٹھتا ہے۔

عشق سرتاپا درد اور سوز وگداز ہے جو اظہار بھی چاہتا ہے۔ اس لئے عشق الٰہی سے معمور دل جیسے مصدر کیف سے جو آواز بلند ہوتی ہے، اس کا ارتعاش خوب نمایاں، اس کی تاثیر بہت گہری اور اس کے اثرات بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ شاعری جذبہ اور تخیل کی ملی جلی آواز کا نام ہے، اس لئے تصوف نے فارسی شاعری کو خوب نوازا۔ اسے تصوف کی جناب سے درد ملا، سوز ملا، گداز ملا، کیفیات ملیں، واردات عطا ہوئیں، حقائق سے یارانہ ہوا، زبانوں کو شستگی اور خیالات کو پاکیزگی ہاتھ آئی اور یوں عشق وسرمستی کی ایک ہری بھری دنیا وجود میں آ گئی۔ بقول شبلی:

”فارسی شاعری اس وقت تک قالب بے جان تھی، جب تک اس میں تصوف کا عنصر شامل نہیں ہوا۔ شاعری اصل میں اظہار جذبات کا نام ہے۔ تصوف سے پہلے جذبات کا سرے سے وجود ہی نہ تھا۔ قصیدہ مداحی اور خوشامد کا نام تھا، مثنوی واقعہ نگاری تھی، غزل زبانی باتیں تھیں۔ تصوف کا اصل مایۂ خمیر، عشق حقیقی ہے جو سرتاپا جذبہ اور جوش ہے۔ عشق حقیقی کی بدولت مجازی کی بھی قدر ہوئی اور اس نے تمام سینہ ودل گرما دیئے۔ اب زبان سے جو کچھ نکلتا تھا گرمی سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ ارباب دل ایک طرف، اہل ہوس کی باتوں میں بھی تاثیر آ گئی۔ (شعر العجم ص ۱۲۰۔)

سب سے پہلے تصوف میں شاعرانہ خیالات کا اظہار سیدنا سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سرہٗ نے فرمایا۔ آپ شیخ بوعلی سینا کے معاصر رفقا میں تھے۔ ابتداءً چودہ سال جذب کی حالت میں رہے۔ سلوک میں آنے کے بعد بھی جذب کا اثر باقی تھا۔ ۴۰۴ھ میں وفات پائی۔ چند اشعار یہ ہیں:

غازی برہِ شہادت اندر تگ وپواست
غافل کہ شہید عشق فاضل تراز وست

درروز قیامت ایں بداں کے ماند
کیں کشتۂ دشمن است، واں کشتۂ دوست

لیکن حضرت حکیم سنائی قدس سرہٗ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تصوف کو مستقل طور پر نظم میں بیان کیا ہے۔ حدیقہ ان کی مشہور کتاب ہے۔ پختگی، برجستگی اور صفائی میں ان کا کلام تمام معاصرین سے ممتاز ہے۔ حکیم سنائی قدس سرہٗ نے ۵۲۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کے بعد اوحدالدین کرمانی متوفی ۵۳۶ھ، ان کے مرید اوحدی اصفہانی، خواجہ فرید الدین عطار، مولانا رومی، شیخ سعدی، امیر خسرو، عراقی همدانی، حافظ شیرازی اور عبدالرحمن جامی قدست اسرارہم نے اس چمن کی آبیاری کی۔ سنائی کی حدیقہ، کرمانی کی مصباح الارواح، اوحدی کی جام جم، عطار کی منطق الطیر، رومی کی مثنوی، سعدی کی بوستاں، خسرو کی ہشت بہشت،

اور عراقی، شیرازی اور جامی کے دواوین اس فن کی اعلیٰ یادگاریں ہیں۔

سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھٹی صدی کے سلطان الاولیا ہیں، اس لئے آپ کے زمانہ میں فارسی شاعری کا دوسرا دور چل رہا تھا۔ اس عہد میں آپ نے جس کثرت اور تسلسل سے اپنے اشعار میں جوش وجذبے سے لبریز سہل انداز میں اسرار عشق الٰہی عام کئے ہیں، وہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقولے آپ نے آٹھ ہزار سے زائد اشعار کہے ہیں۔ شیخ محمد اکرام اپنی کتاب ''آبِ کوثر'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت خواجۂ بزرگ کو زمانہ ان کی پاک زندگی، مبلغانہ اور مصلحانہ کوششوں اور روحانی عظمت کی وجہ سے مانتا ہے لیکن ان کی زندگی کا ایک اور پہلو بھی تھا جس سے اکثر لوگ روشناس نہیں۔ آپ شاعر بھی تھے اور آپ کے اشعار کی تعداد سات آٹھ ہزار کے قریب تھی۔ فارسی شعرا کے مشہور تذکرہ ''آتشکدہ'' میں آپ کی دو رباعیاں نقل ہوئی ہیں .... سیر السالکین میں آپ کی نسبت لکھا ہے:

حضرت ایشان درزمرۂ شعرائے نامدار از مغتنمات روزگار اند ودر اصناف شعر قصیدہ وغزل مرئی دارند۔ مجموعۂ کلام عرفاں آنحضرت کہ گنجینۂ بیش از ہفت ہشت ہزار بیت بودہ، از دست دوران نامہرباں از میاں رفت واند کے ازاں ماندہ۔

(آب کوثر ص ۲۰۸-۲۰۹)

آپ کے متفرق اشعار مختلف کتابوں میں منقول ہیں۔ مونس الارواح میں آپ کی ایک غزل منقول ہے۔ مظہر جمال مصطفائی میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں ایک منقبت مذکور ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے:

یا غوث معظم نور ہدیٰ، مختار نبی مختار خدا
سلطان دوعالم قطب علیٰ حیراں زجلالت ارض وسما

شیخ اکرام نے بھی آتشکدہ کے حوالے سے آپ کی یہ دو رباعیاں ذکر کی ہیں:

عاشق ہردم فکر رخ دوست کند
معشوق کرشمۂ کہ نکوست کند
ماجرم وگنہ کنیم واولطف وعطا
ہرکس چیز یکہ لائق اوست کند

اے بعد نبی برسر توتاج نبی
اے دادہ شہاں زتیغ توباج نبی
آنی توکہ معراج تو بالا تر شد
یک قامت احمد زمعراج نبی

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان رفیع میں آپ کی یہ رباعی مشہور عالم ہے:

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دیں ہست حسین دیں پناہ ہست حسین
سرداد نہ داد دست درد ست یزید
حقا کہ بناء لاالہ ہست حسین

سیدنا حضرت خواجۂ معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سے منسوب ایک مختصر دیوان بھی ہے جس میں حمد یہ نعتیہ غزلیات اور قصائد کی ایک اچھی تعداد موجود ہے۔ اس دیوان کو بعض حضرات شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آب کوثر کے مصنف شیخ محمد اکرام کا یہی خیال ہے اور بزم صوفیہ کے مؤلف صباح الدین عبدالرحمن تو اسے وضعی قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ خیالات اس لئے بہت زیادہ قابل اعتنا نہیں معلوم ہوتے کہ یہ سلسلۂ ظن وتخمین اور وہم وگمان صرف آپ

کے شعری مجموعہ ہی تک نہیں محدود رہتا بلکہ ملفوظات مشائخ چشت تک بھی جا پہنچتا ہے۔ بقول صباح الدین عبدالرحمن:

''کچھ اہل علم ایسے ہیں جو انیس الارواح، دلیل العارفین، فوائد السالکین، اسرار الاولیاء اور راحت القلوب کے ساتھ افضل الفوائد اور مفتاح العاشقین کو بھی غیر مستند، نقلی جعلی مجموعۂ ملفوظات سمجھتے ہیں لیکن وہ سیر الاولیاء کو غیر مستند قرار نہیں دیتے۔ البتہ سیر الاولیاء میں خواجگان چشت کے ملفوظات کے جو حوالے ہیں، ان پر تعجب کا اظہار کر کے خاموش ہو جاتے ہیں''۔ (بزم صوفیہ ص ۹۔۱۳۹)

حالانکہ ان ملفوظات کے بارے میں خود بزم صوفیہ میں تحقیق یہی ہے کہ یہ انہی مشائخ کے مجموعۂ ملفوظات ہیں، انہیں وضعی کہنا درست نہیں۔

پھر شک کی کچھ بنیادیں ہوتی ہیں۔ تاریخی تضادات ہوں، غیر اسلامی نظریات ہوں، نادر روایات ہوں جس کا اگلوں میں سراغ نہ ملتا ہو، زبان و بیان کی ایسی بے ربطی اور کمزوری ہو جس سے معلوم ہو کہ یہ انداز اس شیخ معظم کی شان رفیع کے مناسب نہیں، نثر و شعر میں ایسی ترکیبیں ہوں جو اس شاعر یا نثر نگار کے دور سے بالکل ہم آہنگ نہ ہوں یا اس کی دوسری تحریروں سے بالکل میل نہ کھاتی ہوں تو اس منسوب چیز کو وضعی، الحاقی اور مشکوک قرار دینا بلاشبہ قابل توجہ ہو سکتا ہے لیکن اس مختصر سے مجموعۂ اشعار میں تو یہ سب کچھ نہیں۔ نہ اس میں غیر اسلامی نظریات ملتے ہیں، نہ تضادات کا عیب ہے، بے ربطی اور زبان و بیان کی کمزوری بھی نظر نہیں آتی، خواجۂ معظم کے انداز فکر اور ان کے دور کے شاعرانہ مزاج سے ہم آہنگ بھی ہے۔ پھر اشعار کا داخلی سوز بھی اس کی کافی شہادت ہے کہ یہ کسی عشق حقیقی میں بریاں و گریاں قلب مومن کی آواز ہے تو صرف اس بنیاد پر کہ اس کی دریافت یا اشاعت عرصۂ دراز کے بعد ہوئی، اسے وضعی قرار دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ بہت سی تحریریں ہیں جن کی دریافت ان کے وجود کے عرصۂ دراز کے بعد ہوتی ہے لیکن قرائن کی روشنی میں اس کی صحت تسلیم کی جاتی۔ ہے ایسے مقام پر اتصال سند کی ضرورت نہیں ہوتی، خصوصاً جب کہ وہ تحریر حلت و حرمت کے باب سے نہ ہو۔ جب حضرت خواجۂ معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاعرانہ عظمت عہد قدیم کے مصنفین کو تسلیم ہے اور کلام کے کچھ حصص کے محفوظ رہنے کا بھی اقرار ہے تو اگر کلام کا کوئی مجموعہ کسی کے ذخیرۂ کتب سے دستیاب ہو جاتا ہے تو کیا عجب؟۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے قلمی نسخے شائقین و معتقدین لیتے رہے۔ مختصر دیوان کا مرتب اس کی دستیابی کی صورت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''آج تک کسی کو معلوم نہ تھا کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ العزیز بادیگر کمالات صوری و معنوی مذاق شعر و شاعری بھی رکھتے تھے۔ حسن اتفاق سے ہم کو ایک مختصر دیوان حضرت صاحب کا بمنزلہ کلیات، کتب خانہ متجمع کمالات جناب نظام الدولہ نواب محمد مردان علی خان صاحب بہادر متخلص بہ نظام سابق دیوان سرکار مارواڑ سے نصیب ہوا اور اوس پر مواہیر فیضی و ابوالفضل ثبت تھیں۔ معلوم ہوا کہ وہ کتب خانہ اکبر بادشاہ سے تھا۔ ممدوح از بس معتقد حضرت خواجہ صاحب قدس اللہ سرہٗ کا تھا۔ اوس نے اپنے عہد دولت میں بہم پہنچایا اور شکر خدا کہ ہم کو گھر بیٹھے بے منت ہاتھ آیا۔ چونکہ یہ نعمت غیر مترقبہ تھی، اس لئے ہم نے واسطے یادگار حضرت کے طبع کیا تا کہ بطور تبرک کے لوگ اوس کو حرز جان بنائیں اور ہم اس سعادت سے ثمرۂ خیر پائیں۔ (دیوان خواجۂ پاک ص ۹۳ مطبوعہ نولکشور)

علامہ شمس بریلوی (پاکستان) اور ڈاکٹر سید لیاقت حسین معینی (علی گڑھ) نے اپنے مقالات میں مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ شعری دیوان حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اب حضرت خواجہ معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سے منسوب اس مختصر سے مجموعۂ کلام کا مختصر تعارف صوفیانہ نقطۂ نظر سے پیش ہوتا ہے۔ واللہ الموفق

حضرت خواجۂ معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب یہ دیوان ایک سو بائیس حمدیہ عشقیہ اور نعتیہ غزلوں پر مشتمل ہے جس میں بارہ سو چھبیس اشعار ہیں اور الف سے لے کر یاء تک کی ردیفیں موجود ہیں۔ خالص نعت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مشتمل غزلوں کی تعداد آٹھ ہے لیکن سوز عشق کی نمائندہ غزلوں میں بھی کہیں کہیں نعتیہ اشعار در آئے ہیں۔

اس پورے شعری سرمایہ پر تکیفات کی جو فضا محیط ہے، وہ ہے شاعر کی سرمستی اور جنون کی حد تک تصور محبوب میں جذب اور فنائیت۔ اس کے ساتھ ساتھ شعری لوازمات بلاغت، سلاست، اصلیت، جوش، محاکات، تسلسل، پرکاری، ندرت فکر، پرواز تخیل، تشبیہات و استعارات، مترنم بحریں، کھنکھتے الفاظ، بولتے مصرعے، مسکراتے انداز کی ساری کیفیات اپنی تمام تر شناختوں کے ساتھ موجود ہیں۔ البتہ اصناف سخن کی تمام راہداریوں کا التزام نہیں۔ صنائع اور بدائع کی آراستگی سے بھی پورا کلام سجا سجا نظر آتا ہے۔ مذکورہ بالا اوصاف کی جھلک، آنے والی تمثیلات میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں گے لیکن راقم کا مدعا چونکہ شاعر کی صوفیانہ فکر کے چند گوشوں کو نمایاں کرنا ہے، اس لئے ان شاعرانہ عناصر کے بیان سے قلم کشاں ہی گذرنا ہوگا۔

تصوف حسن ازلی کی رعنائیوں میں اس طرح سے جذب ہوجانے کا نام ہے کہ سوائے مشاہدۂ یار کے اور کسی چیز کی جستجو باقی نہ رہے۔ سیدنا خواجۂ معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارگاہ لم یزل میں قرب اور اس کی بلندیاں شہرۂ آفاق ہیں۔ بارگاہ نبوت سے قطب مشائخ بحر و بر کا خطاب، مرشد کے لئے آپ کا باعث افتخار ہونا اور آپ کے رواں دواں مشاہداتی تصرفات، آپ کے بلندیٔ مراتب کے کافی سے زائد شواہد ہیں۔ اور یہ مرتبہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے، جب طلب محبوب میں کوئی خود کو فنا کردے اور بس وہی جاں نواز محبوب ہر چہار سمت جلوہ ساماں نظر آئے۔ اس لئے آپ کے اشعار میں ان کیفیات عشق اور واردات قلب کی جلوہ طرازیاں پورے شباب پر ہیں۔ اس کے ساتھ عشق حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پاس ادب، التزام شرع، احتراز نفس، تواضع، ادب، خود سپردگی، انابت، تسلیم و رضا، صبر وتوکل، خوف و رجا، تربیت باطن جیسے پاکیزہ تصورات کی تلقین بھی موجود ہے۔ اب ان تصورات کی تمثیلات ذیلی سرخیوں اور مختصر وضاحتوں کے ساتھ پیش ہوتی ہیں۔

وحدت الوجود:

وحدت الوجود جسے شبلی نے تصوف کا نشہ قرار دیا ہے، اکابرین اسلام کا منظور نگاہ زاویۂ فکر ہے۔ قادری، چشتی، سہروردی مشائخ اس نظریہ کے حامی اور پرجوش داعی رہے۔ چند بزرگان امت نے عقول متوسطہ کی رعایت کرتے ہوئے وحدت شہود کا اعتراف فرمایا لیکن ان کا وجدان بھی اک جلوۂ ہمہ رنگ اور پرتو چراغان بزم سے آراستہ و پیراستہ تھا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وحدت الوجود کے نظریات ہی حق ہیں، گرچہ ان کی تفہیم عقول متوسطہ کے معیار سے بہت بلند ہے۔ اس نظریہ کو حلولیہ جیسے

باطل فرقہ کے نظریات سے شمہ برابر علاقہ نہیں۔ قطب الارشاد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ اس کی ترجمانی فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''مرتبۂ وجود میں صرف حق عزوجل ہے کہ ہستی حقیقۃً اسی کی ذات پاک کے ساتھ خاص ہے۔ وحدت وجود کے جس قدر معنی عقل میں آسکتے ہیں یہی ہیں کہ وجود اور موجود واحد، باقی سب مظاہر ہیں کہ اپنی حدذات میں اصلاً وجود وہستی سے بہرہ نہیں رکھتے۔ کل شیء ھالک الا وجھہ اور حاشا یہ معنی ہرگز نہیں کہ من وتو، زید وعمرو ہر شئی خدا ہے۔ یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے اور پہلی بات اہل توحید کا مذہب ہے جو اہل اسلام وایمان حقیقی ہیں۔

[امام احمد رضا اور تصوف ص ۱۶۔۱۷]

عارف ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے، آپ رقم طراز ہیں:

''جو لوگ وحدت وجود کے قائل ہیں اور اشیا کو عین حق جانتے ہیں اور ہمہ اوست کہتے ہیں اس سے ان کی مراد یہ نہیں کہ اشیا، حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایسا سمجھتا ہے تو یہ کفر، الحاد، زندقہ اور گمراہی ہے، کیونکہ واجب ممکن نہیں ہوسکتا اور ممکن واجب نہیں ہوسکتا۔ ہمہ اوست کے معنی یہ ہیں کہ اشیا نہیں ہیں، حق تعالیٰ موجود ہے۔

(بزم صوفیہ ص ۷۰ا بحوالہ مکتوبات امام ربانی نمبر ۴۳ ج ۲)

اس لئے وحدت الوجود کے نظریہ کو حلولیہ فرقہ کے نظریات کا ہم معنی قرار دے کر اس پر نکیر کرنا کسی بھی طرح قابل توجہ نہیں ہوسکتا۔

وحدت وجود وشہود کون سے تصورات ہیں؟ ان کی تشریح ایک عارف باللہ کے قلم سے ملاحظہ کیجئے، اس کے بعد اسی کی روشنی میں حضرت خواجہ معظم قدس سرہٗ کے اشعار میں اس کا عکس۔

سراج العارفین سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ (۱۸۳۹ء۔۱۹۰۶ء) سراج العوارف میں تحریر فرماتے ہیں:

''وحدت کی دو قسمیں ہیں ایک وجودی، دوسری شہودی۔ وجودی کے معنی یہ ہیں کہ سالک کے علم اور نظر دونوں سے اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے اس کا شعور ختم ہوجائے اور اس کی نظر وعلم میں اللہ کے سواسب کچھ فنا ہونے کے بعد ذات باری تعالیٰ باقی رہے۔ یہی سالک کے مقام کی انتہا ہے۔ اس مقام پر آنے کے بعد سالک ولی ہوجاتا ہے۔ سیر الی اللہ کے ختم ہونے کے یہی معنی ہیں اور اسی کو مقام لاہوت کہتے ہیں.................. قادریہ، چشتیہ وسہروردیہ وغیرھم تمام اولیاء اللہ کا یہی مسلک ہے۔ ایک قلیل تعداد وحدت شہود کی طرف گئی ہے اور اس کو سالک کا ابتدائی مقام جانتے ہیں۔

وحدت شہودی کے بھی یہی معنی ہیں لیکن اس میں موجودات کا انکار صرف سالک کی نظر سے ہوتا ہے، اس کے علم سے نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمام موجودات اس کے علم میں تو باقی رہتے ہیں، صرف نظر سے ختم ہوجاتے ہیں مگر سالک کے علم میں باقی رہتے ہیں۔ جیسے سورج نکلنے پر ستارے کہ سب ستارے نظر سے غائب ہوجاتے ہیں، نظر کے سامنے صرف سورج ہوتا ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ ستاروں کا وجود ویسے ہی باقی ہے، بس نظر سے چھپ گیا ہے۔ لامحالہ اس میں توحید میں نقص باقی رہتا ہے اور وہ نقص یہ ہے کہ سالک کے علم میں موجودات باقی رہ جاتے ہیں۔ یہ بات فنائے مطلق کے منافی ہے۔

(سراج العوارف فی الوصایا والمعارف (اردو) ص ۶۴۔۶۵)

وحدت کے یہ اسرار الٰہی عارفان بارگا صمدیت سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے رہے۔ سیدنا حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے عارف ہیں جنھوں نے ان گراں بہا حقائق کے مخفی خزانے کو طالبان عشق کے لئے بازار شوق میں برسرعام رکھ کر دعوت نظارہ دی لیکن ابھی اس میں رمز وکنایہ کی ترجمانی تھی اور عقول متوسطہ کے لئے اس کے اندر ماورائی کیفیات کی دبیز تہیں موجود تھیں۔ لیکن ماضی قریب میں حقائق آشنا علامہ فضل حق خیرآبادی نے الروض المجو دفی وحدۃ الوجود میں اس نظریہ کی حقانیت پر ایسے روشن عقلی دلائل قائم فرمائے کہ کوئی بڑے سے بڑا فلسفی بھی انہیں رد کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ راقم نے اپنے مقالہ ''علامہ فضل حق خیرآبادی اور نظریہ وحدت الوجود'' میں حضرت علامہ قدس سرہٗ کے اس رسالہ کا تفصیلی تعارف پیش کیا ہے۔

حضرت خواجۂ معظم سلطان الھند سیدنا خواجہ معین الدین حسن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شراب وحدت کو مختلف انداز اور مختلف رنگ میں پیش کیا ہے اور اس کثرت سے اس کے مضامین وارد ہیں کہ گویا ہر جگہ یہی رنگ نظر آتا ہے۔ چند انداز آپ بھی دیکھئے۔ (ہمہ اوست) کی ردیف میں پوری غزل نظم فرمائی ہے۔ اس کے چند اشعار پیش ہیں جن کے پیمانوں میں وحدت الوجودی شراب صاف جھلکتی دکھائی دیتی ہے ؎

کسیکہ عاشق ومعشوق خویشتن ہمہ اوست
حریف خلوت وساقی انجمن ہمہ اوست

اگر تو خرقۂ ہستیٔ خویش پارہ کنی
نظر کنی کہ دریں زیر پیرھن ہمہ اوست

زجام عشق نہ منصور بے خود آمد وبس
کہ دار نیز ھمی گفت بارسن ھمہ اوست

مگوکہ کثرت اشیاء نقیض وحدت گشت
تو در حقیقت اشیاء نظر فگن ھمہ اوست

تعین است گرازاعتبار ماومن است
زاعتبار گذرکن کہ ماومن ہمہ اوست

چہ جائے بادہ وجام وکدام ساقیٔ مست
خموش باش معینؔ ودم مزن ھمہ اوست

(دیوان خواجہ معظم ص ۱۳)

۱۔ جو ذات خود ہی عاشق بھی ہو اور معشوق بھی، خلوت کی حریف بھی ہو اور انجمن کا ساقی بھی ہر جگہ اسی کا وجود ہو۔

۲۔ اگر تو اپنے وجود کا لباس پارہ پارہ کردے تو دیکھ لے گا کہ اس لباس وجود میں بھی صرف اسی کی جلوہ فرمائی ہے۔

۳۔ عشق کے جام سے صرف منصور ہی بے خود اور سرمست نہ ہوئے بلکہ دار ورسن بھی یہی نعرہ لگاتے ہیں کہ بس وہی (محبوب حقیقی) موجود ہے۔

۴۔ یہ نہ کہنا کہ چیزوں کی کثرت تو وحدت کی ضد ہوتی ہے۔ ذرا اشیا کی حقیقت پہ نگاہ ڈال تو سب جگہ اسی کا جلوہ معلوم ہوگا۔

۵۔ تعینات اگر ہیں بھی ماومن کے اعتبار سے ہیں۔ اعتبارات سے گذر کے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ سب کے سب وہی ہیں۔

۶۔ شراب وجام کی گفتگو کیسی اور مست وسرشار ساقی کہاں۔ اے معینؔ دم مت مار خاموش رہ! سب کچھ تو وہی ہے۔

(بقیہ انشاء اللہ آئندہ)

راوی حدیث "اسماعیل بن عیاش" ثقه هیں

اصول جرح وتعدیل کی روشنی میں حضور تاج الشریعہ کی معرکۃ الآرا بحث

تبصرہ نگار: مولانا شمشاد احمد صاحب مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو

امام ترمذی نے ایک حدیث بیان کی: "حدثنا علی بن حجر والحسن بن عرفة قالا حدثنا اسماعیل بن عیاش عن موسیٰ بن عقبة عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: لایقرأ الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن، قال: وفی الباب عن علی، وقال ابو عیسیٰ حدیث ابن عمر حدیث لا نعرفه الا من حدیث اسماعیل بن عیاش عن موسیٰ ابن عقبة عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: لا یقرأ الحائض ولا الجنب وهو قول اکثر اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین ومن بعدهم مثل سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق قالوا لا تقرأ الحائض ولاالجنب من القرآن شیئا الا طرف الآیة والحرف ونحو ذالک ورخصوا للجنب والحائض فی التسبیح والتهلیل" (ج۱،ص۳۴)

اس حدیث کے رواۃ میں ایک مشہور راوی اسماعیل بن عیاش بھی ہیں جن پر کلام کیا گیا ہے اور حدیث کو نا قابل احتجاج ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے کل تیرہ وجہوں سے اسماعیل بن عیاش کی ثقاہت اور حفظ واتقان کو ثابت فرما کر حدیث کو قابل حجت قرار دیا ہے۔

بحث کے دوران اصولِ روایت و درایت اور قواعد جرح وتعدیل کا پورا پورا لحاظ فرمایا ہے اور ائمہ جرح وتعدیل کے کلام سے استناد واستدلال کرتے ہوئے نہایت حزم واحتیاط کے ساتھ اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے، بلاشبہ تاج الشریعہ کا علمی وتحقیقی حاشیہ اس دور کے تحقیق طلب علماء کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ تاج الشریعہ نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہیکہ اسماعیل بن عیاش کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے قطع نظر، حدیث مذکور کی اصل ہے اور صحابہ وتابعین میں اکثر اہل علم کے نزدیک حدیث معروف ومقبول ہے اور علمائے محول کی ایک جماعت نے اس سے احتجاج فرمایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ متن حدیث صحیح اور ثابت الاصل ہے۔ اس حیثیت سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہیکہ جب امام ترمذی نے اس حدیث کی تخریج فرمائی تو ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا: "وهو قول اکثر اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین ومن بعدهم مثل سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وأحمد واسحاق" یہ امام ترمذی کی طرف سے صراحت نہیں تو مثل صراحت ضرور ہے کہ حدیث صحیح اور اہل علم کے نزدیک متعدد طرق سے مروی ہے اگرچہ اس مقام پر ایک ہی طریق سے مروی ہے مگر اس قسم کی مشہور روایتوں میں راوی کا تفرد حدیث کے ضعف کو مستلزم نہیں بالخصوص جبکہ

راوی ثقہ ہو اور اسماعیل بن عیاش ثقہ ہیں کیونکہ ائمۂ اربعہ اور طحاوی نے انکی توثیق فرمائی۔

بعض افاضل کو امام ترمذی کے اس قول: "سمعتُ محمد بن اسماعيل يقول ان اسماعيل بن عياش يروى عن اهل الحجاز واهل العراق احاديث مناكير كأنه ضعف روايته عنهم فيما ينفرد به وقال: انما حديث اسماعيل بن عياش عن اهل الشام. وقال احمد بن حنبل: اسماعيل بن عياش أصلح من بقية ولبقية احاديث مناكير عن الثقات" سے اسماعیل بن عیاش کے ضعف کا شبہ ہوا لیکن تاج الشریعہ کا کمال فہم و فراست دیکھیں، امام ترمذی کے اسی قول سے اسماعیل بن عیاش کی توثیق پر استدلال فرما رہے ہیں، تاج الشریعہ کی دقت نظر اور قوت استدلال کی ایک ہلکی سی جھلک دکھانے کے لئے حاشیہ کا یہ حصہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، تاج الشریعہ تحریر فرماتے ہیں: "أمعن النظر وفكر كيف نقل عن البخاری ما نقل. ثم عقبه فحكى عن احمد بن حنبل ماحكى وهو قوله ان اسماعيل أصلح من بقية. وأقر الامام احمد على ما قال ما فتحصل من هذا أن توثيق اسماعيل بن عياش هو المعتمد عند الترمذی وأنه لم يسلم ما حكى عن البخاری"۔

تاج الشریعہ نے امام ترمذی کے قول سے اسماعیل بن عیاش کی توثیق پر نہ صرف استدلال فرمایا بلکہ انہیں کے قول سے پیدا ہونے والے شبہ کو خود انہیں کے قول سے دفع فرما دیا، حاشیہ کا اقتباس دیکھیں اور تاج الشریعہ کی وسعتِ علم، قوتِ نظر اور طریقۂ استدلال کی داد دیں، "واذ قد استقر آخر كلام الترمذی على توثيق اسماعيل بن عياش كما ترى فلا عليك من قول الترمذی فيه. "حديث ابن عمر حديث لا نعرفه الا من حديث اسماعيل بن عياش عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: لا يقرأ الجنب ولا الحائض." كيف وقد هوّن الأر في ذالك الترمذی نفسه حيث جاء بما ينفي النكارة عن حديثه ويعلن انه لم يأتِ بحديث منكر ابدا. وانما جاء بما هو معروف عند اهل العلم مستفيض. فهم يعلمونه ولا ينكرونه. بهذا ظهر أن حديث اسماعيل بن عياش هذا ليس بمنكر بل هو معروف لدى أهل الحجاز وأهل العراق احاديث مناكير. (حاشیہ تاج الشریعہ ص ۱-۲)

تاج الشریعہ نے اس نکتہ پر بھی تفصیلی بحث فرمائی ہے کہ امام ترمذی کے اس قول "حديث ابن عمر حديث لا نعرفه الا من حديث ابن عياش" سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حدیث، منکر اور اسماعیل ابن عیاش ضعیف ہیں، اگر قول مذکور نکارۂ حدیث اور ضعف راوی کو مستلزم ہو تو لازم آئے گا کہ ان تمام جگہوں پر حدیث، منکر اور راوی ضعیف ہو جائے۔ جہاں جہاں امام ترمذی نے قول مذکور کا اطلاق کیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ امام ترمذی کی عادت ہے کہ جابجا اس قول کا اطلاق کرتے ہیں، ترمذی شریف میں بیشتر مقامات پر دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ "غریب" کے فوراً بعد فرماتے ہیں: "صحیح"

تاج الشریعہ نے عمدۃ القاری سے اس کی ایک نظیر بھی

نقل فرمائی ہے جو درج ذیل ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث ہے: "كانت النفساء تجلس علىٰ عهد رسول الله ﷺ اربعين يوماً" وقال الحاكم صحيح الاسناد وقال الترمذى لا نعرفه الا من حديث سهيل عن مسته الازدية عن ام سليمة وحسنه البيهقى والخطابى وقال الازدى حديث مسته احسنها۔"

[انتہی۔ عمدۃ القاری ۳/۲۶۳]

تاج الشریعہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اپنے موقف پر انتائی محققانہ انداز میں استدلال فرماتے ہوئے مخالفین پر معارضہ بھی فرما دیا ہے، حاشیہ کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں: "وهٰذا أدل دليل علىٰ ان مجرد التفرد لا يستلزم ضعفاً فى الراوى ولا فى الحديث لا يسما اذا جاء الراوى بما يعرفه اهل العلم كما هو الشان فيما نحن فيه، ولو كان مجرد التفرد او الاغراب يوجب الضعف فما عسىٰ ان تقول فى غرائب مالك فى احاديث فردة وردت فى صحيح البخارى وذغيره لم يتابع عليها ------------- تاج الشریعہ نے بحث کے اخیر مین اسماعیل بن عیاش کے بارے میں میزان الاعتدال اور تذکرۃ الحفاظ کے حوالے سے ائمہ جرح و تعدیل کے بیانات کو تفصیل سے نقل کرنے کے بعد ان کا زبردست علمی و تحقیقی جائزہ لیا ہے اور ائمہ جرح و تعدیل کے کلام سے اسماعیل بن عیاش کی توثیق پر محققانہ انداز میں استدلال فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ائمۂ کرام کے ان کلمات کا جواب بھی تحریر فرما دیا ہے جس سے راوی حدیث کے ضعف کا شبہ پیدا ہو رہا تھا، بعض بعض جگہوں پر انداز بالکل مناظرانہ ہو گیا ہے جس سے بحث میں اود جان پیدا ہو جاتی ہے ضیافت طبع کے لئے کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں۔قوله: وقال النسائى ضعيف. اقول: قد مرّ أنه روىٰ له الاربعة. ورواية هٰؤلاء ومن بينهم النسائى توثيق لحديثه وتوثيق له فى ضمن مروياته وعلىٰ هٰذا فقوله عنه "ضعيف" يشبه الاضطراب فالمصير الىٰ ما جرىٰ علىٰ وفق الأصيل ووافق الظاهر وهو التوثيق۔قوله: قال ابو حاتم لين، قلت: الأمر هيّن وانت خبير بأن التعبير انما ينبئ عن ضعف يسير واليسر من الضعف وقلة الضبط ينبيأ علىٰ كثير ضبط يضمحل دونه اليسر۔قوله: قال يحىٰ بن معين: "ليس به باس فى اهل الشام" قلت: هٰذا اعتراف منه رحمه الله تعالىٰ بانه ثقة فى اهل الشام. فانى رحمه الله تعالىٰ اذا قال فى رجل ليس به بأس فانما يريد انه ثقة كما حكى عنه ابن الصلاح فى مقدمته۔ وقوله: قال ابن عرفة. هٰذا الحديث تفرد اسماعيل بن عياش وروايته عن اهل الحجاز صيغة لا يحتج بها۔ أقول اما مجرد التفرد فليس بقادح كما فصلنا۔ وقوله: وروايته عن اهل الحجاز ضعيفة لا يحتج بها۔ اقول: يقوم به حجة عند من صحح حديثه وروىٰ كالأربعة والطحاوى واصحاب ابى حنيفة كما مرّ مفصلا۔ قال ابن عدى فى "الكلامل" هٰذا الاسناد لهٰذا الحديث لا يروى عن غير اسماعيل بن عياش وضعفه احمد والبخارى وغيرهما۔ اقول: هٰذا تصريح

بأن السند ضعیف دون المتن - وقوله: ضعفه احمد والبخاری وغیرهما- اقول: هٰذا تصریح بأن السند ضعیف دون المتن وقوله: ضعفه احمد والبخاری وغیرهما" اقول: قد مرّ عن الامام احمد ما یشعر بتوثیقه وکذا تقدم من الامام ما یقاربه، فما ذکره عنهما ممنوع وعلیٰ تقدیر انهما ضعفاه فکلامهما مضطرب لا یقوم به حجة- قوله: وصوب ابو حاتم وقفه علیٰ ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما" اقول: کلا الوجهین صواب وقدمرّ الجواب۔

(حاشیہ تاج الشریعہ ص۵۰)

وقال عبد الله بن احمد ابن حنبل: عرضت علیٰ ابی حدیثا حدثناه الفضل بن زیاد الطستی حدثنا ابن عیاش عن موسیٰ بن عقبة عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن، فقال ابی: هٰذا باطل. یعنی ان اسماعیل وهم- وسئل ابی عن اسماعیل وبقیة. فقال بقیة احب الی۔

(حاشیہ تاج الشریعہ ص۵۰)

جبکہ امام احمد ابن حنبل نے اسماعیل بن عیاش کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے۔ وقال احمد بن حنبل اسماعیل بن عیاش اصلح من بقیة ولبقیة احادیث مناکیر عن الثقات، حضور تاج الشریعہ نے اس پر یہ معرکۃ الآرا حاشیہ تحریر فرمایا ہے: "تفکر مرة اخریٰ فیما نقله الامام الترمذی من قول الامام احمد "اسماعیل بن عیاش اصلح من بقیة" تجده یفید أن اسماعیل بن عیاش اکثر حدیثا صالحا من بقیة، ثم النظر فیه مع ما یقابله من قوله" لبقیة احادیث مناکیر عن الثقات، تعثر علیٰ مزید من التاکید بتوثیق اسماعیل بن عیاش ونفی ما نسب الیه من الضعف وغیر خاف عند اولیٰ التحصیل ان قولك فی الرجل "صالح" من الفاظ التوثیق والتعدیل۔ حضور تاج الشریعہ دوسری جگہ ارقام فرماتے ہیں:۔ قد مرّ عن الامام احمد ما یشعر بتوثیقه وکذا تقدم من الامام البخاری ما یقاربه فما ذکره عنهما ممنوع وعلیٰ تقدیر انهما ضعفاه فکلامهما مضطرب لا یقوم به حجة۔ (حاشیہ ص۰)

اس قسم کی مثالیں حاشیہ تاج الشریعہ میں بے شمار ہیں جن کو بخوف طوالت کرنے سے میں گریز کرتا ہوں بلاشبہ تاج الشریعہ کا یہ حاشیہ آپ کے دوسرے حواشی کی طرح نہایت وقیع، فکر انگیز اور معلومات افزا ہے، جس میں آپ نے نقد ونظر، بحث ومناظرہ اور جرح وتعدیل کے اصول و ضوابط کی روشنی میں اپنے موقف کا نہایت محققانہ اور محدثانہ انداز میں اثبات واظہار فرمایا ہے، آپ نے جس اختصار و جامعیت کے ساتھ کثیر مفاہم ومطالب اور علمی وتحقیقی مباحث کو بیان فرمایا ہے وہ آپ کے علمی کمالات اور فنی مہارت پر شاہد عدل ہے۔ حاشیہ تاج الشریعہ سے بعض اقتباسات جو نقل کئے گئے ہیں وہ اس سے بہت کم ہیں جو چھوڑ دیئے گئے ہیں مگر انہیں مختصر حواشی کو پڑھ کر ایک منصف مزاج قاری کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگے گی کہ محشی علام، علم حدیث، اصول حدیث، فن جرح وتعدیل اور اسمائے رجال کے مباحث ومسائل کے فہم وادراک اور ان کی تشریح وتوضیح پر نہ صرف مہارت تامہ رکھتے ہیں بلکہ ائمہ

جرح وتعدیل کے کلام کی باریکیوں پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ نہایت فصیح وبلیغ عربی زبان میں اپنے مطالب اور مافی الضمیر کی ادائیگی پر اس درجہ قدرت رکھتے ہیں کہ ذرہ برابر عبارت میں شکستگی و بے ربطی کا احساس نہیں ہوتا، آپ کے حواشی میں اگر ایک طرف معانی کا تلاطم ہوتا ہے تو دوسری طرف الفاظ وعبارات میں اس قدر سلاست وروانی اور فصاحت وبلاغت ہوتی ہے کہ آپ کی تحریر پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحریر کا گمان ہونے لگتا ہے۔

اللہ رب العزۃ حضور تاج الشریعہ کو صحت وسلامتی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ علمی وتحقیقی کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پورے عالم اسلام میں آپ کے فیضان کو جاری وساری فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

***

(۔۔۔بقیہ ص ۴۲ کا) اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اسکی گردن ماردونگا یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں ''راعنا'' کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ ''انظرنا'' کہنے کا حکم ہوا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم وتوقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے (حکم رب ہوا) ہمہ تن گوش ہو جاؤ تاکہ یہ عرض کرنے ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور توجہ فرمائیں کیونکہ دربار نبوت کا یہی ادب ہے۔

مسئلہ: دربار انبیاء میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان ''للکفرین'' میں اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔ (خزائن العرفان)

دُرُودِ ھزاری

یہ درود جو کوئی قبرستان میں تین بار پڑھے تو اسکی برکت سے اسی برس کا عذاب خدائے تعالیٰ قبرستان سے اٹھا لیتا ہے اور جو چار مرتبہ قبرستان میں پڑھے تو قیامت تک کا عذاب اللہ تعالیٰ اس مقام سے اٹھا لیتا ہے اور چوبیس مرتبہ پڑھنے کا ثواب اسکے ماں باپ کو بخشے تو گویا تمام حقوق والدین ادا کئے اور ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ بھیجے گا جو اسکے ماں باپ کی زیارت قیامت تک کیا کریں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوۃُ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الرَّحۡمَۃُ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الۡبَرَکَاتُ وَصَلِّ عَلٰی رُوۡحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الۡاَرۡوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی صُوۡرَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الصُّوَرِ وَصَلِّ عَلٰی اِسۡمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الۡاَسۡمَاءِ وَصَلِّ عَلٰی نَفۡسِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی النُّفُوۡسِ وَصَلِّ عَلٰی قَلۡبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الۡقُلُوۡبِ وَصَلِّ عَلٰی قَبۡرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الۡقُبُوۡرِ۔ وَصَلِّ عَلٰی رَوۡضَۃِ سَیِّدِنَا فِی الرِّیَاضِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الۡاَجۡسَادِ۔ وَصَلِّ عَلٰی تُرۡبَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی التُّرَابِ۔ وَصَلِّ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ وَاَحۡبَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ۔ ختم شد

***

آخری قسط

گلدستۂ ایمان

از: مفتی محمد اسلام القادری بانی دار العلوم قطب کوکن ممبئی

آیت نمبر ۶ {یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ}

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو (کنز الایمان) یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرو آہستہ پست آواز سے کرو یہی دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام ہے اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجلال واکرام وادب واحترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لیکر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات ادب وتعظیم وتوصیف وتکریم والقاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقل سماعت تھا اور آواز بلند ہو جایا کرتی تھی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور کہنے لگے میں اہل نار سے ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت کیا فرمایا انہوں نے عرض کیا وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی پھر آکر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا ثابت نے کہا یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو، میں جہنمی ہو گیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ حال خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اہل جنت سے ہیں۔ (خزائن العرفان)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وگستاخی کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے {یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ}

(پ ۱ رسورہ بقرہ، آیت ۱۰۴)

(ترجمہ) اے ایمان والو! ''راعنا'' نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شان نزول: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم وتلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے راعنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہ معنی تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب کے معنی رکھتا تھا انھوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ انکی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت (بقیہ ص ۴۱ پر---

خواتینِ اسلام کے حقوق

پیشکش: مولانا افضل رضا مرکزی، کمپیوٹر آپریٹر جامعۃ الرضا، بریلی شریف

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات انسان بنایا بے شمار نعمتوں سے نوازا، انہی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت عورت بھی ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سکون وچین کے لیے تخلیق فرمایا، لہٰذا ان کے حقوق کی ادائیگی بھی ہم پر لازم فرمائی۔

دینِ اسلام کے علاوہ موجودہ اور ماضی میں پائے جانے والے دیرپا اَدیان کی طرف دیکھا جائے، تو یہ بات سورج سے زیادہ روشن نظر آتی ہے کہ اسلام نے خواتین کے حقوق کی جس طرح رعایت کی ہے، اس کا عشرِ عشیر بھی کسی اور دین میں نہیں ملتا، دینِ اسلام نے خواتین کو گھر، خاندان، قبیلہ اور معاشرے میں کبھی ماں، کبھی بیٹی، کبھی بہن،، بیوی اور کبھی بہو کی شکل میں انتہائی محترم مقام عطا کیا، زندگی کے ہر پہلو وموڑ پر مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی حقوق میں نہایت محترم شراکت دی، ظاہری وباطنی اعتبار سے انہیں احترام وعزت کے لباس سے زینت بخشی، مردوں کو خواتین کا سرپرست بنا کر انہیں حکم دیا کہ خواتین کے حقوق کی پاسداری کریں، ان پر ظلم نہ کریں، ان کی ساتھ ہمدردی ورحم دلی سے پیش آئیں، ان کی عزت واحترام کا خیال رکھیں، یہاں تک کہ وراثت میں بھی ان کا مناسب حصہ مقرر فرمایا، جبکہ نبیٔ اسلام کی آمد سے پہلے خواتین کے حق میں ان تمام چیزوں کا کوئی تصور ہی نہیں تھا۔

حضراتِ قارئین! جس طرح خواتین پر مردوں کے حقوق ہیں، اسی طرح مردوں پر بھی خواتین کے حقوق ہیں؛ خواتین بعض اَحکام میں مردوں ہی کی طرح ہیں، جیسا کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: سرکارِ دو عالم ﷺ سے مرد وخواتین کے بعض اَحکام سے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «اِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ» "بعض اَحکام میں خواتین بھی مردوں کی طرح ہیں"، مردوں کی طرح کے معنی یہ ہیں کہ حقوق وواجبات، عمل ودعوت، حساب وکتاب اور جزا وسزا کے اعتبار سے بعض اَحکام میں خواتین کو مردوں کی طرح برابری حاصل ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے خواتین اور مرد سب کی کچھ امتیازی خصوصیات بھی بیان فرمائی ہیں، مثلاً: خواتین کو رحم دل، نازک مزاج اور بے حد مہربان بنا کر اللہ تعالیٰ نے مزیّن کیا، جبکہ مردوں کو روزی کمانے کے لیے عزم، استقلال ومعقولیت، سختی اور چاق وچوبندی سے افضلیت دی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾، "شریعت کے موافق خواتین کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا اُن پر مردوں کا حق ہے، اور مردوں کو اُن پر ایک درجہ فضیلت ہے"، علمائے کرام فرماتے ہیں: ان کے

درمیان یہ فرقِ مرتبہ مرد کی سر پرستی، رعایت اور نان ونفقہ کی بھاری ذمہ داری کے اعتبار سے ہے، نیز فرمایا کہ مرد کو درجہ کے اعتبار سے خواتین پر جو بَرتری حاصل ہے، وہ حسنِ معاشرت، خواتین کے ساتھ مال ومہربانی کے ذریعے اچھا برتاؤ کرنے کے سبب ہے۔

صحابیٔ جلیل حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: »إنّي لأتزيّن لامرأتي كما تتزيّن لي، لقوله تعالیٰ: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ "میں اپنی اہلیہ کے لیے اسی طرح بنتا سنورتا ہوں جیسے وہ میرے لیے بناؤ سنگار کرتی ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ: "شریعت کے موافق خواتین کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا اُن پر مردوں کا حق ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح مرد اپنی اہلیہ کو صاف ستھرا، بناؤ سنگار کے ساتھ خوبصورت دیکھنا چاہتا ہے، انہی سب معاملات میں اسے اپنی بیوی کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے خود بھی صاف ستھرا اور بن سنور کر رہنا چاہیے۔

برادرانِ ملتِ اسلامیہ! یہ درجات ومقامات اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے خوف کی بدولت حاصل ہوتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں کہ ان خاص مراتب تک مرد نے رسائی حاصل کرلی، اور عورت اس مقام ومرتبہ کو حاصل نہیں کرسکتی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کی شان اس طرح بلند فرمائی کہ ایمان والوں میں فرعون کی بیوی اور حضرتِ عمران کی بیٹی سیّدہ مریم کی مثال ارشاد فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ "اُس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی، مردوں کے لئے اُن کی کمائی سے حصہ، اور عورتوں کے لئے اُن کی کمائی سے حصہ ہے"، اور اللہ تعالیٰ سے یہ مانگنا چاہیے کہ وہ اپنے فضل سے ہم سے راضی ہوجائے؛ کیونکہ رب تعالیٰ نے مردوں کو کچھ صفات سے فضیلت دی ہے، اور خواتین کو کچھ دیگر خوبیوں سے نوازا ہے۔

خواتین کے ساتھ نبیٔ کریم ﷺ کے معاملات:

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ تمام لوگوں کے لیے بھلے اور فائدہ پہنچانے والے تھے، اور آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہترین تھے، مصطفیٰ جانِ عالم ﷺ نے خود اس بات کا اظہار فرمایا: »خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي« "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم میں سب سے بہتر ہوں"۔

اسی بہترین سلوک کے ثبوت کے طور پر ہمارے آقا ومولا جنابِ محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی سیرتِ طیّبہ ہمارے سامنے ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہّرات سے کمال درجے کی شفقت ومہربانی، ان سے حسنِ سلوک اور انتہائی محبت فرماکر بے مثال تاریخ رقم فرمائی ہے، یہاں تک حدیثِ پاک میں آیا کہ: »يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهِ حَتّٰى تَرْكَبَ« "رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ کے پاس تشریف فرما ہوکر اپنا گھٹنا رکھتے، اور حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے گھٹنے پر اپنا پاؤں رکھ کر اُونٹ پر سوار ہوتیں"۔

مصطفیٰ جانِ عالم ﷺ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو انتہائی شفقت ومحبت سے

خطاب کرتے ہوئے یوں فرماتے: »یا عائش!« "اے عائش!"، اور کبھی فرماتے: »یَا بِنْتَ الصِّدِّیق!« "اے صدیق کی بیٹی!"، یہ سب ان کی اور ان کے گھر والوں کی عزت وتکریم، ان سے انتہائی محبت اور قربت کے اظہار کا بہترین نمونہ ہے۔

خواتین کے مقام ومرتبہ کے بارے میں احادیث:

۱۔ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ!، میری جانب سب سے زیادہ بھلائی کا حقدار کون ہے؟، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: »أُمُّكَ«، "تمہاری ماں"، اُس نے عرض کی: پھر کون؟، رسولِ محتشم ﷺ نے فرمایا: »ثُمَّ أُمُّكَ«، "پھر بھی تمہاری ماں"، اُس نے کہا: پھر کون؟، رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: »ثُمَّ أُمُّكَ«، "پھر بھی تمہاری ماں"، وہ عرض کرنے لگا: پھر کون؟، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: »ثُمَّ أَبُوكَ«، "پھر تمہارے والد اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ تم اُس سے حسنِ سلوک کرو"، اس حدیثِ پاک میں ماں جو کہ ایک خاتون ہے، اس کی واضح فضیلت وترجیح کا بیان ہے۔

۲۔نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: »اِتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ.... وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ«، "خواتین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو!، تم نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی امان میں لیا، اُن کی شرمگاہوں کو اللہ کے حکم سے اپنے لیے حلال کیا۔۔۔، تم پر ان کا کھانا، پینا اور کپڑے مہیا کرنا لازم ہے"۔

۳۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: »دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ«، "اللہ کی راہ میں، یا غلام آزاد کرنے میں، یا کسی مسکین پر خرچ کرنے یا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے والے مال ومتاع میں سب سے زیادہ اجر وثواب اُس کا ہے جو تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو"۔

خاندان کی بنیاد واستحکام میں خواتین کا کردار:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ﴾ "لوگوں کے لئے خواتین، بیٹوں اور اوپر تلے سونے چاندی کے ڈھیروں کی خواہش ومحبت آراستہ کی گئی"۔

یقیناً خواتین کا وجود، اُن کا معاشرے میں رہنا اور ان سے معاشرے کا استحکام شریعت کو بھی مقصود ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً﴾، "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اُسی میں سے اُس کا جوڑا (سیدہ حوّا کو) بنایا، اور اُن دونوں سے بہت سے مرد وعورت پھیلا دیئے"۔

یہ آیتِ مبارکہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ انسانیت کی بنیاد ایک خاندان کی طرح ہے، جیسا کہ فرمایا: "تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اُسی میں سے اُس کا جوڑا بنایا"، اور اُسی جوڑے سے بہت سارے خاندان وجود میں آئے، اور تا قربِ قیامت آتے رہیں گے۔

ان خاندانوں کی بقا وخوشحالی باہمی حقوق کی اچھے انداز سے ادائیگی پر موقوف ہے، جس میں بنیادی کردار عورت ہی

ادا کرتی ہے؛ اسی لیے اس کی عظمت وشان بیان کی گئی، اور اس کی اعلی خدمات کے صلہ میں اسے جنّت کی عظیم نعمتوں کی بشارت سے بھی نوازا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: »إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ«، "جب عورت پنجوقتہ نماز قائم کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے، تو اُس سے کہا جائے گا کہ: جنّت کے دروازوں میں سے جس سے چاہو داخل ہو جاؤ"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ "اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے: تا کہ اُن سے آرام پاؤ، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی، یقیناً اس میں دھیان کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں"۔

رفیقانِ گرامی قدر! عورت کی پیدائش مرد سے ہوئی، یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرتِ سیّدہ حوّا پیدا ہوئیں، مرد کی ذمہ داری روزی کمانا ہے، عورت کی ذمہ داری مرد کو اپنے اسلوب واخلاق سے آرام پہنچانا ہے، قدرتی طور پر خاوند اور بیوی کے درمیان آپس میں محبت وپیار کا رشتہ ہوتا ہے، اگرچہ رشتہ قائم ہونے سے پہلے دونوں اجنبی تھے، بلکہ نکاح سے دو خاندان اور کبھی کبھی دو ملکوں کے تعلقات بھی استوار ہو جاتے ہیں، عورت گھر وشوہر کے اطمینان وسکون اور راحت کا سبب ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اللہ رب العالمین کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾ "وہی اللہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی میں سے اُس کا جوڑا (سیدہ حوّا کو) بنایا تا کہ وہ اُس سے سکون وچین پائے"، یعنی مرد وعورت کی طرف سے محبت واُلفت پا کر چین وسکون میں رہتا ہے، جب آدمی گھر لوٹتا ہے تو گھر کے سکون کی وجہ سے اُس کے دن بھر کی تھکن دُور ہو جاتی ہے۔

محترم بھائیو! دینِ اسلام نے عورت پر مرد کے حق کو بھی واضح طور پر بیان کیا، اور اسے اپنے سرپرست مرد کی اطاعت وفرمابرداری کا حکم ارشاد فرمایا ہے؛ کیونکہ یہ چیز گھر کے امن وسکون میں اہم کردار ادا کرتی ہے، نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: »لَوْ كُنْتُ آمِراً أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا«، "اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔

اسی طرح شوہر کی وفات کے بعد بھی بیوی کا اس کے شوہر کے حوالے سے ایک حق بیان کیا گیا کہ وہ اس کی بھی پاسداری کرے، چنانچہ نبیِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں: »لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً«، "جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اُس کے لیے یہ جائز نہیں کہ کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، سوائے اپنے شوہر کے کہ اُس پر چار مہینے دس دن سوگ کرے"۔

خواتین اور تاریخِ اسلام: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب

کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتاً فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ * وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِکَلِمٰتِ رَبِّھَا وَکُتُبِہٖ وَکَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ﴾ "اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے، فرعون کی بیوی جب اُس نے عرض کی: اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنّت میں گھر بنا، اور مجھے فرعون اور اُس کے کام سے نجات دے، اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش، اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی، تو ہم نے اُس میں اپنی طرف کی رُوح پھونکی، اور اُس نے اپنے رب کی باتوں اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں سے ہوئی"۔

عزیز دوستو! آپ نے ان آیات پر غور کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ وہ ایمان والوں کی مثال بیان فرمائے تو اُس پاک پروردگار نے دو بے مثال عورتوں کا ذکر فرمایا، اس سے بھی عورت کی عظمت وتکریم معلوم ہوتی ہے؛ کہ ایمان کے نمونے کے طور پر ان دو نیک عورتوں کی مثال دی گئی۔

اے اللہ! ہمیں خوش اسلوبی کے ساتھ تمام فرائض وواجبات اور بالخصوص عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما، اور ان میں سستی وکاہلی سے بچا، اے اللہ! ہمیں اپنی اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی سچی محبت کے ساتھ فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! اے عرشِ عظیم کے مالک! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں!، تو اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے!، تیرا کوئی شریک نہیں!، ہمیں اپنی صحیح بندگی میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی سچی محبت اور اخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما!، ہمیں اُن کی شفاعت نصیب فرما!، ہم سب مسلمانوں کو اپنے حبیب کریم ﷺ کے سچے غلاموں کے ساتھ جنّت الفردوس میں داخل فرما، آمین!، یا رب العالمین! وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقِہ ونورِ عرشِہ سیّدنا ومولانا محمّدٍ وعلیٰ آلِہ وصحبِہ وبارَکَ وسلَّم. والحمد للہ ربّ العالمین.

***

(۔۔۔بقیہ ص ۴۸ / کا)

ہر طرح سے بہم وجوہ بعافیت ہوں۔ اور فقیر قادری راقم الحروف بھی آپ کی دعاؤں سے اہل وعیال کے ساتھ بخیر ہے۔

آج آپ کا مرسلہ ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف جو اہلسنّت وجماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی جان ہے۔ ماہ اپریل کا موصول ہوا۔ آپ نے بھیج کر بڑا احسان کیا۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو دونوں جہان کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

اس خط کے ہمراہ چار عدد میرے پتہ کے مطبوعہ کاغذ ارسال کر رہا ہوں۔ ملنے پر محفوظ فرمالیں۔ اور یہی ایڈریس وقت ضرورت کاٹ کر چپکا کر روانہ فرمائیں۔ اب لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ماہنامہ کے علاوہ جامعۃ الرضا کا سالانہ اشتہار وکلینڈر بھی روانہ فرماتے رہا کریں۔ حضور تاج الشریعہ جانشین سرکار مفتی اعظم ہند میرے مرشد گرامی ہیں۔ ان کی بارگاہ میں سلام پیش فرمادیں۔ اور آپ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں سلام ودعا کہدیں۔ فقط والسلام

آپ کا طالب دعا: محمد غلام رسول قادری غفرلہٗ

مراسلات و جہاں نما

گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد یونس رضا صاحب
السلام علیکم

بعد سلام سنت ورحمت خیریت

۳رجون کو قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالیہ نے حضرت مفتی ولی محمد صاحب کو ناگور ضلع کا قاضی مقرر فرمایا جس کی مختصر رپورٹ حاضر خدمت ہے ماہنامہ سنی دنیا میں شائع فرمادیں۔

شکریہ ارکان ماہنامہ سنی دنیا کی خدمت میں السلام علیکم عرض ہے کہ حضرت مفتی صاحب السلام علیکم سے یاد کرتے ہیں حضور قبلہ گرامی سے سلام عرض کریں۔ کتاب طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ چھپ گئی ہے دہلی سے آنے پر ارسال کروں گا۔

والسلام محمد نعیم احمد رضوی قادری

جامع مسجد باسنی ناگور شریف رجستھان

محترم مولانا یونس رضا صاحب! اسلام ورحمت

ماہنامہ سنی دنیا کے ۴۸ رصفحات پر علم وہنر اور فکر وفن کے جع لعل وگہر بکھرے ہیں اس سے علم وآگہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت بحرالعلوم کے تعلق سے جو بھی تحریریں ہیں گو مختصر سہی مگر ان کے لئے خراج تحسین ہیں۔ ”احسان، نیکی اور بھلائی“ مولانا مطیع الرحمٰن نظامی کا مضمون اسلامی معاشراتی تہذیب وتمدن کی سلیقہ مندی کا ہنر سکھاتا ہے ”بشیر ملت حیات وخدمات“ میں اختصار میں ان کے کردار وعمل کی عظمت اور خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ”نوری مہینہ ربیع الاوّل“ کے حوالے سے علامہ نسیم احمد صدیقی نے بڑی اچھی گفتگو کی ہے۔ ”میلاد وشمائل مصطفیٰ“ عتیق احمد حشمتی کا مقالہ مختصر مگر جامع ہے۔ ”فتاویٰ مرکزی دارالافتاء“ کے سوال وجواب میں معلومات کا خزانہ ہے۔

قارئین کے تاثراتی تحریر کے لئے خانۂ خطوط یا انجمن خیال یا پھر کسی بھی نام سے کم از کم دو صفحات ضرور مختص کریں۔ اس کالم سے جہاں قلمکاروں کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے وہیں رسالہ کی تہذیب وترتیب، اس کی کمی کمزوریوں کے تعلق سے قارئین کے مفید مشورے مل سکتے ہیں اور اپنی اچھائیوں کے ذکر وبیان سے ادبی تسکین کا ذائقہ محسوس کرسکتے ہیں۔

میں حضور تاج الشریعہ قبلہ کا ایک ادنیٰ مرید ہوں، اللہ عزوجل حضرت کے حیات ودرجات میں مزید اضافات کے ساتھ صحت وتندرستی کو قائم وسالم رکھے۔ ایک نعت اور ایک منقبت حضرت کی شان میں حاضر خدمت کرتا ہوں۔ آپ نے میرے پتہ میں ملنکوا کو ملنکوا کردیا ہے۔

خیر اندیش: وصی مکرانی

ملنکوا، نیپال

بحضور عظیم المرتبت، رفیع الدرجت، پیکر خیر وبرکت، ہبان شریعت، سرمایۂ اہلسنّت، فخر صحافت، حضرت علامہ ومولانا مفتی یونس رضا صاحب قبلہ مونسؔ دامت برکاتہم العالیہ ولازالت فیوضہم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہٗ

امید کہ آنحضور مع اہل وعیال بعافیت ہوں گے۔ خدا کرے کہ آپ حضرات ہمیشہ (بقیہ ص ۴۷ پر۔۔۔)

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY
Regd. No. U.P./BR/28/11/12
Annual Subscription Rs. (180) Per Copy (15)



اہم خوش خبری

ہمیں تمامی قارئین سنی دنیا کو یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی سرپرستی اور علامہ ابوحسام محمد عسجد رضا قادری کی ادارت میں شائع ہونے والا ''ماہنامہ سنی دنیا'' ہر مہینے انٹرنیٹ پر ہماری مرکزی ویب سائٹ www.hazrat.org پر موجود رہے گا۔ اور اسی ویب سائٹ سے ''شجرۂ طیبہ'' کو بھی ڈاؤن لوڈ کرسکتے ہیں۔

Under Management
باہتمام
IMAM AHMAD RAZA TRUST
82, Saudagaran,
Bareilly Shareef (U.P.)
امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران، بریلی شریف (یوپی)

UNITED PRINTERS BAREILLY # 9319623803, 9548639384

مرکز سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

ستمبر ۲۰۱۳ء

Sep. 2013

زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ فی الہند جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

جلد: ۳۳ | ستمبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۹

مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی

مفسرِ اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیرِ عنایت — زیرِ عاطفت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیرِ اعلیٰ: مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر: یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

تزئین کار: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ❁ زرِ سالانہ: ۱۸۰ روپے ❁ بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے ❁ لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543
فون: 0581-3291453, 2472166
دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
Visit us: www.jamiaturraza.com
www.hazrat.org-www.aalaahazrat.com
E-mail: atiq_shujamalik@yahoo.com, munisuwais@gmail.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں

نوٹ: ممبران حضرات! اگر آپ کو سنی دنیا وقت سے نہیں مل رہا ہے، ڈاک سے متعلق کوئی معلومات حاصل کرنی ہے، یا بذریعہ ڈاک ممبر بننا ہے تو اس نمبر پر رابطہ کریں: 09259089193,09259042295

اشاریہ

حضور تاج الشریعہ اور شہزادۂ تاج الشریعہ خانۂ کعبہ کے اندر

اداریہ: ——— محمد یونس رضا مونس اویسی

دنیا کا سب سے پہلا گھر، اللہ تعالیٰ کا مبارک گھر ''کعبہ'' ہے۔ اس کی ایک مکمل تاریخ تسلسل کے ساتھ ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب ''قرآن عظیم'' میں جا بجا اس عظمت و کرامت والے مقام کا ذکر موجود ہے اور احادیث میں بھی بے شمار فضیلتیں وارد ہیں۔ اسلام میں ایمان لانے کے بعد اہم العبادات نماز ہے۔ اللہ عز وجل نے پوری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ کعبہ مقدسہ کو بنا دیا ہے۔ اسی مقدس گھر کی طرف رُخ کر کے پوری دنیا کے مسلمان اپنی اہم عبادت ''نماز'' ادا کرتے ہیں۔ اسی مقدس گھر کی وجہ سے اس کے اطراف کو بھی حرم ہونے کا شرف حاصل ہے۔

بعد ایمان ارکان اسلام میں ''حج'' بھی ایک اہم عبادت ہے جو صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ وہ ایک خاص رکن کے اعمال اس حرم محترم میں انجام پاتے ہیں۔ حجاج و معتمرین اس مبارک گھر کا طواف کر کے دارین کی نعمتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔ حجر اسود، میزاب رحمت، ملتزم، رُکن شامی، رُکن یمانی، مقام ابراہیم اسی مبارک گھر کی مرہون منت ہیں۔ ہر خوش عقیدہ مسلمان اس مقدس جگہ پر حاضری کی تمنا کرتا ہے، یہاں ایک نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر اور ایک گناہ ایک لاکھ گناہ کے برابر ہے، بندہ مومن جب اس جگہ پہنچتا ہے تو دنیاوی معاملات سے یک گونہ کنارہ کشی کرتے ہوئے آخرت کی کامیابی کے لئے متوجہ ہو جاتا ہے، توبہ و استغفار کرتا ہے، گناہوں کی معافی مانگتا ہے، مغفرت کی دعائیں مانگتا ہے۔ اللہ اپنے حبیب علیہ السلام کے صدقے خوش عقیدہ مسلمانوں کو اس مقدس مقام کی حاضری دلاتا رہے اور اپنا فضل و انعام فرماتا رہے۔

خاص کعبۂ مقدسہ کی عمارت پر غلاف پڑا رہتا ہے اور دروازہ مقفل رہتا ہے۔ ذی الحجہ کے مہینہ میں ہر سال ایک بار کعبہ شریف کا غلاف بدلا جاتا ہے اور اسی طرح سال میں مخصوص ایام میں تالا کھولا جاتا ہے اور کعبہ شریف کے اندرونی حصے کو دھویا جاتا ہے، جسے غسل کعبہ کہتے ہیں۔ انہیں مخصوص ایام

امسال دنیائے سنیت کی عظیم ہستی، آبروئے سنیت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، فقیہ اعظم، تاج الشریعہ بدر الطریقہ، قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی جانشین مفتی اعظم عالم بریلی شریف اور آپ کے صاحبزادے محبوب العلما والمشائخ نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا، بریلی شریف کعبہ مقدسہ کے اندر داخل ہوئے اور نمازیں ادا کیں اور دعائیں مانگیں۔ جب یہ فرحت بخش خبر دنیائے سنیت میں پھیلی تو خوش عقیدہ مسلمان خوشی سے جھوم اٹھے اور اللہ عز وجل کا شکر ادا کرتے ہوئے بہتوں نے مبارکبادیاں پیش کیں۔

میں سے یکم شعبان المعظم ہے جس میں تالا کھولا جاتا ہے اور اندرونی حصے کو غسل دیا جاتا ہے پھر مخصوص حضرات جنہیں بادشاہ یا کلید بردار کی طرف سے اجازت ہوتی ہے وہ حضرات اندر جا کر نمازیں ادا کرتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں اور اپنا دامن گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

غسل کعبہ کا منظر اتنا حسین اور پُرکیف ہوتا ہے جو حیطۂ تحریر سے باہر ہے، بس اتنا سمجھئے وہ مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسی نورانی کیفیت، ہر طرف سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں، اور کہیں سے تسبیح وتہلیل کی آوازیں، کہیں سے سسکیوں اور آہوں کی گونجیں سنائی دیتی ہیں۔ پورا مطاف اور مسجد حرام کھچاکھچ بھرا ہوتا ہے۔ یکم شعبان کو فجر کے بعد حفاظتی دستہ تعینات ہوجاتا ہے جو کعبہ کو اپنے گھیرے میں کرلیتا ہے۔ پھر کلید بردار دروازہ کھولنے کے لئے آتے ہیں چونکہ کعبہ کی چوکھٹ زمین سے تقریباً ۹ فٹ کی اونچائی پر ہے اس لئے ایک رموٹ (Remote) سسٹم کی سیڑھی جو مطاف میں رکھی رہتی ہے لاکر فٹ کی جاتی ہے اس کے بعد کعبہ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور غسل دیا جاتا ہے اور یہ حضرات غسالہ گیلنوں میں محفوظ کرلیتے ہیں، استفسار پر معلوم ہوا کہ برکۃً اسے استعمال کرتے ہیں (یہاں شرک کا حکم لگانا بھول جاتے ہیں) اس کے بعد بادشاہ مع چند وزراء اندرون کعبہ داخل ہوتا ہے اور نکل کر طواف کرتا ہے پھر دیگر حضرات جاتے ہیں۔ سکیورٹی (Security) کا سخت انتظام ہوتا ہے، عام آدمی پر نہیں مارسکتا ہے۔ بادشاہ کی طرف سے اور کلید بردار کی طرف سے جن جن معززین کو اجازت ملی ہوتی ہے وہ حضرات بادشاہ کے چلے جانے کے بعد کعبہ کے اندر داخل ہوکر نمازیں پڑھتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔ کعبہ مقدسہ کی چابی جس صحابی رسول کی نسل میں ہے، ان کی طرف سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی و شہزادۂ تاج الشریعہ مدظلہ کو دعوت ملی۔ موجودہ کلید بردار کے والد ماجد (جن کا کچھ سال پہلے انتقال ہوا) سے مکہ معظمہ کے بہت سارے خوش عقیدہ علماء بالخصوص علامہ سید علوی مالکی محدث مکۃ المکرمہ وغیرہ کے روابط تھے جن کے توسط سے استاذ گرامی حضور تاج الشریعہ کے بھی خوش گوار رابطے تھے اور ہیں بلکہ بہت سے علمائے عرب حضور سے ارادت وخلافت اور سند حدیث کی اجازت رکھتے ہیں۔ جب علمائے مکہ نے حضور تاج الشریعہ کا علمی وادبی خدمات کا تعارف کرایا تو موجودہ کلید بردار کے والد ماجد نے چاہا کہ میں مجدد اعظم مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ کے نبیرے تاج الشریعہ شیخ الہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری صاحب کو اندرونِ کعبہ داخلے کی دعوت دوں۔ حضور کے ایک مرید خاص جناب فاروق سوداگر صاحب ہیں، جن کے تعلقات موجودہ کلید بردار سے ہیں، انہوں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی اور عرض کیا کہ اس سال شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ میں جب غسل کعبہ ہو تو اس میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شیخ محمد اختر رضا مدظلہ اور ان کے صاحبزادے کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کے لئے مدعو کردیں، جسے انہوں نے بڑی فراخدلی سے قبول کرتے ہوئے دعوت دے دی۔

محب گرامی حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ نے فرمایا کہ امسال یکم شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ/ ۱۰رجون ۲۰۱۳ء کو انشاء اللہ تعالیٰ والد گرامی کے ساتھ کعبہ شریف کے اندر داخل ہوں گے۔ سن کر بڑی مسرت ہوئی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت فقیر بھی عمرہ کے لئے جارہا ہے لیکن ہمارا ٹور مدینہ منورہ جائیگا۔ پھر ۱۶رجون ۲۰۱۳ء کو مکہ شریف آئیگا۔ کوشش کرکے انشاءاللہ اس سہانے منظر کا نظارہ کرنے ضرور حاضر ہوں گے۔

چنانچہ ہم چند افراد (حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری صاحب، حضرت مولانا قمر الزماں صاحب، جناب شعبان رضوی صاحب، جناب حاجی شمس الحق رضوی صاحب اور حیدرآباد کے دو عالم دین) ۹رجون کو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے اور فجر سے پہلے حرم شریف پہنچ کر فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد طواف کے لئے حاضر ہوئے ہی تھے کہ دیکھا پولیس والے کعبہ شریف کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں اور صفا مروہ کی طرف آنے والے راستے سے مخصوص حضرات

پولیس کے گھیرے میں آ آ کر کعبہ شریف میں داخل ہو رہے ہیں۔ اچانک سیدی وسندی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے عمامے پر نظر پڑی میں نے مولانا قمر الزماں اور ڈاکٹر نجم القادری صاحب سے کہا کہ لگ رہا ہے اپنے حضرت ہیں اتنے میں سب کی نظر اس طرف مڑی تو حضور کا چمکتا دمکتا نورانی چہرہ نظر آیا ساتھ ہی حضرت علامہ عسجد رضا صاحب بھی اپنی نورانی صورت لئے حضور کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ اور قرب وجوار میں ہر شخص ان حضرات کو دیکھ کر یہ کہہ رہا تھا ارے یہ کون ہیں۔ من ھٰذا، من ھٰذا۔ مولانا قمر الزماں، ڈاکٹر نجم القادری اور جو حضرات جانتے تھے وہ سب اپنے اپنے اعتبار سے بتا رہے تھے کہ ھو امیر الھند، شیخ الھند، مفتی الاعظم بدیار الھند وغیرہا۔ بلکہ مولانا قمر الزماں کی زبان سے نعرۂ تکبیر بھی بلند ہوگیا پھر بولے مفتی صاحب دل کر رہا ہے کہ بڑا زوردار نعرہ لگاؤں۔ یقین جانیۓ ہر شخص ان نورانی چہروں کو دیکھ رہا تھا اور بغل میں کھڑے شخص سے انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا ارے یہ کون ہیں؟ ارے یہ کون ہیں؟ جب حضور تاج الشریعہ اور حضرت علامہ عسجد رضا صاحب سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے تو سیڑھیوں پر کھڑا ہر شخص حضور کے چہرے کو دیکھ کر آگے آ رہا تھا اور پیشانی چوم کر عرض کر رہا تھا شیخ دعا کریں، شیخ میرے لئے اللہ سے دعا کریں۔ حضرت علامہ عسجد رضا صاحب نے استفسار پر فرمایا کہ جب ہم لوگ اندر پہنچے تو دل کی کیفیت ایسی ہوگئی کہ بتایا نہیں جا سکتا۔ ادھر ادھر نگاہیں جمائیں مگر نگاہیں جھک گئیں۔ نمازیں ادا کیں اور دعائیں مانگیں۔ اور اندر جو حضرات تھے وہ سب ابا حضور کی طرف شیخ کبیر کہکر آگے بڑھتے اور دعا کی درخواست کرتے تھے۔ پیشانی چومتے اور پوچھتے کون ہیں، کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ تقریباً ۲۸ رمنٹ کے بعد حضور کعبہ شریف سے باہر تشریف لائے تو باہر آتے ہی لوگوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور برکت حاصل کرنے کے لئے دست بوسی وغیرہ کرنے لگے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے ساتھ جو مخصوص افراد ہندوستان کے اور سعودی کے تھے ان حضرات نے موقعہ غنیمت جانتے ہوئے زیب تن لباس کو بطور تبرک حضور سے اور صاحبزادے سے حاصل کر لیا۔ استفسار پر حضرت علامہ عسجد رضا صاحب نے بتایا کہ اندرون کعبہ انبیائے کرام سے منسوب بہت سے تبرکات رکھے ہوئے ہیں۔

حضور کے اندرون کعبہ داخل ہونے کی فرحت بخش خبر جونہی مریدین و متوسلین، خوش عقیدہ مسلمین تک پہنچی مبارکبادیوں کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور تاہنوز اس کے چرچے ہیں۔ میرے پاس مدینۂ منورہ میں بلگرام شریف سے مرشدی علامہ سید اویس مصطفیٰ واسطی قادری مدظلہ العالی کا فون آیا اور حکم دیا کہ حضور کو مبارکبادی پیش کرو اور کہو کہ ہم سنیوں کے لئے یہ بڑی مسرت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ حضور کے فیوض و برکات سے ہم سنیوں کو مالا مال فرمائے۔ مفتی اعظم راجستھان علامہ محمد اشفاق صاحب نے مجھ سے اس کی روداد سنی اور فرمایا صاحب! ہم لوگوں کے لئے یہ بڑی بات ہے اور ہم سب سنی حضرت کے دل میں رہ کر کعبہ کے اندر داخل ہوگئے۔ حضرت کعبہ میں گئے یعنی سارے سنی کعبہ میں داخل ہوگئے۔ ان سے میرا سلام کہنا اور مبارکبادی پیش کر دینا۔ اسی طرح بے شمار افراد اور کئی ملکوں سے اہم شخصیات نے اظہار مسرت کیا اور مبارکبادیاں پیش کیں۔

جب حضور فیضان لے کر بریلی تشریف لائے تو پورے شہر نے شاندار استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں اظہار مسرت کرتے ہوئے، نعرہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے درگاہ اعلیٰ حضرت پہنچے، اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ کو مبارکبادیاں پیش کیں اور دعائیں حاصل کیں، نیز پوسٹروں، ہورڈنگوں، پمفلیٹوں، میسجوں سے مبارکبادی کا نذرانہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ حاسدین کے حسد اور بدنظروں کی بدنظری اور دشمنوں کے شر سے حضور تاج الشریعہ، شہزادۂ تاج الشریعہ مدظلہما اور پورے خانوادۂ اعلیٰ حضرت کو محفوظ فرمائے اور حضور کے فیضان سے ہم سنیوں کو مالا مال فرمائے۔



تجلیات نعت



امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ

زائرو پاس ادب رکھو ہوس جانے دو
آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ان کو ترس جانے دو

سوکھی جاتی ہے امید غرباء کی کھیتی
بوندیاں لکۂ رحمت کی برس جانے دو

پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جان شیریں
نغمۂ قم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو
گٹھریاں توشۂ امید کی کس جانے دو

یوں تن زار کے درپے ہوئے دل کے شعلو
شیوۂ خانہ براندازی خس جانے دو

اے رضا آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال
دو گھڑی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

مئے محبوب سے سرشار کردے
اویس قرنی کو جیسا کیا ہے

گمادے اپنی الفت میں کچھ ایسا
نہ پاؤں میں میں جو بے بقا ہے

پلادے مئے کہ غفلت دور کردے
مجھے دنیا نے غافل کردیا ہے

عطا فرمادے ساقی جام نوری
لبالب جو چہیتوں کو دیا ہے

ثنا لکھنی ہے محبوب خدا کی
خدا ہی جن کی عظمت جانتا ہے

میں تیرے فیض سے کچھ کہہ سکوں گا
میں کیا ہوں اور مرا یارا ہی کیا ہے

سنا اے بلبل باغ مدینہ
ترانہ اور دل یہ چاہتا ہے

سنا نوری غزل اس کی ثنا میں
ثنا جس کی ثنائے کبریا ہے

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

عرس امجد علی میں چلے آیئے
مجد امجد کی سوغات لے جایئے

کس قدر پر کشش ہے یہ رضوی سما
جلوہ فرما ہیں کیا اعلیٰ حضرت یہاں

بزم صدر الشریعہ کی یہ دلکشی
بے خودی دے گئی اور خودی لے گئی

بے خودی میں ہوئے دہر سے بے خبر
بے خودی اپنی ہے دین میں معتبر

گلستان رضا ہے یہاں بے گماں
ہے بہار شریعت یہاں بے خزاں

نظم میری وہاں گنگنائی گئی
میں بھی حاضر ہوں یوں غائبانہ سہی

تم کو امجد رضا سے ملا میکدہ
ایک عالم ہوا بادہ خوار رضا

رند تیرے دعا گو رہیں گے صدا
جام و پیمانہ بھردے میرا ساقیا

اپنے اختر پہ بھی ہو کرم کی نظر
اس کے دامن میں بھی ڈالئے کچھ گہر

ضیائے قرآن

کنزالایمان اعلیٰحضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۱۴۵/۱۴۶

(اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو شک نہ کرنا (۱۴۷) اور ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا {۲۷۱} بے شک اللہ جو چاہے کرے (۱۴۸) اور جہاں سے آؤ {۲۷۲} اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں (۱۴۹) اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانوں تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے {۲۷۳} مگر جو ان میں ناانصافی کریں {۲۷۴} تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لئے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ (۱۵۰) جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے {۲۷۵} کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا {۲۷۶} اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے {۲۷۷} اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا (۱۵۱)

خزائن العرفان صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۲۷۱} روز قیامت سب کو جمع فرمائے گا اور اعمال کی جزا دے گا۔ {۲۷۲} یعنی خواہ کسی شہر سے سفر کے لئے نکلو نماز میں اپنا منہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کرو {۲۷۳} اور کفار کو یہ طعن کرنے کا موقع نہ ملے کہ انہوں نے قریش کی مخالفت میں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا قبلہ بھی چھوڑ دیا باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی اولاد میں ہیں اور ان کی عظمت و بزرگی مانتے بھی ہیں {۲۷۴} اور براہ عناد بیجا اعتراض کریں {۲۷۵} یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم {۲۷۶} نجاست شرک و ذنوب سے {۲۷۷} حکمت سے مفسرین نے فقہ مراد لی ہے۔

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، شہزادۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ ابوحامد محمد عسجد رضا خاں قادری ناظم اعلیٰ: جامعۃ الرضا

مومن متقی کی مصاحبت اختیار کرو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رفاقت نہ کر مگر مسلمان سے، اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار۔

نیکوں کی صحبت نیک بناتی ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک ہم نشیں اور بد جلیس کی مثال یوں ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھوک رہا ہے۔ مشک والا تو مشک ویسے ہی تجھے مشک دیگا، یا تو اس سے مول لے گا اور کچھ نہ سہی خوشبو تو آئے گی، اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلا دیگا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

برے ہمنشیں کی مثال

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: برے کی صحبت دھونکنی والے کی طرح ہے کہ اگر تجھے اس کی سیاہی نہ پہنچی تو دھواں ضرور پہنچے گا۔

برے ساتھی سے بچو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: برے مصاحب سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہچانا جائے گا۔

دوست کو دوست سے پہچانو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساتھی کو ساتھی پر قیاس کرو۔

دوست کی صحبت مؤثر ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی خالص اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ لہٰذا غور و فکر کے بعد کسی کو دوست بنانا۔

جس سے محبت ہوگی اسی کے ساتھ حشر ہوگا۔

امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے انہیں کے ساتھ کر دے گا۔

حضرت ابوقرحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ انہیں کی جماعت میں اس کا حشر فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ رہے گا جس سے محبت کرتا ہے۔

(جامع الاحادیث، ج ۳، ص ۸۶)

فتاویٰ مرکزی دار الافتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں دھان وغیرہ کی بیع ادھار بایں طور ہوتی ہے کہ فصل کٹنے سے تین چار ماہ قبل ہی مشتری سے دس یا بارہ روپے من کے حساب سے طے کر لیتے ہیں اور فصل کٹنے پر دھان وغیرہ دیدیا جاتا ہے۔

اسی طرح نوٹ وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔لہٰذا دریافت طلب امر ایں کہ صورت مذکورہ میں بیع درست ہے یا نہیں؟ اور بیع سلم کے کل شرائط کیا کیا ہیں اور بیک وقت کون کون سی شرط کا پایا جانا ضروری ولابدی ہے۔فقط بینوا وتوجروا اجرا جمیلا۔

محمد مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی

متعلم مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف یوپی

۱۱ ربیع النور ۱۳۸۹ھ

الجــــــــــواب: بعون الملک الوهاب

یہ بیع سلم کی صورت ہے اس کے صحیح ہونے کے لئے بارہ شرطیں ہیں، ایک مبیع کی جنس معلوم ہو جیسے دھان یا گیہوں دوسرے نوع معلوم ہو مثلاً ہنسراج یا بانس متی کے دھان۔تیسرے وصف معلوم ہو عمدہ یا ردی چوتھے مقدار مبیع معلوم مثلاً دو من چار من، پانچویں میعاد معین ہو جو ایک مہینہ سے کم نہ ہو۔چھٹے وہ چیز اگر بار برداری کی ہے جسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا ہے اور اس میں خرچ ہوگا تو وہ جگہ بھی معین ہو جہاں پہنچنا منظور ہو۔ساتویں ثمن کی تعین مثلاً نوٹ، روپیہ یا پیسہ آٹھویں اگر وہ ثمن کئی قسم کا ہو تو اس کی نوع معلوم۔نویں، کھرے کھوٹے کا بیان۔دسویں، اگر ثمن اس قسم کا ہو کہ ہر ٹکڑے کے مقابل شئی مبیع کا ٹکڑا ہو تو ایسے ثمن کی تعیین بھی ضروری ہے۔

یہ دس باتیں خاص عقد ایجاب وقبول میں بیان کرنی ضروری ہیں مثال اس کی یہ ہے کہ زید عمرو سے یہ کہے کہ میں نے تجھ سے (۸۰) اسی کے سیر سے دو من دھان ہنسراج کھرے بالعوض پچاس روپے آج سے چار مہینے کے وعدہ پر بریلی پہنچتے ہوئے خریدے عمرو کہے میں نے بیچے۔

گیارہویں اسی مجلس میں ثمن ادا کرے ورنہ عقد فاسد ہوجائے گا مثلاً اگر مجلس سے اٹھ کر گھر میں روپیہ لینے گیا اور نگاہ سے آڑ ہوگئی عقد فاسد ہوگیا، بارہویں وہ چیز ایسی ہو کہ عقد سے وقت میعاد تک ہر وقت بازار میں مل سکے ورنہ عقد ناجائز ہوجائے گا اور بعض کتابوں میں دو اور شرطیں ہیں۔

۱-عقد میں عاقدین میں سے کسی کو خیار شرط نہ ہو۔

۲-مبیع ایسی چیز ہو کہ جو تعیین سے متعین ہو۔لہٰذا اشرفیوں اور روپیوں میں سلم جائز نہیں۔

تنویر الابصار و درمختار میں ہے: (وشرطه) ای شروط صحته التی تذکر فی العقد سبعة(بیان جنس) کبر او تمر (و) بیان (نوع) کمسقی اوبعلی (وصفة) کجید اوردئ (وقدر) ککذا کیلا لا ینقبض ولا ینبسط (واجل واقله) (فی السلم

نهر) به يفتى (و) بيان (قدر رأس المال) ان
لق العقد بمقداره كما (فى مكيل و موزون
عددى غير متفاوت (و) السابع بيان (مكان
يفاء) للسلم فيه (فيماله حمل) اومؤنة (و) بقى
ن الشروط (قبض رأس المال) ولو عينا (قبل
فتراق) بابدانهما وان نا ماو سارافرسخا
اكثر ولو دخل ليخرج الدراهم ان توارى عن
مسلم اليه بطل وان بحيث يراه لا (وهو شرط
نائه على الصحة لا شرط الانعقاد بو صفها)
ينعقد صحيحا ثم يبطل بالافتراق بلا قبض
بقى من الشروط كون رأس المال منقود
وعدم الخيار وان لايشمل البدلين احدى علة
رباوهو القدر المتفق اوالجنس لأن حرمة
نساء تتحقق به وعدها العينى تبعا للغاية
سبعة عشروزادا المصنف وغيره القدرة على
تحصيل المسلم فيه۔ ردالمحتار میں ہے:(قوله سبعة
شر) ستة فى رأس المال وهى بيان جنسه
نوعه و صفته وقدره ونقده وقبضه قبل
افتراق واحد عشر فى المسلم فيه وهى الاربعة
لاول (اى بيان جنسه ونوعه و صفته وقدره) و
يان مكان ايفائه واجله وعدم انقطاعه و كونه
مايتعين بالتعيين و كونه مضبوطا بالوصف كا
جناس الاربعة المكيل والموزون والمزروع
المعدود المتقارب وواحد يرجع الى العقد وهو
كونه باتا ليس فيه خيار شرط وواحد بالنظر
لبد لين وهو عدم شمول احدى علتى الربا
لبدلين۔ منح بتصرف ط

ردالمحتار میں ہے: (قوله التى تذكر فى العقد)
افا دان له شروطا اخر سكت عنها المصنف
لانها لا يشترط ذكر ها فيه بل وجودها نهر
وذلك كقبض رأس المال و نقده وعدم الخيار
وعدم علتى الربا لكن ذكر المصنف من
الشروط قبض رأس المال قبل الافتراق مع
انها ليس مما يشترط ذكره فى العقد (قوله
سبعة) اى اجمالا والافا لاربعة الاول منها
تشترط فى كل من رأس المال والمسلم فيه فهى
ثمانية بالتفصيل بحر۔ وسياتى وفيه عن
المعراج انما يشترط بيان النوع فى رأس المال
اذا كان فى البلد نقود مختلفة والافلا وفيه عن
الخلاصة لايشترط بيان النوع فيمالانوح له ۱۲۔

اگر مذکورہ بالاشرطیں بروقت عقد پائی گئیں تو یہ عقد جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اگرچہ دس سیر کی جگہ دس من قرار پائے ہاں اگر جبر ہے تو حرام ہے اگر دس سیر کی جگہ سیر ہی بھر ملے اور اگر بیع رضامندی سے ہوئی مگر کوئی شرط رہ گئی مثلاً غلہ کی جنس یا نوع یا صفت یا وزن کی تعیین نہ ہوئی یا وہ چیز ٹھہری جو اس وقت سے وقت وعدہ تک ہر وقت بازار میں موجود نہ رہے یا میعاد مجہول رکھی یا اسی جلسہ میں روپیہ تمام وکمال ادا نہ کر دیا تو ضرور حرام و سود ہے اگرچہ نرخ بازار سے کچھ زیادہ نہ ٹھہرا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

۱۱؍ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفی رضا قادری غفرلہٗ

☆☆☆

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین حسب ذیل مسائل میں۔ اوّل حلال جانوروں کے گوشت میں کتنی چیزیں ہیں جن کا کھانا حرام ہے؟ بحوالہ کتاب عبارت لکھ کر ظاہر فرمایا جائے۔

ذبیحہ جانور یعنی بکری و بھینس کی آنتیں خوب صاف غلاظت سے پاک کرنے کے بعد کھانا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ رضوی

کھیری ڈبیہ پور ضلع کھیری لکھیم پور

الجواب: بعون الملک الوہاب

مندرجہ ذیل چیزیں کھانا جائز نہیں۔ ۱- مرارہ یعنی (پتہ) ۲- مثانہ یعنی پھکنا ۳- فرج یعنی علامت مادہ ۴- ذکر یعنی علامت نر ۵- انثیین یعنی خصیے ۶- غدود ۷- خون کہ ذبح کے وقت نکلتا ہے۔ اخرج الطبرانی فی المعجم الاوسط عن عبد اللہ بن عمر و ابن عدی والبیہقی عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکرہ من الشاۃ سبعا المرارۃ والمثانۃ والحیاء والذکر والانثیین والغدۃ والدم۔

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خون تو حرام ہے کہ قرآن عظیم میں اس کی تحریم منصوص اور باقی چیزوں کو مکروہ سمجھتا ہوں۔ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں۔ اور انہیں گندگی سمجھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ویحرم علیہم الخبائث کما ذکرہ العلامۃ الطحطاوی فی حاشیۃ الدر المختار۔

اور مختار و معتمد یہ ہے کہ کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے کذا فی الہندیہ وغیرہا اور دیگر فقہا نے پانچ اور زیادہ فرمائیں۔ ۸- نخاع الصلب یعنی حرام مغز ۹- گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں ۱۰- خون جگر ۱۱- خون طحال ۱۲- خون گوشت یعنی دم مسفوح نکل جانے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے۔

اور اعلیٰ حضرت مجدد مأتہ حاضرہ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے کتب فقہ سے دس چیزیں اور زیادہ فرمائیں ۱۳- خون دل ۱۴- مہرہ یعنی وہ زرد پانی جو پتہ میں ہوتا ہے جسے صفرا کہتے ہیں ۱۵- ناک کا پانی ۱۶- وہ خون بھی جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے اور منجمد ہو کر علقہ نام رکھا جاتا ہے ۱۷- دبر یعنی پاخانے کا مقام ۱۸- کرش یعنی وہ مقام جہاں غذا ہضم ہوتی ہے ۱۹- امعا یعنی آنتیں ۲۰- وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے جسے مضغہ کہتے ہیں عام ازیں کہ مخلقہ ہو یا غیر مخلقہ یعنی ابھی اعضاء کی کلیاں پھوٹی ہوں یا نہیں صرف لوتھڑا ہو، ۲۱- ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بچہ تام الخلقت بھی من وجہ جزو حیوان ہے ہدایہ میں ہے: من نحر ناقۃ او ذبح بقرۃ فوجد فی بطنہا جنینا میتالم یو کل اشعر اولم یشعر۔ شامی میں ہے: و کذا الولد اذا لم یستہل اھ ۲۲- نطفہ خواہ نر کی منی مادہ کی رحم میں پائی جائے یا خود اسی جانور کی منی ہو ردالمحتار میں ہے: فی البحر و التاتار خانیۃ ان منی کل حیوان نجس اور زیادہ تفصیل مقصود ہو تو فتاویٰ رضویہ یا رسالہ مبارکہ المنح الملیحہ فیما نہا عن اجزاء الذبیحہ ملاحظہ کریں۔

اوجھڑی جس کو عربی میں کرش کہتے ہیں وہ مقام ہے جہاں پر غذا ہضم ہوتی ہے انسان کے معدہ کو معدہ کہتے ہیں اور جانور کے معدہ کو اوجھڑی کہتے ہیں اس کا کھانا ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

۲- آنتیں بھی کھانی جائز نہیں کہ وہ محل نجاست ہے

نورعلیہ السلام نے گردہ کو بھی ناپسند فرمایا کہ گزرگاہ
ثاب ہے تو جہاں نجاست ہو وہ ناپسند ومکروہ کیوں نہ ہوگا
علال جانور کے اتنے اجزاء ناجائز ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

واب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم، فقیر مصطفی رضا قادری غفرلہٗ

★★★

کیا فرماتے ہیں: علمائے دین ومفتیان شرع متین
سب ذیل مسائل میں۔

۱-مٰلِكِ یوم الدین کے بجائے مُلَكِ یوم
لدین پڑھنا کیا نماز ہوجائے گی؟

۲-اھدِنا الصراط المستقیم کے بجائے
دنا الصراط المتقیم پڑھنا کیا معنی میں تغیر نہ
ں گے، کیا نماز ہوجائے گی؟

۳-خیر من الف شھر کے بجائے الفی شھر
ھنا ظاہراً کلمہ بدل گیا۔

۴-بروقت سجدہ مولانا کے دونوں پاؤں اٹھے رہتے
ں انگلیاں قبلہ رخ نہیں رہتی ہیں۔

۵-جس امام کو تمیز حروف نہ ہو یعنی ث ط د ض میں
وئی امتیاز نہ رہے۔

۶-السّلام علیکم ورحمة الله یعنی زبر کے
بائے زیر پڑھنا۔

۷-مد اور لین نہ واقفیت میں دراز کرنا اسقدر کہ راگ
ئنی ہوجائے وقف ووصل کو نہ جانے۔

جــــــــوب: بعون الملک الوھاب

۱، ۲، ۳-اصل کلی یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس
سے معنی بگڑ گئے نماز فاسد ہوگئی ورنہ نہیں اعرابی غلطیاں اگر
ی ہوں جس سے معنی نہ بگڑتے ہوں تو مفسد نہیں نَعۡبُدُ کو
نَعۡبَدُ پڑھے اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً
پڑھنا کفر ہو تو ضرور دوبارہ پڑھ لے جیسے وعصی ادم
ربہ میں میم کو زبر اور ب کو پیش پڑھ دیا۔

لہٰذا مالك یوم الدین کے بجائے ملك یوم
الدین پڑھنے سے نماز فاسد نہ ہوگی یونہی اھدنا پڑھنے
سے بھی۔ حرف زیادہ کرنے کی صورت میں معنی نہ بگڑیں
نماز فاسد نہ ہوگی لہٰذا الفی پڑھنے سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی
غنیہ میں ہے: والقاعدة عند المتقدمین ان
ما غیر تغیرا یکون اعتقاده کفرا یفسد فی
جمیع ذلك سواء کان فی القرآن اولم یکن۔ اسی
میں ہے: ولو قرأ نصب مکان الرفع والرفع مکان
النصب اوالخفض مکان الرفع والنصب
لا تفسد صلاته۔ والله تعالیٰ اعلم۔

۴-اگر دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین سے نہ لگیں تو
نماز نہ ہوگی اور سب انگلیاں لگتی ہیں مگر قبلہ رخ نہیں رہتی تو
نماز ہوجائے گی اور اگر ایک یا دو انگلیاں زمین سے لگیں ہر
پیر کی تین انگلیاں نہ لگیں تو نماز مکروہ ہوگی دوبارہ پڑھنا
واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵-اگر وہ حروف صحیح ادا کرلیتا ہے اور وہ لائق امامت
ہے تو نماز اس کے پیچھے درست ہوگی ورنہ نہیں اور اگر حروف صحیح
ادا نہیں ہوتے تو نماز نہ ہوگی جو شخص لائق امامت مسائل نماز و
طہارت کا عالم وعامل ہو قرآن صحیح پڑھتا ہو فاسق معلن نہ ہو
اسے امام بنایا جائے ہر کس وناکس کو امام نہ بنایا جائے لیکن یہ
بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ عالم بھی ہیں اور ایسی غلطیاں کرتے
ہیں پہلے انہیں بتایئے اگر وہ فی الواقع غلط پڑھتے ہیں تو
اصلاح کرلیں ورنہ پھر علیحدہ کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶-نماز ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷- لحن کے ساتھ قرآن پڑھنا حرام ہے اور سننا بھی حرام مگر مدولین میں لحن ہو نماز فاسد نہ ہوگی اگر فاحش نہ ہو۔ کہ تان کی حد تک پہنچ جائے۔ وقف وصل کے بے موقع ہونے سے نماز فاسد نہ ہوگی ہندیہ میں ہے: ان وصل حرفا من کلمة بحرف من کلمة اخریٰ نحوان قرأ ایاك نعبد و وصل الکاف بالنون فالصحیح انه لایفسد ولوتعمد ذلك هذا فی الخلاصة واذا وقف فی غیر موضع الوقف اوابتدا فی غیر موضع الابتداء ان لم یتغیر به المعنی تغیرا فاحشا لاتفسد بالاجماع بین علمائنا هکذا فی المحیط و کذا ان وصل فی غیر موضع الوصل لاتفسد لکنه قبیح هکذا فی الخلاصة۔ حلیہ میں ہے: صرح به غیر واحد منهم صاحب الذخیرة علی ان الفتویٰ علیٰ عدم الفساد بکل حال فی مراعاة الوقف والوصل والابتداء وایقاع الناس فی الحرج خصوصا فی حق العوام والحرج مدفوع شرعاً والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفی رضا قادری غفرلہٗ

☆☆☆

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسب ذیل مسائل میں:

ہمارے قصبہ کشنپور میں تین مسجدیں آباد حالت میں ہیں ایک مسجد میں جمعہ ہوتا ہے حافظ صاحب تین پارہ قرآن پاک تراویح میں پڑھاتے ہیں دو مسجدیں جو اور ہیں اس میں الم ترکیف سے تراویح ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے محلہ میں پڑھتے ہیں کچھ لوگ محلہ کی مسجد چھوڑ کر حافظ جی کے یہاں جاتے ہیں لہٰذا محلہ کی مسجد چھوڑ کر جانا درست ہے؟

۲- مصافحہ دونوں ہاتھ ملا کر درست ہے یا داہنا ہاتھ جدا اور بایاں ہاتھ جدا کچھ لوگ جدا جدا مصافحہ ملاتے ہیں صحیح طریقہ کون سا ہے؟

الجـــــــــواب: بعون الملک الوهاب

جائز ہے عالمگیری میں ہے: اذا کان لایختم فی مسجد حیة له ان یترك مسجد حیة ویطوف کذا فی المحیط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہاء نے بیان کیا ہے اور اس کی نسبت بھی کہتے ہیں وہ حدیث سے ثابت ہے یہ کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے دہنے اور بائیں کو بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو ذرا دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

بدائع و نقایہ وغیرہ میں ہے: والسنة فیها ان یکون بکلتا یدیه کمافی المنیه وان یأ خذ الابهام قال صلی الله علیه وسلم اذا صافحتم فخذ وا الابهام فان فیه عرقا ینشعب منه المحبة واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفی رضا قادری غفرلہٗ

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے ۹ھ میں حج فرض ہوا

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عزیمتِ حج

از: الحاج حافظ محمد ہاشم قادری صدّیقی مصباحی، مسجد ھاجرہ رضویہ، کپالی، جمشید پور ٹاٹا

س سے قبل مستحب تھا اسکی فرضیت قطعی ہے جو اسکی فرضیت کا منکر ہو کافر ہے صاحب استطاعت پر پوری عمر میں صرف یک بار حج فرض ہے اسکے علاوہ نفل ہے۔

حج کی فرضیت پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وَّ.......... فَاِنَّ اللہ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْن

(آل عمران ۹۷)

بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کیلئے (عبادت گاہ) بنایا گیا وہ گھر جو مکہ میں ہے وہ برکت والا اور دنیا بھر کیلئے رہنما ہے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اسمیں چلا جاتا ہے وہ امن پاتا ہے اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس کا حج فرض ہے ان پر جو وہاں پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں جو منکر ہو تو اللہ کو بھی کسی کی کچھ پرواہ نہیں۔ (کنزالایمان)

تفسیر ابنِ عباس میں آیت بالا کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے سب سے اوّل مسجد جو خدائے تعالیٰ کی عبادت کیلئے زمین پر بنائی گئی ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے یعنی کعبہ شریف وہ مبارک گھر ہے یعنی اسمیں مغفرت و رحمت ہے اور سارے جہاں کیلئے سیدھی راہ ہدایت کی بنیاد ہے سب رسولوں ولیوں مسلمانوں کی قبلہ گاہ ہے۔

حج کو دنیاوی سفر یا سیر سپاٹے کی طرح نہ لیا جائے انسانی مدارج کو وقار بخشنے کا نظام الٰہی ہے حج صرف حرمین طیبین کا سفر ہی نہیں ہے دنیا یا مافیہا کی ساری نعمتیں جمع کرنے کا مقدس موقع ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی حج کیلئے گھر سے نکلا اور راہ میں موت آجائے اس کیلئے قیامت تک ایک حج ایک عمرہ ہر سال لکھا جاتا ہے اور جو کوئی مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ میں انتقال کر جائے وہ قیامت کے دین حساب و کتاب سے پاک ہے۔ (کیمیائے سعادت)

محسن کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان جس شخص نے (حج فرض تھا اور باوجود استطاعت کے) حج نہ کیا اور مر گیا اس سے کہہ دو کہ یہودی مرے یا نصرانی مرے (ترمذی شریف) ایسا حاجی جو دوران حج اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے کو بچائے رکھا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ جیسا شکم مادر سے پیدا ہونے کے دن پاک و طاہر تھا (بخاری و مسلم) حج ایک اہم عبادت ہے تفریحی سفر نہیں کہ جب دل کہے گا اور ہم اپنی سہولت و ضرورت دیکھیں گے جبھی حج کو جائیں گے من مانی کی اجازت شریعت نہیں دیتی جیسے ہی آدمی صاحب استطاعت ہوا اسی وقت اس پر حج فرض ہو جاتا ہے اگر وہ حج کو نہیں جاتا ہے تو گنہگار ہوتا ہے جب حج کرنے کے لائق ہو جائے تو حج فرض ہو جاتا ہے یعنی اسی سال میں اور اب دیر کرنے میں گناہ ہے اور کئی برس نہ گیا تو گنہگار ہے اور اسکی گواہی مقبول نہیں لیکن جب بھی کریگا قضا نہیں ہوگا (قانون شریعت) حج کے تعلق سے یہ دماغ سے نکال دینا چاہئے کہ سارے بچوں کی شادی ہو جائے خود

بوڑھے ہو جائیں پھر چلیں حج کریں نہ جانے آگے کیسا حالات آئیں کمال وزوال زندگی کے ساتھ لگا رہتا ہے لھذا حج فرض ہوتے ہی پہلے حج کر لے حج کے سفر میں مدینہ منورہ وروضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری ضروری ہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کرنا دین و دنیا میں سرخروئی کا موجب ہے اسکی نسبت خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

حدیث: مَنْ وَّجَدَ سَعَتَہً وَّلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔ جس کو مدینہ تک پہنچنے کی وسعت ہو اور وہ میری زیارت کو نہ آئے (یعنی صرف حج کر کے چلا جائے) اس نے میرے ساتھ بہت بے مروّتی کی نیز آپ نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت لازم ہوگئی، آپ نے فرمایا:

حدیث: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی ایسا ہی ہے جیسا کے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ علماء لکھتے ہیں وہ مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے مُتصل ہے عرش وکرسی سے بھی افضل ہے، ہر حاجی کیلئے ضروری ہے کہ حج سے فارغ ہو کر روضہ اقدس کی زیارت کو ضرور جائے آگر ممکن ہو تو سواری سے اتر کر جائے ننگے پاؤں پیدل روتا ہوا عاجزی سے چلے ،درود شریف کثرت سے پڑھے، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ عرض کرے مدینہ پاک داخل ہونے سے پہلے غسل کرے ورنہ وضو کر کے صاف ستھرے کپڑے پہنے خوشبو لگائے اور ادب سے شہر میں داخل ہو اور کثرت سے درود پاک پڑھیں۔ تمام نمازیں مسجد نبوی میں ادا کریں، رات کے اکثر حصہ میں بیدار رہکر عبادت کریں، مسجد نبوی میں بیٹھ کر قرآن مجید آہستہ آواز سے پڑھے، مسجد نبوی میں اکثر اعتکاف کریں ممکن ہو تو ہر ستون کے پیچھے نماز پڑھے دو رکعت، روضہ اطہر پر اکثر نگاہ ڈالتا رہے سرکار کی بارگاہ میں کثرت سے درود وسلام پیش کریں دعائیں مانگے اپنے لئے تمام مومنین کیلئے اور اس ناچیز کیلئے بھی دعا مانگے اللہ آپکے حج کو قبول فرمائے اور آپ کی حاضری کو قبول فرما آمین ثم آمین ***

(---بقیہ ص ۲۷/ کا) اور وہ (صورت میں) ملتا جلتا انہیں دیا گیا، اور ان کے لئے اِن باغات میں صاف ستھری بیویاں (حوریں) ہیں، اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے"۔

دخولِ جنّت ایمان سے ہے، وہاں کی نعمتیں اعمال سے اور رب تعالی کا دیدار محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جنّت کے میوے شکل میں یکساں اور لذّت میں جدا جدا ہوں گے، ستھری بیویوں میں دنیا کی بیویاں اور جنّتی حوریں سب داخل ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ایمان کی سلامتی عطا فرما، قرآن وسنّت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہمیں گناہوں سے بچنے اور اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، آخرت، اور ایمان بالقدر پر ثابت قدمی عطا فرما، بُری موت سے بچا، مرتے وقت کلمۂ طیّبہ نصیب فرما، قبر کے عذاب اور حشر کی ہولناکیوں سے محفوظ فرما، جنّت الفردوس میں اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرما، دنیا وآخرت کی خیر عطا فرما، ہمیں تقویٰ و پرہیزگاری عطا فرما، آمین یارب العالمین۔ ***

سورۂ والضحیٰ کا خلاصہ

از: مولانا محمد اسلم رضا رضوی، دبئی

قرآنِ مجید سارا ہی رب العالمین کا نازل کردہ ہے، اور اِس میں جگہ جگہ مصطفیٰ جانِ رحمت، نبی آخر الزماں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف وثنا بھی فرمائی، سورۂ ضحیٰ میں بھی خالقِ کائنات جل جلالہٗ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی شان بیان فرمائی، حضرت سیّدنا جُندُب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ، مَا أُرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَالضُّحَى * وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى * مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾» "ایک بار نبیٔ کریم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک دو راتیں قیام نہیں فرمایا، اِس پر قریش کی ایک عورت (ابولہب کی زوجہ) آپ کے پاس آکر کہنے لگی: اے محمد! مجھے لگتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، (نعوذ باللہ، کیونکہ وہ لوگ نبیٔ کریم ﷺ کے بارے میں یہ بدگمانی رکھتے تھے کہ اِن پر اللہ تعالیٰ کی وحی نہیں بلکہ شیطانی کلام آتا ہے)، اللہ تعالیٰ نے اُس کے جواب میں یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿وَالضُّحَى * وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى * مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ 'چاشت کے وقت کی قسم، اور رات کی قسم جب پردہ ڈالے، تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا"۔

ان آیاتِ مبارکہ کی تفسیر میں مفسرینِ کرام فرماتے ہیں: "چاشت سے مراد عام دوپہر ہے، اور رات کے پردہ ڈالنے سے مراد شب کا آخری حصہ ہے، ان اوقات میں نمازِ چاشت اور تہجد ادا کی جاتی ہے، نیز موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو پہلی تبلیغ، جادوگروں پر فتح، فرعون سے نجات، نیز حضورِ اکرم ﷺ کو عطائے نبوّت چاشت ہی کے وقت ہوئی، جبکہ موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طُور والا کلام اور حضور ﷺ کو معراج رات میں ہوئی، یا چاشت سے مراد حضور ﷺ کا رُخِ روشن ہے، جس سے تاریک دل چمک اُٹھے، اور رات سے مراد اُن کی زلفِ عنبریں ہے، جس کے صدقے سیاہ کاروں کی عیب پوشی ہوگی"۔

خالقِ کائنات جل جلالہٗ نے اپنے حبیب کریم ﷺ پر لگائے گئے کفّار کے اِلزام کا جواب دیا کہ آپ ﷺ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ رہا؛ کیونکہ لفظِ "ودّع" ماضی مطلق ہے، کہ حضورِ اکرم ﷺ کا تعلق ہمیشہ رب تعالیٰ سے ہے، تو معلوم ہوا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر وابستگی ہے کہ جو حضور سے وابستہ ہے وہ رب تعالیٰ سے وابستہ ہے، جو حضور سے علیحدہ ہے وہ رب تعالیٰ سے علیحدہ ہے، اور اللہ رب العالمین آپ سے کبھی ناراض نہ ہوا، معلوم ہوا کہ نبیٔ کریم ﷺ سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوا، جو رب تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو۔

قسم کے اَحکام اور کفّارہ

مذکورہ آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے قسم ارشاد فرمائی، اور اپنے بندوں کے لیے بھی یہ اجازت مرحمت فرمائی کہ قسم کھانا جائز ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ آدمی قسم کھانے سے بچتا رہے، بات بات پر قسم نہ کھائی جائے، غیر

خدا کی قسم کھانا منع ہے، ناجائز قسمیں اور وعدے ہرگز پورے نہ کئے جائیں، غیرِ خدا کی قسم درحقیقت قسم ہی نہیں، اور ناجائز قسم کا پورا کرنا گناہ ہے، بلکہ ایسی قسمیں توڑ دینے پر اجر وثواب ہے، جبکہ جائز وعدوں اور قسموں کو پورا کرنا ضروری ہے، ان قسموں کے توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے، اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللهِ إِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلاً إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ "اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو، اور قسمیں مضبوط کرکے نہ توڑو، اور تم اللہ کو اپنے آپ پر ضامن کر چکے ہو، یقیناً وہ تمہارے کام جانتا ہے"۔

قسم تین طرح کی ہوتی ہے: (1) غموس (2) لغو (3) منعقدہ، مثلاً: قسم کھائی کہ فلاں شخص یہ کام کرتا ہے، حقیقتاً وہ کام نہیں کرتا، ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں، دوسرے یہ کہ اپنے خیال سے تو سچی قسم کھائی، لیکن حقیقت میں وہ جھوٹی ہے، مثلاً: غلط فہمی میں قسم کھائی کہ فلاں نہیں آیا، جبکہ حقیقت میں وہ آچکا تھا، تو ایسی قسم لغو ہے، اللہ تعالی سے دن رات توبہ واِستغفار کرے اور معافی مانگے، یہی اس کا کفارہ ہے، اس کے سوا کچھ نہیں، تیسرے یہ کہ اگر آئندہ کے لئے قسم کھائی مثلاً: خدا کی قسم میں یہ کام کروں گا، یا یہ کام نہیں کروں گا، تو ایسی قسم کو منعقدہ کہتے ہیں، اور اس کا توڑنا سخت گناہ ہے، اس کا وبال بڑا سخت ہے، اور اس کا کفارہ بھی ادا کرنا ضروری ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ "غلط فہمی کی قسموں پر اللہ تعالی تمہاری گرفت نہیں فرماتا، ہاں اُن قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا، (اب اگر تم ایسی قسم توڑ دو) تو اس کا بدلہ دس مسکینوں کو اس کے اَوسط میں سے کھانا دینا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے دینا، یا ایک گردن (یعنی غلام یا باندی کو) آزاد کرنا، تو جو اِن میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنا ہے، یہ تمہاری قسموں کا بدلہ ہے کہ جب قسم کھاؤ (اور پھر توڑ بیٹھو)، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے؛ کہ کہیں تم احسان مانو۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں قسم کا کفارہ بیان کیا گیا ہے، اس میں چار چیزیں بیان ہوئی ہیں:

1. دس مسکینوں کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا۔
2. دس مسکینوں کو کپڑے دینا۔
3. ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا۔

اور ان تینوں میں سے کسی پر قادر نہ ہو تو پھر

4. تین دن کے مسلسل روزے رکھنا۔

یتیم کی پرورش کرنے کی فضیلت

اس سورۂ مبارکہ میں فرمایا گیا: ﴿فَأَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ "تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو"، اور یتیم کی کفالت کی ترغیب دلاتے ہوئے تاجدارِ رسالت ﷺ ارشاد نے فرمایا: »أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا« "میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنّت میں اس طرح ہوں گے"، یہ فرما کر آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اِشارہ فرمایا۔

ہر وہ معاشرہ جس میں ذرا سی بھی انسانیت زندہ ہو، وہ

مزدور، لاچار اور محتاج اَفراد کے لئے ہمدرد و مددگار ہوتا ہے، اسلامی معاشرہ جس کی بنیاد ہی خیرخواہی، شفقت اور ثار پر رکھی گئی ہے، حقیقتاً یہ پیارا دین ہر کمزور کے لئے رالامان کی حیثیت رکھتا ہے، اور پھر یتیم جیسا بے بس اور نواں فردِ معاشرہ تو انسانیت میں سب سے زیادہ عنایت، فقت اور ہمدردی کا مستحق ہے، قرآنِ کریم اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں ہمیں واضح طور پر کمزور اور حاجتمند قات کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے، اور اس عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے بڑے اِنعامات و اِکرام کی ارت دی گئی ہے۔

اس حدیثِ مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے یتیم کی ورش کرنے والے کے لئے جس خاص اجر و ثواب کی رف اشارہ فرمایا ہے، وہ یہ کہ جنّت میں میرے اور یتیم کی لفالت کرنے والے کے درمیان انتہائی کم فاصلہ ہوگا، اور ایا کہ جتنا تھوڑا فاصلہ تم میری ان انگلیوں کے درمیان یکھتے ہو، بس اتنا ہی فاصلہ جنّت میں میرے اور اُس مردِ ؤمن کے مقام میں ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اِس نیا میں کسی یتیم کی کفالت اور پرورش کا بوجھ اُٹھائے۔

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں؟

بندوں کو چاہیے کہ ہر معاملہ میں ربّ تعالیٰ پر توکل کریں کہ وہی ان کے لیے کافی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ "کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں!" معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو ضرور کافی ہے، جو اس پر توکل و بھروسا کرتا ہے۔

حضرت سیّدنا فضالہ بن عُبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: »طُوْبٰى لِمَنْ هُدِيَ لِلْإِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا، وَقَنِعَ« "اس کے لیے بشارت ہے جسے دینِ اسلام کی توفیق ملی، ضرورت کے مطابق رزق ملا اور قناعت کی توفیق ملی"۔

صدقہ دینے والے کے آداب

سورۂ ضحیٰ کی دسویں آیت میں فرمایا: ﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ "مانگنے والے کو مت جھڑکو"، بلکہ صدقہ دینے والے کو چاہئے کہ کسی کہ مانگنے سے پہلے صدقہ کردے، خُفیہ طور پر صدقہ دے اور دینے کے بعد بھی اسے چھپائے، سائل کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، اس کے مانگنے سے پہلے اسے جواب نہ دے، اس سے متعلق وسوسوں کا شکار نہ ہو، نہ بدگمانی کرے (کہ نہ جانے کیوں مانگ رہا ہے؟ کیا مجبوری ہے؟ وغیرہ وغیرہ)، اپنے نفس کو بخل سے روکے، سائل نے جس چیز کا سوال کیا ہے اسے وہ چیز دے یا اچھے انداز سے لوٹا دے، ہاں! اگر سائل مُتَعَنِّت (یعنی پیشہ ور بھکاری) ہو تو نہ دے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنا

اللہ ربُّ العالمین نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو کثیر نعمتیں عطا فرمائیں، اور جتنی نعمتیں عطا فرمائیں سب اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائیں، کچھ نعمتوں کے عام اعلان کا حکم دیا، جیسے نبوّت و شفاعت وغیرہ؛ کہ اِن کے ماننے پر لوگوں کا ایمان موقوف ہے، کچھ کے خاص اِظہار کی اجازت دی گئی، جن کی پہچان سے لوگوں کو عرفان ملتا ہے، تو اے میرے نبی کے اُمتیو! اپنی زبان سے، عمل سے، حال سے رب کی نعمتیں ظاہر کرو؛ کہ یہ رب تعالیٰ کا شکر ہے، اور اس پر لوگوں کا ایمان و عرفان موقوف ہے، اِنہی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے خالقِ کائنات جل جلالہٗ نے اس سورۂ مبارکہ کی آخری آیت میں ارشاد فرمایا: ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ "اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"، لہٰذا

مسلمانوں کو صورت وسیرت اسلامی رکھنی چاہیے؛ کہ اس میں رب تعالیٰ کی نعمت، یعنی اسلام کا اِظہار ہے، جس طرح مسجدیں، مندروں اور گرجوں سے ممتاز ہوتی ہیں، اسی طرح مسجد والے مسلمانوں کو بھی مندر والے ہندؤوں اور گرجے والے یہود ونصاری سے ممتاز ہونا چاہیے، اسی طرح مصطفی کریم ﷺ اور اللہ تعالی کے نیک بندوں کا چرچا بہترین اعمال ہیں؛ کہ یہ اللہ کی نعمتیں ہیں، نبیِ کریم ﷺ کی مدح وثنا بہترین نیک اعمال میں سے ہے؛ کہ حضور کے محامد ہمارے لئے رب تعالی کی نعمتیں ہیں، ان کا چرچا رب کی نعمتوں کا چرچا ہے، اللہ تعالی نے ہمیں نعمتوں پر شکر کا حکم فرمایا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾ "اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو"، یعنی رب تعالیٰ کا شکر اعتقادی بھی کرو، عملی بھی اور قولی بھی کرو؛ کیونکہ اس آیتِ کریمہ میں مطلقاً شکر کا حکم دیا گیا، رحمتِ عالمیان ﷺ پر ایمان لانا اعتقادی شکر ہے، آپ ﷺ کی اِطاعت وفرمانبرداری عملی شکر ہے، اور زبان سے آپ کی تعریف قولی شکر ہے۔

اللہ کی نعمتوں کے شکر کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی یاد میں اپنی زبان کو ذکر ودرود سے تر رکھیں، ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ترغیب دیں، فرمانِ خداوندی ہے: ﴿فَاذْكُرُوْا آلَاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ "اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو؛ تاکہ تمہارا بھلا ہو"۔

ایک بڑی نعمت جس کا ہمیشہ ذکر کرنا چاہیے، وہ امن، امان واطمینان ہے، ترقی اور خوشحالی کے لئے امن وامان ایک انتہائی مؤثر نعمت اور عدل وانصاف کا ثمرہ ہے، اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت لوگوں کے درمیان محبت اور اُلفت ہے، دِلوں کی اُلفت معاشرے کو جھگڑے فساد سے نکال کر باہمی تعاوُن کی طرف لے آتی ہے، بے اتفاقی سے اتفاق کی طرف لے آتی ہے، کمزوری سے قوت کی طرف، اور بدبختی سے نیک بختی کی طرف لے آتی ہے، اور امن وامان کی اس قیمتی وعظیم نعمت کے حصول کی خاطر پوری قوم پر ہر قسم کی قربانی واجب ہے، لہذا ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ وطنِ عزیز کے ساتھ وفاداری اور اِحسان مندی کا برتاؤ رکھے، نفرتیں پھیلانے والی شر پسند پارٹیوں، جماعتوں اور اِن کے نعروں سے دُور رہیں؛ کہ پیارے وطن کا ہم پر وفاداری اور محبت کا حق ہے، جس کا یہ تقاضا ہے کہ ہم سب اس کی تعمیر وترقی میں حصہ لیں، اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ملکی ذخائر، سرمایوں اور اُثاثوں کی حفاظت کریں، وطن تو آباء واَجداد کی ایک میراث ہے، نیز یہ ہمارے کندھوں پر ایک اہم امانت بھی ہے۔

یہ بھی نعمت کے شکر میں سے ہے کہ ہم اپنے بچوں کے دلوں میں ملک وقوم کی محبت ڈال دیں، ان کو وطن کی حفاظت کے لئے قربانی اور اِخلاص کی ترغیب دیں، امانت وسچائی کے ساتھ اپنی اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے، سیکھنے سکھانے، کام کو عمدگی سے انجام دینے، پورے معاشرے کے لئے بھلائی کرنے اور احسان کا بدلہ احسان سے دینے کی تعلیم دیں۔

اے اللہ! ہمیں اَحکامِ شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرما، اس راستے میں آنے والی رکاوٹیں دُور فرما، اے اللہ! ہمیں اپنی سچی محبت اور صحیح بندگی کی توفیق عطا فرما، ہمیں اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی شفاعت اور ان کی سچی غلامی نصیب فرما، جنّت الفردوس میں اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پڑوس نصیب فرما، آمین، یارب العالمین!۔ ***

روضہ انور کی زیارت بھی حجِ بیت اللہ شریف کی تکمیل

قبول حج کے لئے = مدینہ کی حاضری ضروری ہے

از: الحاج حافظ محمد ہاشم قادری صدّیقی منصباحی، مسجد ھاجرہ رضویہ، کپالی، جمشید پور ٹاٹا

ہے۔قبول حج وسعادت دارین کیلئے مدینہ طیّبہ کی حاضری ضروری ہے۔

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلّی کا ایک ظِل
روشن اُنہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

==

ہوتے کہاں خلیل وبنا کعبہ ومنٰی
لولاک والے صاحبی سب تیرے در کی ہے

روضۂ اقدس کی زیارت کا شرف خواہ حج سے پہلے یا حج کے بعد کرے روضۂ منوّرہ تطہیر قلب وتنویرِ ایمان کے لئے زیاق اکبراور افضل ترین عبادت ہے اور مرقدِ پاک (یعنی وہ مکان جو جسدِ اطہر سے مُمَاس ہے) خانہ کعبہ اور عرش سے افضل جگہ ہے۔

مفسرین کرام، فقہائے عُظّام لکھتے ہیں کہ زیارت اقدس قریب بہ واجب ہے بلکہ بعض علماء بصورت استطاعت واجب کہتے ہیں۔قرآن کریم کا ارشاد پاک ہے: سورۃ نساء آیت نمبر ۶۴ ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول کریم ان کی شفاعت کریں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ اس آیت کریمہ سے اللہ کے حضور سرکار کی وجاہت وقبول توبہ کے باب میں انکی شفاعت کی قبولیت معلوم ہوتی ہے۔ شرح المواہب اللدنیہ میں علامہ زرقانی علیہ الرحمہ حدیث زیارت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اس سے خصوصی شفاعت مراد ہے یعنی زائرین روضۂ اقدس کے درجات بلند کرانے کیلئے شفاعت فرمانا سرکار کے ذمۂ کرم میں ہے۔

جسکے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

کون مسلمان ہے جو یہ نہ چاہیگا کہ قیامت کی ہولناکیوں سے ہم محفوظ رہیں اور اپنے اعمال کے باز پرس سے ہمیں دوچار ہونا نہ پڑے فَلِلّٰہِ الْحَمْد کہ زیارتِ مدینہ وروضۂ اقدس سے یہ عظیم نعمتیں اور رب کریم کی خصوصی رحمتیں زائرین مکّہ ومدینہ کو حاصل ہونگی بشرطِ کہ حاضری مدینہ منورہ میں خالص نیت قبرِ انور کی زیارت کی ہو۔

جب مدینہ طیّبہ پہنچ جائے تو نہایت صبر وسکون سے رہے اگر دورانِ قیام کوئی دقّت بھی پہنچے تو دلمیں کسی قسم کا خیال شکایت نہ لائے۔حدیث شریف میں آیا ہے ترجمہ: جس نے قصداً میری زیارت کی وہ میرے پڑوس میں ہوگا اور جو مدینہ میں رہا اور وہاں کی مصیبتوں پر صبر کیا قیامت کے روز میں اس کے لئے گواہی دونگا اور جو شخص مکہ یا مدینہ میں مرجائے قیامت کے روز اللہ اسے ایمان کے ساتھ اُٹھائے گا۔روضۂ انور پر نظر کرنا دیکھنا عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا عبادت ہے تو ادب کے ساتھ خوب خوب روضۂ مقدسہ کو دیکھو اور درود وسلام کی کثرت کرو۔ مدینہ منورہ میں اگر روزہ نصیب ہو جائے تو کیا کہنا اس پر وعدہ شفاعت ہے۔یہاں ہر نیکی (ایک کی) پچاس

ہزار کی لکھی جاتی ہے۔لہٰذا عبادت میں کوشش کرو خصوصاً اہلِ حاجت پر تصدق کرو۔قرآن کریم کا ایک ختم کم از کم کرو اور حطیم کعبہ میں ضرور ایک ختم قرآن کرنا چاہئے۔

روضۂ منورہ میں قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں فرمایا تھا۔ "لَعَنَ اللهُ يَهُوْدَ اوَنَّصَا رىٰ اِتَّخَذُو قُبُوْرًا" ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (بخاری شریف) میں اس روایت کے بعد یہ بھی ہے يُحَذِّرُ النَّاس یعنی یہ فرمایا اور لوگوں کو وصیت فرماتے تھے کہ میرے ساتھ ایسا نہ کرنا کہ میری قبر کو سجدہ گاہ بنالو۔

لہٰذا اس کا اہتمام یہ کیا گیا ہے کہ اس طرف گوشہ والی دیوار کھڑی کردی گئی تاکہ کوئی وہاں نماز بھی پڑھے تو اس کا رُخ حضرتِ اقدس صلی اللہ علی وسلم کی طرف نہ ہو یا وہاں سے ہٹ کر نماز ادا کرے یاد رہے محبت اور شریعت دونوں پر قائم رہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک بستی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہوا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (سب پر غالب آئے گی) لوگ اُسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے۔لوگوں کو اسطرح پاک وصاف کردیگی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے سوا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجّال نہ آئے۔ مدینہ کے ہر راستے پر ملائکہ پر باندھے پہرہ دیتے ہیں دجال مدینہ کے قریب آکر رُکے گا اس وقت مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جن سے ہر کافر ومنافق یہاں سے نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔ایک روایت میں ہے جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس طرح سے پگھلائے گا جیسے سیسہ یا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر جانتے مدینہ کو جو شخص بطور اعراض چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اسکے بدلے میں اسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا۔مدینہ کی تکلیف پر جو ثابت قدم رہا اور مشقت پر جو ثابت قدم رہے گا روز قیامت میں اس کا شفیع یا شہید ہونگا۔

برکات الحج فی الزیارت کے اس سفر سے مقصود صرف اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کا حصول ہو دیکھاوے کے لئے حاجی کہلانے کو یا سیر وتفریح کے غرض سے حج نہ کرے کہ وقت ومال دونوں ضائع ہوگا اور سراسر دنیا حاصل کرنے کے سوا دینی فائدہ حاصل کچھ نہ ہوگا۔اسلئے سب سے پہلے ہمت صرف کرکے اپنی نیت کو خالص لوجہ اللہ کریں اور یہ نیک عمل کے لئے ضروری ہے۔

اخیر میں ایک عمل وظیفہ خصوصیت کے ساتھ حُجاج کرام کے لئے لکھ رہا ہوں تاکہ منیٰ میں یا دوران حج لوگ راستہ بھول جاتے ہیں۔اسکے پڑھنے سے شیطان اور اسکے لشکروں سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ۔

سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی مشہور زمانہ کتاب اَلْوَظِيْفَةُ الْكَرِيْمَه کی شرح وظائف امام احمد رضا شارح مفتی جھارکھنڈ، محمد عابد حسین

سا جی نوری قادری شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم، شید پور صفحہ نمبر ۲۹ اور صفحہ نمبر ۵۴ میں لکھا ہے ان کلمات کو ُ وشام ایک بار پڑھنے سے شیطان سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابو یوسف خراسانی نے ابو سعید بن ابی روحا ے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں ایک رات ہ شریف کے سفر میں تھا راستہ بھول گیا اچانک میں نے پنے پیچھے آہٹ سنی تو بہت ڈر گیا اور گھبرایا کہ کون ہے جب ں نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ کوئی کلام پاک کی تلاوت ر رہا ہے تھوڑی دیر بعد وہ صاحب میرے پاس آ گئے اور ہنے لگے میرا خیال ہے کہ تم راستہ بھول گئے ہو میں نے کہا ا ہاں ایسا ہی ہے اس پر انہوں نے کہا کہ میں تم کو وہ چیز نہ وں کہ جب تم راستہ بھولنے کے بعد اس کو پڑھ لو تو تم کو فوراً ستہ مل جائے گا اور اگر ڈر محسوس ہو رہا ہو تو اسکے پڑھنے سے ڈر جاتا رہیگا یا بے خوابی کی شکایت ہے تو دور ہو ئے گی۔ میں نے کہا ضرور بتائیے۔ انہوں نے کہا پڑھو:

سمَ اللهِ جَلِيْلِ الشَّان عَظِيْمِ الْبُرْهَان شَدِيْدِ سُّلْطَان مَاشَاءَ اللهُ كَانَ اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ شَّيْطَانِ الرَّجِيْم جب میں نے اس دعا کو پڑھا تو چانک میں نے خود کو اپنے ہم سفروں میں پایا اس وقت میں نے ان صاحب کو تلاش کیا لیکن نہیں ملے۔ ابو ہلال فرماتے ں میں منیٰ میں اپنے ہمراہیوں سے بچھڑ گیا اس وقت میں نے یہ دعا پڑھی اچانک میرے ہمراہی مجھے مل گئے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۳۷۵۔ ترجمہ شمس بریلوی)

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت صیب فرمائے اور اپنے رسول کے شہر میں موت دے مین۔ اللہ تمام مسلمانوں کو حج نصیب فرمائے۔ آپ ب میرے لئے دعا فرمائیں کہ بار بار حاضری نصیب ہو اور کوئی بے ادبی، گستاخی نہ ہونے پائے۔ آمین ثم آمین *

(۔۔۔بقیہ ص ۲۰۳ کا)

نازل فرماتا ہے، شیطانی وساوس سے بچا کر نیکی پر دوام عطا فرماتا ہے۔

میرے بزرگو و دوستو! اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال و جائز چیزوں میں طلاق سے زیادہ بُری شے کوئی نہیں، حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: »أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ الطَّلَاقُ« "اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے"۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو طلاق کے الفاظ زبان پر لانے سے بچتے رہنا چاہیے؛ کیونکہ طلاق کے الفاظ شوہر چاہے مذاق میں کہے یا حقیقت میں، غصے میں کہے یا پیار میں، ہر حال میں طلاق واقع ہو جائے گی، حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: »ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ« "تین چیزیں: نکاح، طلاق اور رجعت، یہ ایسی ہیں جن میں حقیقت بھی حقیقت ہے، اور مذاق بھی حقیقت ہے"۔

اے ہمارے پیارے پروردگار! ہم تجھ سے ہر اُس خیر اور ہر عملِ صالح کا سوال کرتے ہیں جو ہمیں تیرے اور تیری جنت سے قریب کردے، ہم جہنم کی آگ سے تیری پناہ چاہتے ہیں، اے اللہ! ہمارا خاتمہ بالخیر فرما، اور ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرما، ہمیں علمِ نافع عطا فرما! آمین یارب العالمین۔ ***

اہل ایمان و متقین کے اوصاف

ایمان بالغیب

پیشکش: مفتی عبدالقدوس رضوی، رانچی، جھارکھنڈ

خالقِ کائنات جل جلالہٗ کی نازل کردہ آخری آسمانی کتاب، قرآنِ مجید، فرقانِ حمید سے ہدایت حاصل کرنے والے اہلِ ایمان اور متقی و پرہیزگاروں کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ﴾ "وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں"، وأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، أَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ، وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِیْن، اتمام ملتوں اور مذاہبِ حقہ کا مرکزی نقطہ اور انبیائے کرام علیہم السلام کے دین کو دوسرے مذاہب واَدیان سے ممتاز کرنے والے عقیدے کا نام ایمان بالغیب ہے، غیب پر ایمان کی حقیقت تصدیقِ قلبی ہے، جو اِقرارِ لسانی کے بغیر معتبر نہیں، "غیب وہ ہے جو حواس اور بداہتِ عقل سے وَرا ہو، غیب کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو، اسے غیبِ ذاتی بھی کہتے ہیں، دوسرا وہ جس پر دلائل قائم ہوں، اسے عطائی بھی کہتے ہیں، پہلی قسم کے غیب جس پر کوئی بھی دلیل قائم نہ ہو رب تعالیٰ سے خاص ہے، کسی کو مطلقاً حاصل نہیں ہوسکتا، دوسری قسم کے غیب اللہ کے خاص بندوں کو عطا کئے جاتے ہیں، پہلی قسم کے لئے یہ آیت ہے: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ﴾ "اُسی اللہ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، اِنہیں وہی جانتا ہے"، دوسری قسم کے غیب کے لئے بہت سی آیاتِ مبارکہ وارد ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ أَحَدًا * إِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ "وہ اللہ غیب جاننے والا ہے، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا"، ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ﴾ "اللہ تعالیٰ تم میں سے ہر ایک کو غیب کی خبر نہیں دیتا، ہاں اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے ان باتوں کے لیے منتخب فرمالیتا ہے"، ﴿وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ﴾ "ہمارا یہ پیارا نبی غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتا"، ان آیاتِ مبارکہ میں غیب سے یہی دوسری قسم کا غیب مراد ہے، یعنی رب تعالیٰ کی ذات وصفات، نبوّت وقیامت وآخرت وغیرہ، اس سے معلوم ہوا کہ بغیر غیب جانے ایمان حاصل نہیں ہوتا؛ کیونکہ ایمان نام ہے ان مذکورہ باتوں کو بِنا دیکھے ماننے کا، اور ماننا جاننے کے بعد ہی ممکن ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کی جان ہے نبی پر اعتماد کرنا، لہٰذا قیامت اور موت وعذاب کے فرشتوں وغیرہ کو دیکھ کر ماننا معتبر نہیں ہوگا"۔

کائنات کی مختلف اشیاء صفاتِ الٰہی کا مَظہر ہیں، مگر بعض صفات کی تجلی رب تعالیٰ نے ساری مخلوق پر ڈالی، بعض صفات کی تجلی اپنی خاص مخلوق پر ڈالی، اور بعض صفات کی تجلی کسی پر نہیں ڈالی، جس طرح آئینہ سورج کی تجلی

کر سورج نہیں بن جاتا، اسی طرح بندہ تجلیِ صفتِ الٰہی پا کر
ب نہیں بن جاتا، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو علمِ غیب عطا
رمایا، اور اعلیٰ درجے کا کشف دیا، تو اس غیب سے یہی
وسری قسمِ غیب مراد ہے، تو متقی لوگ وہی ہیں جو رب تعالیٰ
لی ذات، صفات اور قیامت وغیرہ پر بنا دیکھے ایمان رکھتے
ں، زبانِ نبوّت سے ہمیں جن حقائقِ غیبیہ کا علم ہوا، اُن
ب کی تصدیقِ قلبی اور اِقرارِ لسانی تقویٰ کی بنیاد اور ایمان
لغیب ہے۔

مسلمان کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ غیب پر ایمان
تا ہے، اور غیب کی ان باتوں میں سے وہ بھی ہیں جن پر
ن دیکھے ایمان لانا ضروری ہے، مثلاً: (1) اللہ پر ایمان،
2) اس کے فرشتوں، (3) اس کی ساری کتابوں، (4)
ن کے تمام انبیاء و رُسُل پر ایمان، (5) آخرت پر ایمان،
6) اچھی بُری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے پر
بان، (7) اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر
بان لانا وغیرہ وغیرہ۔

لٰه تعالیٰ پر ایمان

سب سے پہلی شرط اللہ پر ایمان لانا ہے، جب تک
ہ اللہ تعالی پر ایمان نہیں لائے گا، تب تک اس کا کوئی عمل
ابل قبول نہیں، خدا تعالیٰ پر ایمان، غیب پر ایمان کی ایک
م ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوْا
بِنُوْا بِاللّٰہِ﴾ "اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو"، یعنی
ے زبانی ایمان لانے والو! دل سے ایمان لاؤ، اور دل
سے ایمان لانے والو! ہمیشہ اس پر قائم رہو، یہ مؤمنین کے
بان کی علامت ہے کہ وہ اپنے رب تعالیٰ پر اسے دیکھے
یر ایمان لاتے ہیں۔

لٰه تعالیٰ پر ایمان کا فائدہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَأَمَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّیَهْدِیْهِمْ إِلَیْهِ صِرَاطاً مُّسْتَقِیْماً﴾ "تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کی رسی مضبوط تھامی، تو عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کر لے گا، اور انہیں اپنی طرف سیدھی راہ دکھائے گا"۔

فرشتوں پر ایمان

یاد رہے کہ فرشتوں کے جسم نورانی ہیں، اللہ تعالی نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، کبھی کسی اور شکل میں، اور یہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہوتا ہے، اللہ تعالی کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾ "فرشتے وہی کرتے ہیں جو اِنہیں حکم ہوتا ہے"، اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سہواً، وہ اللہ تعالی کے معصوم بندے ہیں، اور ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک وصاف ہیں، مختلف قسم کی خدمات واُمور ان کے سپرد ہیں، بعض کے ذمہ پانی برسانا، بعض کے ذمہ ہوا چلانا، بعض کے ذمہ روزی پہنچانا، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت بنانا، کسی کے ذمہ انسانوں کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے ذمہ نامۂ اعمال لکھنا، کسی کے ذمہ مسلمانوں کا درود وسلام نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا، اور کسی کے ذمہ عذاب دینا وغیرہ وغیرہ کام سپرد ہیں، فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت، ان میں سے چار فرشتے بہت مشہور اور فضیلت والے ہیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام، ان کے ذمہ انبیائے کرام کی خدمتِ اقدس میں وحی لانا تھا، حضرت میکائیل علیہ السلام پانی برسانے اور خدا کی مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں، حضرت اِسرافیل علیہ السلام کے ذمہ

صُور پھونکنا، اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ذمہ مخلوق کی رُوح قبض کرنا ہے، کسی بھی فرشتے کی اَدنیٰ سی گستاخی کفر ہے، فرشتوں کے وجود کا اِنکار، یا یہ کہنا کہ "فرشتے نیکی کی قوّت کے سوا کچھ نہیں"، یہ باتیں دائرۂ اسلام سے خارج کرنے والی ہیں۔

آسمانی کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء پر آسمانی کتابیں اور صحیفے اُتارے، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں، تَورات حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، زَبور حضرت سیّدنا داوٗد علیہ السلام پر، اِنجیل حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآنِ عظیم جو سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُرنور، احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا، سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں، اور سب کلامُ اللہ ہیں، ان میں جو کچھ اِرشاد ہوا سب پر ہمارا ایمان ہے، مگر اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمّت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کی حفاظت نہ ہو سکی، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے اُن میں تحریفیں کر دیں، اور اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا، لہٰذا جو کوئی بات اُن کتابوں کی قرآنِ مجید کے مطابق ہوگی ہم اس کی تصدیق کریں گے، اور اگر کوئی بات اُن کتابوں کی قرآنِ مجید کے مخالف ہوگی تو یقین کر لیں گے یہ اُن شریروں کی تحریفات ہے، دینِ اسلام ہمیشہ رہنے والا ہے، لہٰذا قرآنِ کریم کی حفاظت خود اللہ ربُّ العالمین نے اپنے ذِمہ رکھی، ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ "یقیناً ہم نے ہی یہ قرآن اُتارا اور یقیناً ہم خود ہی اس کے نگہبان ہیں"، لہٰذا قرآنِ مجید میں کسی حرف یا نقطے کی کمی بیشی ناممکن ہے، اگرچہ ساری دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے، تب بھی اس میں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں کر سکتے، جو اس کی کمی بیشی کا عقیدہ رکھے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے؛ کیونکہ اس نے قرآن کا انکار کیا، اگلی کتابیں صرف انبیائے کِرام علیہم السلام کو ہی زبانی یاد ہوا کرتی تھیں، لیکن قرآنِ عظیم کا یہ معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسے یاد کر لیتا ہے۔

اللہ کے انبیاء و رُسُل پر ایمان

عزیزانِ محترم! اللہ، فرشتوں، اللہ کی کتابوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی و رسول پر ایمان لانا بھی شرطِ ایمان، اہلِ ایمان کی علامت اور ان کا خاصہ ہے؛ کہ اہلِ ایمان ہی ہر نبی و رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ نبیوں کی تعداد معیّن کرنا جائز نہیں، بس یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ کے ہر نبی و رسول پر ہمارا ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے منصبِ نبوّت سے نوازتا ہے، نبوّت محنت و مشقت سے حاصل نہیں ہوتی کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے حاصل کر سکے، بلکہ یہ محض عطائے ربانی ہے، اور وہ جسے چاہتا ہے اُسے اپنے فضل سے یہ منصب دیتا ہے، ہاں مگر دیتا اُسی کو ہے جسے اِس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو حصولِ نبوّت سے پہلے تمام اَخلاقِ رَذِیلہ سے پاک، تمام اَخلاقِ فاضلہ سے مزیّن ہو کر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکا ہوتا ہے، اور اپنے جسم، قول و فعل اور حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اللہ تعالیٰ اسے عقلِ کامل عطا فرماتا ہے، جو دوسروں کی عقل سے بدرجہا زائد اور اعلیٰ و اَرفع ہوتی ہے، کہ کسی حکیم و فلسفی کی عقل کسی نبی کی عقل کے لاکھویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔

جو کسی نبی سے اس کی نبوّت کا زوال چاہے یا ایسا

نے مانے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، نبی کا معصوم نا یعنی گناہوں سے پاک ہونا ضروری ہے، مسلمان کی ان یہ ہے کہ وہ ایسا کلمہ جو کسی نبی کی شان میں کمی یا نقص دلالت کرتا ہو، اسے زبان پر لانا تو دُور، ایسا سوچ بھی یں سکتا، انبیائے کِرام علیہم السلام کے لئے حفظِ الٰہی کا مدہ ہو چکا ہے، کہ ان سے گناہ سرزد ہونا شرعاً ممکن نہیں، وہ بلِ نبوّت وبعدِ نبوّت کفر وشرک اور ہر ایسی چیز سے معصوم ہیں جو خَلقِ خدا کے لئے باعثِ نفرت ہو، جیسے جھوٹ، خیانت، جہالت وغیرہ صفاتِ مذمومہ، نیز یہ حضراتِ قدسیہ یسے افعال واعمال سے بھی پاک ہیں جو ان کی وجاہت مروّت کے خلاف ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی اَحکام پنے بندوں کے لئے نازل فرمائے، انبیائے کِرام علیہم سلام نے وہ سب اَحکام بحُسن وخوبی پہنچا دیے ہیں، نبی کی تعظیم فرضِ عین ہے، بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے، کسی بھی نبی کی اَدنی سی توہین، گستاخی یا تکذیب بھی کفر ہے۔

اللہ اور اس کے انبیاء ورُسُل پر ایمان کا ثمرہ

عزیزانِ گرامی قدر! اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ أُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ "وہ لوگ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے، اور ان میں سے کسی پر ایمان لانے میں فرق نہ کیا، انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ﴾ "وہ لوگ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں، وہی کامل سچے ہیں، اور یہ لوگ اپنے رب کے ہاں دوسروں پر گواہ ہیں، ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نُور ہے"۔

لہٰذا جو کسی نبی سے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اَحکام چھپائے، یا نہیں پہنچائے، یا تقیہ یعنی کسی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچائے، ایسا عقیدہ سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کِرام علیہم السلام کو ہر ایسے مرض سے بھی محفوظ رکھا جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں۔

تمام انبیائے کِرام اللہ تعالیٰ کے حضور عظیم وجاہت اور عزّت والے ہیں، انبیاء کے مختلف درجات ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے، اور سب سے افضل واعلیٰ ہمارے پیارے آقا ومولیٰ سیّد المرسلین ﷺ ہیں، تمام مخلوق اوّلین وآخرین آپ ﷺ کی نیاز مند ہے۔

قیامت میں حضور ہی شفاعت کی ابتداء کریں گے، آپ ﷺ کی محبت ہر شے سے زیادہ ہونی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے جنّت ودوزخ کی کنجیاں آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہیں، رزق، خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کو اپنی ذات کا مظہر بنایا، اور آپ کے نُور سے تمام عالم کو منوّر فرمایا۔

آخرت پر ایمان

ہر شخص کی جتنی زندگی لکھی ہے، اس کے پورا ہونے پر حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر لیتے ہیں، پھر دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے، جسے بَرزَخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام اِنس وجن کو حسبِ درجات اس میں رہنا ہے، موت کے بعد رُوح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ رُوح

بدن سے جُدا ہوگئی ہے، جو کچھ بدن پر گزر رہی ہے، رُوح اس سے آگاہ و متاثر ہوتی ہے، جس طرح دنیاوی زندگی میں ہوتا ہے، مرنے کے بعد مسلمان کی رُوح حسبِ مرتبہ مختلف مقامات میں رہتی ہیں، بعض کی اپنی ہی قبر پر، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی پہلے دوسرے یا ساتویں آسمان میں، بعض کی زیرِ عرش قندیلوں میں اور بعض لوگوں کی ارواح اعلیٰ علیّین میں رہتی ہیں، لیکن کہیں بھی ہوں اپنے جسم سے اُن کا تعلق بدستور رہتا ہے، جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتے، پہچانتے اور اس کی بات سنتے ہیں۔

بَرزَخ یا قبر میں کسی کو آرام اور کسی کو تکلیف ہوتی ہے، عذابِ قبر حق ہے، مردہ اگر قبر میں نہ بھی دفن کیا جائے تب بھی اس سے سوالات ہوں گے، ثواب وعذاب اُسے پہنچے گا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡہَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا﴾ "وہ لوگ صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں"، آیتِ مبارکہ عذابِ قبر کے ثبوت پر ایک دلیل ہے۔

جب قیامت کی نشانیاں پوری ہوجائیں گی، تب مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے خوشبودار ہوا گزرے گی، جس سے تمام مسلمان وفات پاجائیں گے، دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے، تب قیامت برپا ہوگی، حضرت اِسرافیل علیہ السلام کے صُور پھونکنے پر تمام لوگ مرجائیں گے، آسمان وزمین فنا ہوجائیں گے، سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی باقی نہیں رہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا مخلوق کو دوبارہ زندہ فرمائے گا، پھر میدانِ محشر قائم ہوگا، حضورِ اکرم ﷺ کے شفاعت فرمانے اور حساب وکتاب کے بعد مسلمان جنّت میں اور کفّار دوزخ میں داخل کردیئے جائیں گے، جنّتیوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ﴾ "اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنّت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی سب آسمان وزمین کے برابر ہے، وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کر رکھی ہے"، نیز کافروں کے لئے فرمایا: ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُہَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ﴾ "اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، وہ کافروں کے لئے تیار رکھی ہے"۔ لہٰذا موت، برزخ، قیامت، محشر، جنّت ودوزخ سب حق ہے، ان سب پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔

کامیابی ایمان والوں ہی کا مقدر ہے

موجودہ زندگی ہمارے لئے مہلتِ عمل ہے، اس میں اگر ہم نے نیک اعمال کرکے کامیابی حاصل کرلی، تو آخرت کی اصل زندگی بھی کامیاب ہوگی، اور یہی اللہ ورسول کو ہم سے مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے پسندیدہ اور نیک بندوں کو اِنعام واِکرام سے نوازے گا، انہیں اپنا دیدار بھی کرائے گا، جنّت میں داخل فرمائے گا، جہاں ہمیشہ کی زندگی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡہَا مِنۡ ثَمَرَۃٍ رِّزۡقًا ۙ قَالُوۡا ہٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاُتُوۡا بِہٖ مُتَشَابِہًا ؕ وَلَہُمۡ فِیۡہَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَہَّرَۃٌ ٭ۙ وَّہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ﴾ "اے حبیب! اُنہیں خوشخبری دیجئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے، اِن کے لئے باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جب اِنہیں ان باغات سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا، (صورت دیکھ کر) کہیں گے، یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا، (بقیہ ص ۱۵ / پر۔۔)

اللہ رب العالمین اپنے بندوں کو قرآنِ پاک کی

طلاق اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے

یشکش: مولانا محمد رضوان عالم صاحب دار العلوم قطب کوکن ممبئی

یاتِ مبارکہ میں غور وفکر کا حکم فرماتا ہے، کہ یہ آیاتِ قرآنیہ
لقِ کائنات جل جلالہٗ کی عظمت، کمال، قدرت کے ساتھ
اتھ میاں بیوی کی باہمی محبت پر بھی دلالت کرتی ہیں،
اح میاں بیوی، دو خاندانوں اور بسا اوقات مختلف ممالک
قریب لانے میں مدد دیتا ہے، نکاح کی وجہ سے زوجین،
ندانوں اور ممالک میں باہمی محبت ہوجاتی ہے، یہ اللہ
الیٰ کا ایک عظیم احسان وعطیہ ہے، اس کی وضاحت کرتے
ئے ارشاد فرمایا: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ
فُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوْا إِلَيْهَا وَجَعَلَ
نَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
فَكَّرُوْنَ﴾ "اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ
ہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ تم ان
ے آرام پاؤ، اور تمہارے لئے آپس میں محبت اور رحمدلی
ی، یقیناً اس میں غور کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں"،
ن مرد ہی کی جنس سے عورتیں بنائیں، کہ اُنہی سے نکاح ہو،
دروزی کمانے کے لئے، اور عورت مرد کو آرام دینے کے
ئے ہے، عورت کو ایسے عوارض دیئے گئے جن کے سبب
ے گھر میں رہنا پڑتا ہے، جبکہ عورتوں کا کمانا اور مردوں کا
رام کرنا فطرت کے بھی خلاف ہے، نکاح کی وجہ
ے قدرتی طور پر میاں بیوی میں محبت ہوتی ہے، اگرچہ نکاح
ے پہلے وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہوں۔

نکاح الفت، باہمی تعلق اور کسی پر مہربان ہونے کا نام
ہے، میاں بیوی پر لازم ہے کہ باہمی محبت واتفاق سے
زندگی گزاریں، ایک دوسرے کی طبیعت، مزاج اور ضروریات کو سمجھ کر ایک دوسرے کی رعایت کریں، شوہر کو چاہیے کہ بیوی کی غلطی وکوتاہی سے چشم پوشی کرے اور اس کے عیبوں پر پردہ رکھے، ربِ کریم کا ارشاد ہے: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ "عورتوں سے اچھا برتاؤ رکھو" یعنی کھلانے، پلانے، پہنانے، بات چیت اور زوجیت کے اُمور میں ان سے اچھا برتاؤ کرنا ہر ایک کے لئے انتہائی ضروری ہے، اگر کوئی بات ناگوار گزرے تو صبر ونصیحت سے کام لینا چاہیے۔

گھر والوں سے اچھا سلوک کرنے سے دلی سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے، شوہر کو چاہیے کہ بیوی سے اچھے انداز سے گفتگو کرے، اچھے کام پر اس کی تعریف کرے، بے جا سختی کے بجائے مہربانی ونرمی کا برتاؤ کرے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: »خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي« "تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں"۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اَخلاقِ کریمہ میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ہمیشہ خوش رہتے، سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے، اپنے اہلِ خانہ سے خوش طبعی بھی فرماتے، ان سے نرمی کا برتاؤ کرتے، نفقہ میں کشادگی فرماتے اور جب عشاء کی نماز پڑھ کر گھر میں داخل ہوتے تو سونے سے پہلے اپنے

گھر والوں سے مختصر گفتگو بھی فرماتے، جس کی وجہ سے وہ لوگ نبیٔ کریم ﷺ سے خوش رہتے"۔

خوشگوار ازدواجی زندگی کا حصول اس طرح بھی ممکن ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو خوش رکھنے اور اس کی عزّت وناموس کی حفاظت میں کوشش کرتی رہے کہ اگر شوہر اس طرف دیکھے تو خوش ہو جائے، اگر کوئی حکم دے تو اُسے بجالائے، اُس کی غیر موجودگی میں گھر بار، عزت وآبرو کی حفاظت کرے، اس کے دکھ درد میں شریک ہو، اس کے مال کی حفاظت کرے اور اس کے بچوں کی نگہبانی کرے، حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: »إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ« "جو عورت پنج وقتہ نماز قائم کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزّت وآبرو کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے، اُس سے کہا جائے گا کہ: جنّت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ"۔

میاں بیوی میں لڑائی جھگڑا یا ناچاقی ہو جائے، تو شوہر کو چاہیے کہ جدائی یا طلاق دینے میں جلدی نہ کرے، ممکن ہے کہ رب تعالی اسی بیوی سے تمہیں ایسی لائق اولاد دے جو تمہارے لئے بہت خیر اور صدقۂ جاریہ کا سبب ہو، زوجین میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ افہام وتفہیم سے معاملات کو حل کرنے کی پوری کوشش کریں، ایک دوسرے کی غلطیوں سے صرفِ نظر کر کے خوبیوں پر نظر رکھی جائے، طلاق دینے سے پہلے اپنی زوجہ کی اچھائیوں کو یاد رکھے، عورتوں کے حقوق کو تلف یا نظر انداز کرنا کسی طرح بھی درست نہیں، بلکہ ان سے اچھا برتاؤ کرنا انتہائی ضروری ہے، خالقِ کائنات جل جلالہٗ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ "پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں، تو ہوسکتا ہے کہ عنقریب ان کی کوئی چیز تمہیں پسند آجائے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہو"، یعنی قریب ہے کہ تمہارا صبر کے ساتھ ان کو روکے رکھنا، اس حال میں کہ تمہیں وہ پسند نہ آئیں، دنیا وآخرت میں تمہارے لیے بہت اچھا ثابت ہے"۔

علمائے کرام نے فرمایا: "اس میں طلاق کے جائز ہونے کے ساتھ ساتھ اسے ناپسندیدہ بھی کیا گیا ہے"۔

جہاں شوہر کو ان معاملات میں احتیاط کرنی چاہیے، وہیں بیوی کو بھی چاہیے کہ طلاق کا مطالبہ کرنے سے پہلے اپنے شوہر کے اِحسان کو یاد کرے، اسلامی اور قرابتداری کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے، اللہ جل جلالہٗ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے شوہر کی خطاؤں سے درگزر کرے اور حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ "آپس میں ایک دوسرے کی بھلائی مت بھلادو، یقیناً اللہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے"۔

جب کوئی عورت طلاق طلب کرے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے، کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: »أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ« "جو عورت اپنے شوہر سے بغیر کسی شرعی وجہ کے طلاق مانگے، اُس پر جنّت کی خوشبو بھی حرام ہے"۔

خاندانی اتفاق اور اس کی بقا کی خاطر طلاق وغیرہ سے

ناب کیا جائے، اگرچہ طلاق جائز ہے مگر بُری چیز ہے، صلح
فاق، جدائی وطلاق سے بہتر ہے، عورت شوہر پر کسی
املے میں بوجھ نہ ڈالے، اور شوہر بھی بیوی سے اچھا برتاؤ
کھے، دینِ اسلام نے ہمیں مفاہمت اور درگزر کی راہ
تیار کرنے، صلح کی طرف قدم بڑھانے، اور باہم
مدورتوں، نفرتوں کو دُور کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے
شاد فرمایا: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ "صلح کر لینا
ت اچھی بات ہے"۔

یقیناً صلح طلاق سے بہتر ہے کہ یہ لڑائی اور جدائی سے
بی ہے، پھر بھی اگر میاں بیوی کے درمیان صلح کی کوئی
ورت کارگر نہ ہو سکے، تو ایک طلاق دی جائے، پھر دونوں
ں رجعی طلاق کی عدّت کے دوران ایک ہی گھر میں
راگانہ زندگی گزاریں؛ کہ ہوسکتا ہے ان میں سے اس
ران کوئی دوسرے کی طرف مائل ہو، اور رجوع کی صورت
کل آئے، اللہ تعالیٰ نے "سورۂ طلاق" میں ارشاد فرمایا:
﴿لاَ تَدْرِي لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْراً﴾
تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نیا حکم
بھیجے"، یعنی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد خاوند کے دل
ں عورت کی طرف میلان پیدا فرمادے اور وہ رجوع کر
لے، لہٰذا یکدم تین طلاقیں نہ دے؛ کہ بعد میں پچھتاوا ہو۔

طلاقِ رجعی جس میں عدّت کے اندر اندر مرد کو رجوع
کا حق ہوتا ہے، وہ ایک یا دو طلاقیں ہیں؛ کہ عدّت کے
وران اپنے گھر کو آباد کرنے کے لئے رجوع کرسکتا ہے، یا
ہر تیسری طلاق دے کر اسے آزاد کردے، اللہ رب
لعالمین کا فرمان ہے: (الطَّلاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ
بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ) "یہ طلاق دو بار تک
ہے، پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے، یا اچھے سلوک کے
ساتھ چھوڑ دینا ہے"، جب مرد عورت کو دو طلاقیں دے
چکے، تو تیسری طلاق دینے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اس
سے بچے، اور عورت سے اچھا سلوک کرے، ورنہ بھلائی
کے ساتھ بغیر کسی حق تلفی کے تیسری طلاق دے دے۔

اگر رجوع کرلے تو پھر طلاق دے کر اللہ تعالیٰ کی
حدود کو کھیل تماشہ نہ بنائے؛ کہ جب چاہے طلاق دے، پھر
رجوع کرلے اور پھر طلاق دے دے، رسول اللہ ﷺ
نے اس بات کو ناپسند کیا، نیز فرمایا: »مَا بَالُ أَحَدِكُمْ
يَلْعَبُ بِحُدُودِ اللهِ، يَقُولُ: قَدْ طَلَّقْتُ، قَدْ
رَاجَعْتُ« "یہ کیا بات ہے کہ لوگ اللہ کی حدود کے ساتھ
کھلواڑ کرنے لگے ہیں!، کبھی کوئی کہتا ہے کہ میں نے طلاق
دی، کبھی کہتا ہے: میں نے رجوع کرلیا"۔

طلاق کے معاملے میں شوہر کو چاہیے کہ اپنے غصے پر
قابو رکھے، بیوی کی کمزوری، اس کے حسنِ سلوک،
اچھائیوں، باہمی محبت والفت کو پیشِ نظر رکھے، مصطفیٰ جانِ
رحمت ﷺ نے ہمیں وصیت ونصیحت کرتے ہوئے ارشاد
فرمایا: فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ
بِأَمَانَةِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ«
"عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو؛ کیونکہ تم نے
انہیں اپنے ذمے اللہ تعالیٰ کے عہد اور امان سے لیا، اور اللہ
کے حکم سے تم نے اِن کی شرمگاہوں کو اپنے لئے
حلال کیا ہے"۔

ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے گھر والوں اور
اولاد کے لئے اچھائی کا حریص ہو، ان سے نرمی ومحبت کا
معاملہ کرے؛ کہ باہمی محبت والفت کے سبب اللہ تعالیٰ اس
کے ایمان وگھر میں برکت (بقیہ ص ۲۲ پر۔۔)

حسن بریلوی ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں بریلی میں پیدا

تلمیذ داغ ---- حضرت حسنؔ کا رنگ تغزل

از: محمد یونس رضا، ریسرچ اسکالر روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی

ہوئے ان کے مورث اعلیٰ عہد مغلیہ میں قندھار سے ہندوستان آئے اور دہلی میں سکونت پذیر ہوئے اس کے بعد کرتولی ضلع بدایوں پھر بریلی میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ حسنؔ کے والد مولانا نقی علی خاں ہیں جو ایک صوفی عالم دین اور صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ کے اجداد میں محمد سعادت یار خاں صاحب، محمد شاہ بادشاہ کے وزیر اعظم تھے۔ دہلی میں بازار سعادت گنج اور سعادت خاں کی نہر ان کے نام سے ہی منسوب تھیں۔ [چند شعرائے بریلی ص ۱۳۲]

حسنؔ کی تربیت اور تعلیم خاندانی بزرگوں کی تدریس سے ہوا۔ علوم مروجہ کی تحصیل کے بعد معقولات و منقولات کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد خود حسن بریلوی نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ موزوں طبع تھے۔ شعر و شاعری کی طرف بچپن سے ہی جھکاؤ تھا۔ داغؔ کی مقبولیت اور شہرت کا زمانہ تھا وہ رامپور مقام پذیر تھے۔ حسنؔ نے داغؔ دہلوی کی شاگردی اختیار کرلی اور مسلسل مشق و ممارست کی وجہ سے کچھ عرصہ بعد خود مرتبۂ استادی حاصل کرلیا۔ تلامذہ کی تعداد اچھی خاصی ہے چند یہ ہیں: جمیلؔ، عاشقؔ، میراںؔ، کیفیؔ، دوارکا پرشاد حلیمؔ، طاہرؔ، منشی برجموہن، کشور فیروز فیضؔ، تہورؔ، اثرؔ

[چند شعرائے بریلی ص ۱۳۲ اور ثمر فصاحت ص ۲۲۳ تا ۲۲۷]

حسنؔ بریلوی نے زبان و محاورات پر قدرت حاصل کی اور ہر صنف شعر میں طبع آزمائی بھی کی جیسے حمد، نعت، غزل، مثنوی، رباعی، تاریخ، قصائد، مناقب وغیرہ ان کی نعتیہ شاعری اور غزلیہ شاعری یہ باور کراتے ہیں کہ یہ استاد فن ہیں۔

''حسنؔ نے دو دیوان یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک عشقیہ شاعری کا دیوان جو ''ثمر فصاحت'' کے نام سے ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا، اور دوسرا دیوان نعتیہ کلام کا جو ''ذوق نعت'' کے نام سے ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا''۔

[خمخانہ جاوید جلد دوم، ص ۳۲۲ لالہ سری رام]

اس مضمون میں ''ثمر فصاحت'' کی جلوہ ریزیاں ہیں۔ یہ مجموعہ صداقت جذبات اور قلبی واردات کا مرقع، درد کرب اور سوز و ساز کا منبع ہونے کے ساتھ ساتھ رنگینیٔ حیات اور حُسن ادب کا امین و ضامن ہے، غزلیات حسنؔ میں رفعت فکر، لطافت احساس، سلاست زبان اور ندرت بیان جیسی بہت ساری خصوصیات موجود ہیں۔ کلام حسنؔ میں داغؔ دہلوی کے کلام کی تمام تر خوبیاں بدرجہ اتم ہیں بلکہ کلام حسن کی بہاریہ شاعری کا یہی طرۂ امتیاز ہے کہ وہ داغؔ دہلوی کی روش پر رواں ہیں۔ چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

معاملہ بندی:

کہا جاتا ہے کہ معاملہ بندی کی ابتدا شیخ قلندر بخش جرأتؔ نے کی لیکن مصحفی کے کلام میں صدہا اشعار ایسے ہیں

معاملہ بندی کے زمرے میں آتے ہیں اور داغ دہلوی تو
فن کے بادشاہ ہیں۔ داغ کہتے ہیں۔

حیا بولی ابھرا جو جوبن کسی کا
مٹا دوں گی میں چلبلا پن کسی کا

حسن نے بھی اس میدان میں استاد کی پوری تقلید کی
،، کہتے ہیں۔

کہا یہ ضبط نے جوبن جواں کا جوش میں آیا
خبردار اے حیا اب ہم سے پردہ ہو نہیں سکتا
اگر جلوہ دکھایا ہے تو سینے سے بھی مل جاؤ
کہ دل آنکھوں کی ٹھنڈک سے تو ٹھنڈا ہو نہیں سکتا

اداغ دہلوی لکھتے ہیں۔

اب حکم ہوا ہے کہ تمہیں قتل کریں گے
پر یہ بھی ہے تاکید کہ کہنا نہ کسی سے

ن لکھتے ہیں۔

تم چپکے سے ایک بوسۂ عارض ہمیں دے دو
کہتے ہیں قسم کھا کے کہیں گے نہ کسی سے

بوسہ دراصل معاملہ بندی ہی کا ایک جزو ہے مگر اس
بعض زیادہ دلفریب پہلو بھی ہیں۔ مرزا غالب نے بڑی
چ کر کہا تھا۔

بوسہ نہیں، نہ دیجئے دشنام ہی سہی
آخر زباں تو رکھتے ہو تم گر دہاں نہیں

مگر مرزا داغ دہلوی کے یہاں تو بات بات پر بوسے
طلب ہے۔ رقمطراز ہیں۔

بے گنتی بوسے لیں گے رخ تابدار کے
عاشق پڑھے ہوئے نہیں علم حساب کو

حسن بریلوی نے بھی اس بات میں استاد کی خوب
ی کی ہے۔ دیکھئے۔

بولے وہ بوسہ ہائے پیہم پر
ارے کم بخت کچھ حساب بھی ہے

لیا میں نے بوسہ تو روٹھو نہ مجھ سے
خطا ہو ہی جاتی ہے بندہ بشر ہے

دل کے بدلے میں نہ دو بوسۂ رخ بھیک میں دو
نہیں عاشق نہ سہی جان لو سائل مجھ کو

وصل بھی معاملہ بندی ہی کی ایک کڑی ہے، حسن اس
میدان میں بھی بہت آگے ہیں۔ ان کے تین غزل سے ایک
ایک شعر ملاحظہ کیجئے۔

وہ دست شوق کی گستاخیاں وصال کی شب
وہ ان کا شرم سے کہنا دبی زباں سے دور

منہ پھیر کے بیٹھے ہو شب وصل
شوخی پہ مزاج ہے حیا کا

وصل میں جب ہاتھ گھونگھٹ کو لگایا ہے حسن
شرم سے بولی منہ چھپا کر یہ ہنسی اچھی نہیں

[ثمر فصاحت/مولانا حسن نمبر ماہنامہ سنی دنیا اگست ۱۹۹۴ء]

شوخی:

کلام داغ کا بڑا عنصر شوخی اور تیکھا پن ہے
محبوب سے آزادانہ چھیڑ چھاڑ ان کا محبوب مشغلہ
ہے۔ حسن بریلوی کے کلام میں بھی شوخی اور تیزی پائی جاتی
ہے۔ لکھتے ہیں۔

چڑھاؤ آستین خنجر نکالو
یہ چپکے چپکے مجھ کو کوسنا کیا
ستاؤ، دل دکھاؤ، مار ڈالو
نہ آئیگا کبھی روز جزا کیا

مرزا داغ دہلوی کا ایک شعر ہے۔

ایک چلو ہی میں بس داغ بہک اٹھتے ہیں

آج سنتے ہیں نکالے گئے میخانے سے

حسنؔ اسی مفہوم پر یوں لکھتے ہیں ؎

گر یہی ہے شور فریاد و فغاں
تو نکالے جائیں گے محشر سے ہم

مرزا غالبؔ لکھتے ہیں ؎

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

حسنؔ اسے یوں لکھتے ہیں ؎

جی میں شرمندہ ہوا کاٹ کے سر عاشق کا
ہائے جلاد کو کس وقت ندامت آئی

ایک جگہ اور بولتے ہیں ؎

جلوے کی روک تھام کرے گا حجاب کیا
دریا کے آگے آب رواں کا نقاب ہے

عہد ماضی میں ''آب رواں'' ایک بہت باریک کپڑا تھا۔ موصوف نے اور لکھا ہے ؎

ہزاروں خواہشیں دل میں چھپالے کس طرح کوئی
مری جاں تم سے ایک جوبن کا پردہ ہو نہیں سکتا
لڑنے بگڑنے کا تو مزہ ہے وصال میں
اس روٹھنے کا کون کرے اعتبار آج

[شعر حسن از ظہیر لدھیانوی، رضا پبلیکیشن، لاہور ۱۹۷۸ء]

نازک خیالی اور ندرت بیانی:

نازک خیالی اور ندرت بیانی کی مثالیں مرزا غالبؔ کے کلام میں ملتی ہیں لیکن غالب کے یہاں مشکل پسندی بھی ہے۔ ادیبوں نے اس باب میں غالبؔ پر مومن کو ترجیح دی ہے۔ داغؔ بھی اس میدان کے اچھے شہسوار ہیں۔ ان کے کلام میں شوخی اور طنز نگاری کے باوجود نازک خیالی اور ندرت بیانی عروج پر ہے وہ لکھتے ہیں ؎

آنکھیں بچھائیں ہم تو عدو کی راہ میں
پر کیا کریں کہ تم ہو ہماری نگاہ میں

حسنؔ نے بھی اس باب میں طبع آزمائی کی ہے، وہ کہتے ہیں ؎

کہتے ہیں رنجش بھی ہے تو خاص تیری ذات سے
وہ عداوت بھی جتاتے ہیں محبت کی طرح

ایک مقام پر یوں لکھتے ہیں ؎

پردے نے اٹھ کے پردۂ الفت اٹھا دیا
ہم بے خبر ہوئے وہ خبردار ہو گئے

خیالؔ لکھنوی کا ایک شعر ہے ؎

روز کہتا ہوں اب نہ جاؤں گا اس کوچے میں
روز اس کوچے میں اک کام نکل آتا ہے

حسنؔ بریلوی بولتے ہیں ؎

ہمیشہ کہہ کر آتے ہیں کہ اب ہرگز نہ آئیں گے
مگر یہ عہد یاد آتا ہے جا کر بزم جاناں میں

خیالؔ لکھنوی کے شعر میں جو ندرت خیالی ہے اس سے بدرجہا نازک بیانی حسنؔ کے کلام میں ہے جو ارباب بصیرت پر ظاہر ہے۔ حسن بیان، صنعت تواتر یا تقسیم، محاورات، رعایات لفظی، لفظی تقدم و تاخر سے دل کشی، تکرار الفاظ سے حسن معنی، تضاد الفاظ سے مضمون کی بلندی، لفظ جلوہ اور دنیا کی ہم آہنگی، داغؔ دہلوی کی طرح حسنؔ بریلوی کے یہاں موجود ہے۔

تضاد مضمون سے نیا مضمون:

اس قدر قتل کرو کہ تم مسیحا ہو جاؤ
جاں ستانی نہیں یہ مشق مسیحائی ہے

حسن بیان:

رحم آہی جائے گا ان کو دل بیمار پر
درد بڑھتے بڑھتے آخر کو دوا ہو جائے گا

ت تواتر:

کیوں ہوں یہ رسوائیاں گر آپ ہرجائی نہ ہوں
خاک بر سر، آہ بر لب، در بدر کوئی نہ ہو

راتـ:

لیا بوسہ لڑ بھڑ کر بلا سے جان دی دل نے
ہم اس کام آنے کو کام آجانا سمجھتے ہیں

ایت لفظی:

جینے نہ دیگی زلف کی الفت کسی طرح
ٹل جائے میرے سر سے یہ آفت کسی طرح

لی تقدم وتاخر:

وہ اگر یاد کریں ہم کو تو بھولیں کس کو
ہم اگر ان کو بھلائیں تو کسے یاد کریں

رار الفاظ:

دل لگانے کی سزا ہم نے جو پائی پائی
پیار کرنے کا مزہ دل نے جو دیکھا دیکھا

[ثمر فصاحت کے متفرق صفحات از حسنؔ بریلوی]

بل:

حسنؔ بریلوی نے ایسی زمینوں میں بھی غزلیں کہیں
ں جن میں اساتذہ نے بظاہر کوئی مضمون باقی نہیں چھوڑا
۔ اور دوسرے شعراء کو بظاہر ان زمینوں میں قلم اٹھانا بہت
وار تھا۔ مثلاً ذوقؔ کا ایک شعر ہے۔

مئے پلا کر ساقیا سامری فن آب میں
کرتے ہیں جادو سے اپنے آگ روشن آب میں

اسی زمین اور اسی قافیہ میں حضرت حسنؔ کے اشعار
یکھئے۔

اس گھٹا میں کیوں گھٹائے ہو مرا لطف وصال
ابر کھلنے کے لئے ڈالو نہ روغن آب میں

غیر سے بے حس بھی یوں شیر و شکر ہوتے نہیں
دیکھ لو تم ڈال کے تھوڑا سا روغن آب میں

استاد ذوقؔ نے مسکن قافیہ نہیں باندھا ہے اور حسنؔ نے
یہ قافیہ یوں باندھا ہے۔

بار گل سے جھک چلیں شاخیں لب جو کیا عجب
بلبلے ہوں ڈال پر بلبل کا مسکن آب میں

استاد داغؔ دہلوی کا شعر ہے۔

دیکھا دل ان کا غیر نے سینے پر رکھ کے ہاتھ
وہ کاش دیکھتے نہ مجھے اضطراب میں

دل دے کے مفت مول لیا پھر ہزار بار
اپنے دھوئیں بکھر گئے عہد شباب میں

اساتذہ کی کاوش فکر کے بعد اس زمین میں قلم اٹھانا آسان بات نہیں لیکن حسنؔ بریلوی نے اس زمین میں بھی اچھے اشعار نکالے ہیں۔ رقمطراز ہیں۔

ہم جاں بلب ہوں جب بھی رہیں وہ حجاب میں
اے برق آہ آگ لگا دے نقاب میں

تدبیر وصل یہ ہے عدو کو برا لکھوں
جھنجھلا کے آپ ائیں گے خط کے جواب میں

[ثمر فصاحت کے متفرق صفحات، مولانا حسن بریلوی نمبر، ماہنامہ سنی دنیا اگست ۱۹۹۴ء]

شعر و ادب کا حسنؔ ۳؍شوال ۱۳۲۶ھ کو مالک حقیقی سے جا ملے۔ بریلی سٹی ریلوے اسٹیشن سے متصل قبرستان میں دادا اور والد ماجد کے جوار میں مدفون ہوئے۔

[حیات مولانا حسن رضا، مشمولہ ذوق نعت ص ۲، مطبع سابق]

***

پچھلی تین صدیوں سے لیکر اب تک ''دین حق'' جن

۹۲/۷۸۶

نعت شریف

از: حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لئے
زندگی ہے نبی کی نبی کے لئے

ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لئے
جینا مرنا ہے سب کچھ نبی کے لئے

چاندنی چار دن ہے سبھی کے لئے
ہے صدا چاند عبد النبی کے لئے

انت فہیم کے دامن میں منکر بھی ہیں
ہم رہے عشرتِ دائمی کے لئے

عیش کرلو یہاں منکرو چار دن
مرکے تر سوگے اس زندگی کے لئے

داغِ عشق نبی لے چلو قبر میں
ہے چراغ لحد روشنی کے لئے

نقشِ پائے سگان نبی دیکھئے
یہ پتہ ہے بہت رہبری کے لئے

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے
ایک پہچان دین نبی کے لئے

مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لئے

صلح کلی نبی کا نہیں سنیو!
سنی مسلم ہے سچا نبی کے لئے

وہ بلاتے ہیں کوئی یہ آواز دے
دم میں جا پہنچوں میں حاضری کے لئے

اے نسیم صبا ان سے کہہ دے شہا
مضطرب ہے گدا حاضری کے لئے

جن کے دل میں ہے عشقِ نبی کی چمک
وہ ترستے نہیں چاندنی کے لئے

جن کے دل میں ہیں جلوے ترے عشق کے
چشمۂ نور ہیں روشنی کے لئے

اختر قادری خلد میں چل دیا
خلد وا ہے ہر اک قادری کے لئے

شیر بہار ــــ ایک تقویٰ شعار رضوی عالم دین

از: محمد یونس رضا، ریسرچ اسکالر روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی

ـیات کی خدمات سے مالا مال ہے، ان میں ''خانوادۂ
ـویہ'' کے چند افراد کے اسمائے گرامی ہیں سید السالکین
ـرت مولانا رضا علی، امام العلماء (۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء/
۱۲۸ھ/۱۸۶۶ء) مولانا نقی علی خاں برکاتی، رئیس
ـکلمین (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء/۱۲۹۷ھ) مولانا احمد رضا
ـں، مجدد اعظم، امام اہلسنت (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء/
۱۳۴ھ/۱۹۲۱ء) مولانا حامد رضا خاں رضوی برکاتی، حجۃ
ـسلام (۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء/۱۳۲۶ھ/۱۹۴۳ء) مولانا
ـطفی خاں رضوی برکاتی، مفتی اعظم ہند، مجدد مأۃ حاضرہ
۱۳۱ھ/۱۸۹۳ء/۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) مولانا ابراہیم رضا
ـں رضوی، مفسر اعظم ہند۔ مولانا محمد اختر رضا خاں قادری
ـہری، تاج الشریعہ ان حضرات کا زمانہ معترف ہے۔ راہ
ـں کی طرف رہنمائی ان حضرات کا کام ہے اور اسی راہ کی
ـبری کیلئے افراد تیار کرنا اور ورثۃ الانبیاء کے تاج زریں
ـے تاجدار بنانا، ظاہر و باطن کو قبائح و رذائل سے مصفیٰ اور
ـائل وحسنات سے مجلیٰ فرمانا پوری زندگی کا سرمایہ ہے۔

چنانچہ آپ ان حضرات کے حاضر باشوں پر ایک
ـسری نگاہ ڈالیں گے تو دیکھیں گے کیسی کیسی عظیم شخصیتوں
ـ، ان سے تربیت حاصل کی اور آفتاب و ماہتاب ثابت
ـئے۔ اسی عظیم الشان خانوادہ کے شیخ کامل، غوث زمانہ،
ـتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی
ـاللہ مرقدہ سے میرے ممدوح حضرت علامہ مفتی محمد اسلم
ـوی قدس سرہ العزیز وابستہ ہوئے اور انہیں کے فیضان

کرم سے سرشار ہوکر علمی، روحانی میدان میں بلند مقام حاصل کیا۔ آپ جماعت اہلسنت کے مفسر، محدث، فقیہ، مناظر، منطقی، فلسفی، صوفی، متقی، محرر، مقرر، مصلح، قاطع شرک، باطل شکن، عالم نبیل، فاضل جلیل اور مسلک اعلیٰ حضرت کے بیباک نقیب اور سلسلہ قادریہ رضویہ کے شیخ کامل درویش صفت تھے۔ پوری زندگی سنیت کی ترویج و اشاعت میں گزار کر نیابت مصطفیٰ کا حق ادا فرمایا اور کیوں نہ ہو کہ آپ کو غوث زمانہ نے اتنا سجایا، اتنا بنایا کہ ''دین حق'' کا شیر بنا دیا۔ آپ نے ''شیر بہار'' سے شہرت پائی، بلکہ یہی لقب اسم گرامی پر غالب آگیا عوام وخواص سبھی اسی لقب سے یاد کرتے ہیں۔ جس طرح اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم کہنے سے ذہن کا تبادر فوڑا امام اہل سنت احمد رضا خاں اور غوث زمانہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہما کی طرف ہوتا ہے اسی طرح ''شیر بہار'' کہنے سے ذہن کا تبادر فوڑا دین حق کے شیر حضرت مفتی محمد اسلم رضوی کی طرف ہوتا ہے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء.

اور واقعی آپ کی ذات "جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا" کی عملی تفسیر

تھی۔جس جگہ بھی یہ شیر قدم رنجہ فرماتا فرق باطلہ کے ایوان میں زلزلہ پیدا ہوجاتا تھا۔علماء میں آپ نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ جب بھی علمائے اہل سنت بالخصوص رضوی علماء کی تاریخ مرتب ہوگی ممدوح گرامی کی خدمات کوسراہے بغیر ناقص رہے گی۔الغرض رضویت کی تاریخ کی تکمیل مفتی اسلم رضوی نور اللہ مرقدہ کے ذکر کے بغیر نہیں ہوسکتی ۔ ہائے افسوس یہ عظیم ہستی معمولی علالت کے بعد ۱۱، صفر المظفر ۱۴۳۳ھ / ۶، جنوری ۲۰۱۲ء شب جمعہ مبارکہ ۲، بجکر ۳۵، منٹ پر ہمارے درمیان سے روپوش ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ،مولیٰ تعالیٰ ممدوح گرامی کی قبر انور کو بقعہ نور بنائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔آمین

فقیر جب سے اسکول چھوڑ کر مدارس کی دنیا میں آیا تب سے لیکر اب تک ''شیر بہار'' کا ذکر جمیل سنتا آیا ہے۔ سب سے پہلے میں نے ''مدرسہ عالیہ قادریہ'' شمشیر نگر واسعپور دھنباد داخلہ لیا بعدہ ''جامعہ عربیہ اظہار العلوم'' جہانگیر گنج، پھر'' جامعہ اشرفیہ'' مبارکپور بعدہ بریلی شریف ہر جگہ حضور ''شیر بہار'' کا تذکرہ سنا۔جامعہ اشرفیہ میں خوب سنا جب حضرت حافظ ملت محدث مبارکپوری کا عرس آتا ہے زائرین کی کثرت ہوتی ہے علماء کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس موقع سے بھی حضرت کا تذکرہ بڑے بڑے علماء کی زبانی سنا، بریلی شریف میں اکثر ان کا ذکر سنتا رہا بالخصوص ''عرس رضوی'' کے موقع سے کیا عوام کیا خواص ہر مقام پر ''شیر بہار'' کی مدح سرائی رہتی۔کوئی ان کے مناظرے کا ذکر کرتا تو کوئی پڑھانے کا انداز اور کوئی افہام و تفہیم کی تعریف کرتا ہوا نظر آتا کوئی ان کے اخلاق حسنہ بیان کرتا تو کوئی ان کی فقاہت کی وسعت پر محو گفتگو نظر آتا الغرض جس نے مفتی صاحب کو جس پہلو سے دیکھا میرے خیال سے اسی میدان میں ان کی پذیرائی کی، مدح سرائی کی۔میرے دل میں ان تذکروں نے دیدار کا شوق بیدار کردیا جو زمانے گزرنے کے ساتھ ساتھ جوان ہوتا گیا دیدار کی تشنگی ایک عرصہ تک نہ بجھی بالآخر شہزادۂ شیر بہار محب گرامی مولانا محمد احسن رضوی عرف گلاب صاحب مرکزی دارالافتاء میں تربیت افتاء کے لئے حاضر ہوئے۔ استاذی الکریم استاذ الفقہاء عمدۃ المحققین علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی صدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف نے فقیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مولانا! یہ مفتی محمد اسلم صاحب کے لڑکے ہیں۔ سن کر دل باغ باغ ہو اٹھا۔تعارف کے بعد بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ پھر ان سے میں نے حضرت شیر بہار علیہ الرحمہ کے بارے میں استفسار کیا جسے مولانا نے بہت تفصیل کے ساتھ بتایا اس کے علاوہ روز مرہ کی ملاقاتوں اور علمی ابحاث میں حضرت شیر بہار کا چرچا ہوتا رہا۔حضرت مفتی محمد احسن رضوی صاحب تربیت افتاء کے بعد جامعۃ الرضا کے استاذ و مفتی مقرر ہوئے اس دوران بھی حضرت کا ذکر کبھی کبھار ہوتا رہا ایک مرتبہ رفیق گرامی حضرت محمد احسن رضوی صاحب نے بتایا کہ مفتی صاحب ! میرے والد صاحب تشریف لانے والے ہیں میں بہت خوش ہوا اور کہا کہ میری ملاقات آپ ضرور کرائیے گا۔مولانا احسن صاحب پرانے شہر میں ایک مسجد کے خطیب و امام بھی تھے، حضرت شیر بہار بریلی شریف تشریف لائے تو قیام اسی مسجد میں فرمایا، اور میری ملاقات پہلی مرتبہ وہیں ہوئی۔

رفیق گرامی نے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ آپ کا ذکر اکثر کرتے ہیں دیدار کے لئے آئے ہیں۔میں سلام و دست بوسی کے بعد وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت نے خیریت پوچھی اور تعلیم و تعلم کے بارے میں استفسار کیا

ران گفتگو نیک مشوروں سے نوازا۔ پھر فرمایا حضرت تاج شریعہ مدظلہ پڑھاتے ہیں؟ میرے بولنے سے پیشتر مولانا نے جواب دیا ہاں! بہت اچھا پڑھاتے ہیں۔ فتاویٰ بھی ہم ئوں کے لکھے ہوئے ملاحظہ کرتے ہیں۔ ان پر تصدیق بھی ماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا مرکزی دارالافتاء کی شان بہت ند ہے ایک تو وہ حضرت تاج الشریعہ کی نگرانی میں ہے اور ود جواب بھی ارقام فرماتے ہیں اور دوسرے کہنہ مشق مفتی، ہر جزئیات حضرت علامہ بستوی صاحب صدر مفتی ہیں۔ ن حضرات سے خوب فیض حاصل کرو۔ اس کے بعد دار علوم مظہر اسلام کا ذکر آیا۔ پھر آپ نے حضرت مفتی اعظم لیہ الرحمہ کی نوازشات کا ذکر کرتے ہوئے ''مظہر اسلام'' کی زمانہ تدریس کے چند واقعہ بھی بیان فرمایا۔ اسی دوران بائے نوشی ہوئی، پھر اتنی گفتگو کے بعد حضرت نے پوچھا سولانا آپ کا نام کیا ہے۔ میں نے عرض کیا ''محمد یونس رضا ویسی رضوی'' اچھا، کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا آپ 'اویسی'' کیوں لکھتے ہیں میں نے عرض کیا حضور میں سیدی سندی حضرت علامہ سید اویس مصطفی واسطی قادری سجادہ شین خانقاہ عالیہ چشتیہ قادریہ برکاتیہ رزاقیہ، بلگرام شریف سے ارادت رکھتا ہوں۔ اور اسی نسبت سے اویسی لکھتا ہوں حضرت ٹیک لگائے ہوئے تھے سنبھل کر بیٹھے فرمایا یہ وہی بلگرام ہے جو سادات مارہرہ مطہرہ کا آبائی وطن ہے میر عبد لجلیل بلگرامی وہیں سے تشریف لائے تھے میں نے کہا جی حضور! یہ بریلی شریف سے کتنی دور ہے۔ میں نے بتایا پھر فرمایا یہ حضرت اویس میاں صاحب میر عبدالواحد علیہ الرحمہ کے خاندان سے ہیں۔ ان کے نام کے آگے میں نے بعض کتابوں میں قنوجی لکھا ہوا بھی دیکھا ہے۔ میں نے تفصیل سے بتایا حضور سید السادات، فاتح بلگرام حضرت العلام امام زمانہ سید محمد صاحب الدعوۃ الصغری یہ سلطان شمس الدین التمش کے مصاحب تھے اور قطب الاقطاب، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے، انہوں نے بلگرام فتح کیا، یہی سادات بلگرام و مارہرہ و مسولی کے جد اعلیٰ ہیں۔ ان کا مزار وسط بلگرام میں ہے۔ اسی خانقاہ کے سجادہ میرے مرشد گرامی ہیں اور حضرت میر عبدالواحد بلگرامی، فاتح بلگرام کے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید عمر چشتی علیہ الرحمہ کے نسل میں ہیں دس یا نو واسطے سے میر صاحب کا سلسلہ نسب حضرت فاتح بلگرام سے ملتا ہے۔ ان کے اجداد میں سے کوئی قنوج چلے گئے، وہاں سے قصبہ سانڈی آئے، اور پھر بلگرام تشریف لائے اور ایک محلہ سلہڑہ آباد کیا وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔ پھر فرمایا ہاں! یاد آیا میں نے علامہ آزاد بلگرامی کی ''مأثر الکرام'' پڑھی ہے۔ مجھے بھی یاد آرہا ہے۔ پھر فرمایا اہل بیت اطہار کی شان تو بہت اعلیٰ ہے۔ یہ نسبتیں ہم لوگوں کو بریلی شریف کے واسطے سے حاصل ہیں اس کے بعد فرمایا مولانا مجھے ایک حدیث یاد آرہی ہے غالبا ابن ماجہ یا بیہقی میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے لیکر حضرت علی ابن موسی تک سات اسمائے گرامی پڑھ کر اگر کسی مجنون پر دم کردیں تو وہ شفایاب ہوجائیگا اور الحمد للہ ہم سب کو فیضان اعلیٰ حضرت سے یہ سب روایتیں حاصل ہیں مولانا بہت خوش نصیب ہو معا فرمایا کیا حضرت اویس میاں صاحب عالم دین ہیں عرض کیا حضور! وہ حافظ و قاری اور عالم و فاضل ہیں۔ جامعہ عربیہ اظہار العلوم سے فضیلت کی دستار حاصل کی ہے۔ فرمایا ماشاء اللہ بہت خوب۔ میرا بھی ارادہ ہے کہ ان بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری دوں۔ میں نے عرض کیا حضور وہ حدیث کونسی ہے۔ فرمایا: عن عبد السلام بن ابی صالح ابی

الصلت الهروی عن علی بن موسی الرضا عن ابیه عن جعفر بن محمد عن ابیه عن علی بن الحسین عن ابیه عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول الله ﷺ الایمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان قال ابو الصلت لو قری هذاالاسناد علی مجنون لبراء۔

(سیوطی فی شرح سنن ابن ماجہ)

جب سے لیکر اب تک مجھے یہ حدیث یاد ہے۔اس کے بعد فرمایا مولانا اویسی! آج کل بے علم پیروں کی بڑی بھر مار ہے پدرم سلطان بود کا نعرہ ہے مسخرہ شیطان ڈھونگی صوفیاء کی بے لگام بولی ہے کہ شریعت الگ ہے طریقت الگ ہے۔ مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی کہ سید صاحب عالم ہیں۔مولانا پیر پیراں، میر میراں سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد نے ''بہجۃ الاسرار'' میں فرمایا ہے، "الولایة ظل النبوة والنبوة ظل الالٰهیة و کرامة الولی استقامة فعل علیٰ قانون قول النبی ﷺ"۔ پیر کا جامع شرائط ہونا ضروری ہے۔بالخصوص صحت عقائد واتصال سلسلہ اور علم شرع سے واقفیت پھر اس پر وہ عامل ہو۔

دوسری مرتبہ درگاہ اعلیٰ حضرت پر ملاقات ہوئی یہاں بھی بڑے پرتپاک انداز میں سلام کا جواب دیا خیریت دریافت فرمائی۔ معمولی گفت و شنیدی بعد حضرت روانہ ہو گئے۔ حضرت مولانا احسن رضوی کی معرفت حضرت شیر بہار کے تحریر شدہ فتاوی کے بھی زیارت کا شرف ملا۔مولانا اس کی تبویض و ترتیب میں لگے ہوئے تھے مگر جانے وہ کام کہاں تک پہنچا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق بندوں کے لئے پانچ علم ہیں۔علم ذات،علم صفات،علم افعال،علم اسماء،علم احکام،ان میں ہر پہلا دوسرے سے مشکل تر ہے،حضرت شیر بہار ان علوم سے صرف واقف ہی نہیں بلکہ فیضان مرشد سے رہنما ہیں۔سینکڑوں افراد نے آپ سے علم ظاہر وباطن کا حصول کیا

بزار نے حضرت ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے حضرت جندب بن عبداللہ ازدی اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بسند حسن روایت کیا ہے۔"مثل الذی یعلم الناس الخیر وینسی نفسه مثل الفتیلة تضیء للناس وتحرق نفسها"۔ یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے کو بھول جاتا ہے اس فتیلہ کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔خلاصہ یہ کہ عالم شریعت اگر اپنے علم پر عامل ہے چاند ہے کہ آپ ٹھنڈا اور لوگوں کو روشنی دے ورنہ شمع ہے کہ خود جلے مگر لوگوں کو نفع دے۔پھر سبحان اللہ، حضرت شیر بہار کا کیا کہنا آپ نے پوری زندگی عالمانہ وقار کے ساتھ گزاری ہمیشہ شریعت پر عامل رہے اور دوسروں کو اس کی طرف بلاتے رہے۔جب ایک عام عالم کا یہ فیضان ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو پھر متقی عالم دین کے فیض کا عالم کیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ حضرت شیر بہار کے فیضان سے ہم سب کو مالا مال فرمائے اور اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

ان اشعار کے ملاحظہ کرنے کے بعد شعور کے پردہ

چوتھی قسط

خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی صوفیانہ شاعری

از: مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی (علیگ)

پر اقبال کا یہ شعر جھلملانے لگتا ہے۔

مدرسہ نے جو چھپایا ہے تری آنکھوں سے
خلوت کوہ و بیاباں میں ہیں اسرار وہ فاش

اب حضرت خواجہ کی آپ بیتی اور در حدیث دیگراں تلقین بھی دیکھئے:

۵۰۔ زعقل خود بروں رفتم بباز ار جنوں رفتم
بہ میخانہ دروں رفتم بدیدم خم ھارا پر مئے

۵۱۔ معینؔ بچشم خرد حسن دوست ننماید
بہ بین بدیدۂ مجنوں جمال لیلیٰ را
(ایضاً ص ۵)

۵۰۔ اپنی عقل کے خلوت کدے سے باہر نکل کر میں جنوں کے بازار میں گیا۔ میخانہ کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ سارے خم شراب سے لبالب ہیں۔

۵۱۔ معینؔ! نگاہ عقل سے دوست کے حسن کی زیارت نہیں ہوسکتی۔ لیلیٰ کے جمال کو مجنوں کی نگاہ سے دیکھو۔

خلاص: ”عارف کی خصلت اخلاص ہے“ (بزم صوفیہ ص ۸۱)

دلیل العارفین میں حضرت خواجۂ معظم کے اس ارشاد کی پہچان یہ ہے کہ ہر کام صرف رضائے مولیٰ کے حصول کے لئے کیا جائے، اس میں کسی منفعت کے حصول یا کسی مضرت سے بچنے کا تصور شامل نہ ہو۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

سیدنا امام غزالی قدس سرہ اس کی وضاحت میں تحریر فرماتے ہیں:

”اے عزیز! معلوم ہونا چاہئے کہ جب تم کو یہ معلوم ہوگیا کہ نیت کسی عمل کے محرک اور متقاضی کو کہتے ہیں۔ یہ باعث اور محرک اگر ایک ہے تو اس نیت کو خالص کہتے ہیں اور جب دو یا دو سے زیادہ چیزیں اس عمل کا محرک یا باعث ہوں تو چونکہ اس میں شرکت ہوئی، اس لئے وہ خالص نہ رہی۔ اس شرکت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے خدا کے واسطے روزہ رکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا مطلب روزہ رکھنے سے یہ بھی تھا کہ کھانا ترک کرنے سے تندرستی حاصل کرے، ساتھ ہی خرچ اس طرح کم ہوجائے یا کھانا پکانے کی محنت سے نجات حاصل ہو یا اطمینان کے ساتھ ایک کام کو انجام دے سکے یا یہ کہ صوم کے سبب سے بیدار رہے اور بیدار رہ کر کچھ کام کر سکے.......... ایسے تمام خیالات اخلاص کو باطل کرنے والے ہیں، خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ بلکہ عمل خالص وہ ہے کہ جس میں اپنا کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ (کیمیائے سعادت ص ۸۳۴)

حضرت خواجۂ معظم نے اس کی تصویر اپنے حوالے

سے یہ پیش کی ہے:

۵۲۔مانمی گوئیم نعمت یابلا خواہیم و بس
بلکہ مادائم رضائے دوست راخواہیم وبس
۵۳۔گر رضائے دوست ماراور بلاخواہد رسید
ماہمیشہ خویشتن را مبتلا خواہیم وبس
۵۴۔خلق ازحق نعمت وفضل وعطا خواہندوما
از خدا صبر جمیل اندر بلا خواہیم وبس
۵۵۔زاہداں اینجاعمل خواہند ودرعقبیٰ بہشت
ایں نمی خواہیم وآں ہم باخدا خواہیم وبس
۵۶۔ہرکسے ازتو بقدرخودمرادے خواستند
مامراد خویشتن از تو تراخواہیم وبس

(دیوان خواجۂ پاک ص ۳۲)

۵۲۔ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں نعمت یا مصیبت چاہیے۔ہمیں توبس ہمشہ دوست کی رضا مطلوب ہے۔

۵۳۔اگر دوست کی رضا ہمیں مصیبت میں ڈال دے تو ہم ہمیشہ ایسی مصیبت میں گرفتار رہنا پسند کریں گے۔

۵۴۔مخلوق، خدائے تعالیٰ سے فضل وکرم اور بخشش وعطا کی طلبگار رہتی ہے لیکن ہم تو مولیٰ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں کہ مصیبتوں میں ہمیں صبر جمیل عطا کرے۔

۵۵۔زاہد، دنیا میں نیک عمل اور آخرت میں جنت کے آرزو مند ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ مطلوب نہیں۔ہمیں تو جنت بھی چاہئے تو بس اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لئے۔

۵۶۔ سبھی لوگ اپنے اپنے ظرف کے مطابق تجھ سے اپنے مقاصد طلب کرتے ہیں۔ ہم تو تجھ سے بس تجھی کو طلب کرتے ہیں۔

ان اشعار کے ملاحظہ کرنے کے بعد بے ساختہ حضرت رابعہ بصریہ کی وہ حکایت یاد آجاتی ہے جب اللہ کی یہ پاکیزہ بندی ایک ہاتھ میں پانی اور دوسرے ہاتھ میں آگ لے کر اٹھی اور عالم غیظ میں ایک سمت ان کے قدم پاک بڑھے۔ لوگوں نے یہ تیور دیکھ کر دریافت کیا کہ حضرت رابعہ آپ کہاں چلیں وہ بھی اس انداز سے۔ آپ نے اسی تیور میں فرمایا کہ میں جارہی ہوں آج جنت کوجلا کر اور دوزخ کو بجھا کر دم لوں گی۔کوئی میرے خدا کی عبادت اس کی رضا کے لئے نہیں کرتا، سب یا تو جنت کی لالچ میں یا دوزخ کے خوف سے عبادت کیا کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیسا پاکیزہ جذبہ ہے۔اسی جذبۂ خیر کی مسکراتی تصویر مذکورہ بالا اشعار پیش کرتے ہیں۔

سرمستی اورناز:

شراب عشق کی خاص تاثیر تصور محبوب سے سرشاری اور وصال محبوب کے قرب کے تصورات پہ ناز افزا، طرب انگیز کیفیات ہوتی ہیں۔اس مختصر مجموعۂ اشعار کی کئی غزلیں بڑی ہی طرب انگیز اور نشاط آمیز کیفیات اور واردات لئے ہوئے ہیں۔ چند اشعار آپ بھی دیکھئے:

۵۷۔من مست آں پیمانہ ام وزبوئے اودیوانہ ام
لیلیٰ اگر ہم خانہ ام گردد چومن مجنوں شود
۵۸۔اوساقی ومستش منم پیمانہ دردستش منم
درروے نگاہے می کنم تاکے رخش گلگوں شود

(دیوان خواجۂ پاک ص ۳۲)

۵۷۔میں اسی پیمانے کا مست ہوں اور اسی کی خوشبو سے مدہوش وبےخود۔لیلیٰ بھی اگر میری ہم خانہ ہوجائے تو میری طرح مجنون بن جائے۔

۵۸۔وہ ساقی ہے اور میں اس کا مست، اس کے ہاتھوں کا جام میرا ہی وجود ہے۔ میں توبس اسی کو دیکھتا رہتا ہوں کہ کب اس کا چہرہ گلنار ہوتا ہے۔

محبت رسول:

محبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جان ایمان اور روح اسلام ہے اور عشق نبوی میں فنائیت قرب الٰہی کے حصول کا بنیادی زینہ۔ حضرت خواجۂ معظم کے عشق رسول کی وارداتیں اور پرسوز کیفیات ان کے عہد کی نگاہوں میں عام رہیں۔ ساری زندگی اپنے حبیب اور جد کریم کی والہانہ یاد ہی آپ کے درد جگر کا درماں رہی۔ اپنے ملفوظات میں آقائے کونین رسول گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر روح پرور بہت ہی والہانہ انداز میں فرماتے ہیں۔ اکثر احادیث طیبہ بیان فرماتے فرماتے رونے لگتے۔ ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہوجاتی۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا افسوس ہے اس شخص پر جو قیامت کے دن آپ سے شرمندہ ہوگا، اس کی جگہ کہاں ہوگی۔ جو آپ سے شرمندہ ہوگا، وہ کہاں جائے گا۔ یہ فرما چکے تو ہائے ہائے کر کے رو پڑے۔

(بزم صوفیہ ص ۶۵)

عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ برکت تھی کہ بارگاہ نبوت سے حد درجہ قریب اور اس جناب عالی میں بے حد مقبول تھے۔ اسی در کریم سے آپ کو ھند کی سلطنت تفویض ہوئی، بے شمار روحانی انعامات واکرامات سے سرفراز ہوئے، شرف خطاب عطا ہوا، حاضری روضۂ اقدس کے بعد آپ نے سلام نیاز عرض کیا: الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله

حظیرۂ قدس سے جواب آیا: وعلیکم السلام یاقطب مشائخ بروبحر

(بزم صوفیہ ص ۶۵)

آپ نے نثر اور مجلسی گفتگو کے ساتھ ساتھ نظم کی زبان میں بھی یہ سوز دل تقسیم کیا ہے۔ متعدد نعتیں عرض کیں جن سے عشق ووارفتگی کی خوشبو پھوٹی پڑتی ہے۔ عشق ووفا کی خوشبوئیں اور غیرتیں لئے ہوئے آپ کے یہ اشعار ملاحظہ کیجئے:

۵۹۔ درجاں چو کرد منزل جانان مامحمد
صد در کشاد در دل از جان مامحمد

۶۰۔ ما بلبلیم نالاں درگلستان احمد
مالولوئیم ومرجاں، عمان مامحمد

۶۱۔ ماطالب خدائیم بردین مصطفائیم
بردر گہش گدائیم سلطان ماممحمد

۶۲۔ درباغ وبوستانم دیگر مخواں معینؔ
باغم بس است قراں بستان ما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

(دیوان خواجۂ پاک ص ۲۱)

۶۳۔ مراز دیدۂ ودل ہر زماں درود مادم
نثار روضۂ پرنور صدر وبدر دوعالم

(ایضاً ص ۴۷)

۶۴۔ درنعت خواجۂ دوسرا روز، شب معینؔ
کوس محبتش زسماتا سمک زدہ

(ایضاً ص ۴۳)

۵۹۔ ہمارے محبوب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہماری روح میں اتر گئے تو آپ نے ہمارے دل کے سینکڑوں دروازے کشادہ کردیئے۔

۶۰۔ ہم احمد مجتبیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے گلزار کی چہچہاتی بلبل ہیں۔ ہم موتی اور مرجان ہیں اور ہماری (عمان جیسی) کان حضور کی ذات اقدس ہے۔

۶۱۔ ہم خدا کے طالب اور مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دین پر قائم ہیں۔ ہمارے سلطان محمد عربی ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ہم ان کی بارگاہ کے بھکاری۔

۶۲۔ اے معینؔ! مجھے کسی دوسرے باغ اور چمن میں مت

ٹلا۔ ہمارے لئے باغ قرآن اور محمدی چمن کافی ہے۔

۶۳۔ دونوں جہاں کے بدر کامل اور صدر بزم کے روضۂ پرنور پر ہماری نگاہ و دل کی جانب سے ہر لحظہ پیہم درود نثار ہو۔

۶۴۔ معین شب و روز خواجۂ دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت میں مصروف ہے۔ اس کے عشق کا آوازہ تو آسمان کے تاروں اور سمندر کی مچھلیوں تک پہنچ چکا ہے۔

اتباع مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا:

جب عشق ہوتا ہے تو وارفتگی کی حد تک اس کی پیروی، اقتدا اور اتباع کا جذبہ خود بخود دلوں میں انگڑائی لیتا ہے۔ پیروی مصطفیٰ ہی ایمان اور عرفان کی جان ہے، اس کے بغیر کچھ ہاتھ آنے کا نہیں۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است
(اقبال)

عارف باللہ امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، جنہیں بقول امام سیوطی پچھتر بار بیداری میں زیارت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف پاک حاصل ہوا، اپنی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ میں سیدی الکریم ابو عبد اللہ محمد بن خفیف ضبی قدس سرہٗ کا یہ ارشاد ذکر فرمایا ہے: **التصوف تصفیۃ القلوب واتباع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الشریعۃ۔**

تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہو۔

(امام احمد رضا اور تصوف ص ۵)

سیدنا خواجۂ معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی بارگاہ بے کس پناہ کی دریوزہ گری کو ہی ساری ایمانی توانائیوں اور روحانی گہرائیوں کا اصل الاصول قرار دیتے ہیں:

۶۵۔ عروج جان معینؔ براوج اَو ادنیٰ
بجز متابعت مصطفیٰ نمی بینم
(دیوان ص ۵۲)

۶۶۔ گر عروج جاں معینؔ بایدت بر نہ فلک
در رکاب خواجۂ لولاک می باید شدن
(ایضاً ص ۷۵)

۶۷۔ عروج نیست میسر براوج اَو ادنیٰ
مگر بہ پیروئ مقتدائے عالم غیب

۶۵۔ معین الدین! ''او ادنیٰ'' کی بلندیوں تک روح کی رسائی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

۶۶۔ اے معین! اگر تجھے فلک اعلیٰ تک اپنی روح کی رسائی مطلوب ہے تو خواجۂ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم رکاب ہو جا۔

۶۷۔ عالم غیب کے پیشوا کی پیروی کے بغیر ''او ادنیٰ'' کی بلندیوں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے بھی ان بزرگان امت کی پاکیزہ فکروں کی اتباع میں عالم کو یہی پیغام جاں نواز دیا۔ آپ فرماتے ہیں:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
(حدائق بخشش ص ۷۸)

نام کتاب :الفردۃ فی شرح البردۃ (عربی)
مصنف :تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہ العالی
جمع وترتیب :مولانا عاشق حسین مصباحی کشمیری
صفحات :۳۰۹
قیمت :درج نہیں
ناشر :مرکز الدراسات الاسلامیہ، جامعۃ الرضا بریلی شریف (یوپی)
مبصر :محمد طفیل احمد مصباحی

تاج الشریعہ فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کی ذاتِ ارفع سے دنیائے سنیت کے عوام و خواص اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ علم و فضل، فکر و دانش اور زہد و تقویٰ کے پیکرِ جمیل ہیں۔ برصغیر ہند و پاک میں آپ کی حیثیت مرجعِ علما و مشائخ کی ہے۔ وارثِ علوم اعلیٰ حضرت اور جانشینِ مفتیِ اعظم ہند ہونے کے ساتھ آپ کو رضویت کی شان اور سنیت کی جان ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ موجودہ دور میں آپ کی ذاتِ بابرکات "سنیت کی علامت" کا ایک معتبر حوالہ ہے۔ حضور تاج الشریعہ بلا مبالغہ گلشنِ اعلیٰ حضرت کے وہ خوش رنگ پھول ہیں جن کی نکہت سے اہلِ ایمان کے مشامِ جان معطر ہیں۔

موجودہ مرشدانِ طریقت میں آپ جیسا جلیل القدر عالمِ دین، مایۂ ناز فقیہ و مفتی، حددرجہ تقویٰ شعار اور بلند پایہ ادیب و شاعر کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ آپ صحیح معنوں میں مسندِ تدریس و افتا کے صدر نشیں، بزمِ شعر و ادب کی شمعِ فروزاں، میدانِ علم و تحقیق کے شہ سوار اور مملکتِ روحانیت کے سلطانِ ذی وقار ہیں۔ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم کی ذات پر یہ شعر بجاطور پر صادق آتا ہے ۔

علم و ادراک و سخن دانی و طرزِ تحریر
ایک مرکز پہ سمٹ آئے ہیں جوہر سارے

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا وجیہ و شکیل بنایا ہے، روحانی کشش اس پر مستزاد ہے۔ مشتاقانِ دید "جمالِ رخ ازہری" کے لیے پہروں بے تاب رہتے ہیں۔ حدیث پاک میں ولی کی پہچان یہ بتائی گئی ہے: اذا راٰی ذکر اللہ۔ کہ ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ حضور تاج الشریعہ اس حدیثِ پاک کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ دنیا کے کونے کونے میں آپ کے مریدین کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ زبردست قوتِ حافظہ کے مالک ہیں۔ عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبان پر آپ کو غیر معمولی دسترس حاصل ہے۔ شعر و سخن کا ستھرا ذوق وراثت میں ملا ہے۔ آپ کا نعتیہ دیوان "سفینۂ بخشش" بہت پہلے منظرِ عام پر آچکا ہے۔

تصنیف و تالیف، ترجمہ و تعریب اور خدمتِ لوح و قلم

کا کام تادمِ تحریر جاری ہے۔مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی قلمی یادگار اور آپ کی علمی بصیرت و دانائی پر شاہدِ عدل ہیں۔

تصانیفِ ازہری: [۱] الحق المبین (عربی، اردو) [۲] ٹی وی ویڈیو کا شرعی آپریشن [۳] تصویروں کا شرعی حکم [۴] فضیلتِ نسب (ترجمہ) [۴] فضیلتِ صدیقِ اکبر (ترجمہ) [۵] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ یا آزر [۶] ہجرتِ رسول ﷺ [۷] دفاعِ کنز الایمان [۸] مرأۃ النجدیۃ (عربی) [۹] شرحِ حدیث نیت [۱۰] تین طلاق کا شرعی حکم [۱۱] ٹائی کا مسئلہ [۱۲] آثارِ قیامت [۱۳] حاشیۂ بخاری [۱۴] ترجمہ المعتقد المنتقد والمستند المعتمد [۱۵] سفینۂ بخشش [۱۶] سنو چپ رہو [۱۷] الفردۃ فی شرح البردۃ (عربی)۔

حضور تاج الشریعہ کی جملہ تصانیف میں زیرِ تبصرہ کتاب "الفردۃ فی شرح البردۃ" کو شاہ کار کا درجہ حاصل ہے۔کتاب عربی زبان میں ہے اور نہایت عظیم و جلیل ہے، تو اصولی اعتبار سے اس پر تبصرہ کرنے والے مبصر کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔راقم الحروف اس پر تبصرہ کرنے کا اہل نہیں ہے۔مگر چوں کہ یہ مدارسِ اسلامیہ کی تعطیلِ کلاں کا زمانہ ہے اور ہمارے جلیل القدر اساتذۂ کرام اپنے اپنے گھر تشریف لے جا چکے ہیں، اس لیے احقر ہی اپنی ناقص استعداد کے مطابق کتاب کے مندرجات و خصوصیات پر ہلکی سی روشنی ڈالنے پر اکتفا کرتا ہے۔

حضرت مصنف دام ظلہ نے سب سے پہلے قصیدہ بردہ شریف کے شاعر و ناظم حضرت امام بوصیری کے مختصر حالات قلم بند کیے ہیں۔اس کے بعد یہ سوال کہ امام بوصیری نے یہ قصیدہ کیوں لکھا؟ اس پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آخر میں قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کے آداب بیان کیے گئے ہیں۔

حضرت امام بوصیری کا یہ مشہور زمانہ اور مقبولِ بارگاہ رسالت قصیدہ عربی زبان و ادب کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔قصیدہ کے الفاظ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، ان کے معانی طرب انگیز اور وجد آفریں ہیں۔اس کے لفظ لفظ سے عشقِ رسول کی خوشبو پھوٹتی ہے اور دل کے آنگن کو مہکا دیتی ہے۔قصیدہ کی ایک نمایاں خصوصیت "اہلِ سنت کے عقائد و معمولات کی تائید و توثیق" ہے۔ان کے علاوہ یہ قصیدہ نہایت ہی بابرکت اور "حلِ مشکلات" کے لیے اکسیرِ اعظم ہے۔حضور اکرم ﷺ کے جمالِ جہاں آرا کی زیارت کی خواہش رکھنے والوں کو اس قصیدے کا مسلسل ورد کرتے رہنا چاہیے۔

ممدوحِ قصیدہ حضور سیدِ عالم ﷺ نے اس قصیدے کو پسند کیا اور اس پر فرحت و شادمانی کا اظہار فرمایا۔جس وقت امام بوصیری یہ قصیدہ بارگاہِ رسالت میں پڑھ کر سنا رہے تھے، اس وقت حسبِ بیانِ راوی: وتمايل صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لسماعها كما تتمايل الأغصان المثمرة۔ کہ حضور ﷺ قصیدہ سن کر اس طرح جھوم رہے تھے جس طرح درخت کی شاخیں جھوما کرتی ہیں۔

قصیدہ بردہ شریف پڑھنے اور سننے کے آداب سے متعلق حضرت تاج الشریعہ لکھتے ہیں: وأما الشروط التي يجب مراعاتها فقالوا: ينبغي للقاري أن يكون على وضوئه وكذا السامع . وينبغي أن يستقبل

القبلة و یجلس متأدبا. وینبغی أن یداوم علی الصلوٰة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعد کل بیت ویلتزم الصلوٰة التی صلیٰ بها الإمام البوصیری علیه وهو قال الإمام:

مولای صلِ وسلم دائـمًا أبدًا
علیٰ حبیبك خیر الخلق کلهم

(الفردۃ،ص:۶)

ترجمہ: جب قصیدہ بردہ شریف پڑھا جائے تو قاری اور سامع دونوں باوضو، قبلہ رخ ہو کر ادب کے ساتھ بیٹھیں اور ہر شعر کے بعد درود شریف پڑھیں اور خاص طور سے اس درودِ پاک کا ورد کریں جس کا امام بوصیری نے التزام کیا تھا اور وہ درود یہ ہے:

مولای صلِ وسلم دائـمًا أبدًا
علیٰ حبیبك خیر الخلق کلهم

الفردۃ کی چند اہم علمی خصوصیات: قصیدہ بردہ شریف میں کل ۱۶۱/ اشعار ہیں۔ حضور تاج الشریعہ نے ہر شعر کی توضیح و تشریح سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حمدِ الٰہی اور درود شریف کا التزام کیا ہے، جو آپ کے کمالِ زہد اور عارفانہ زندگی کی روشن دلیل ہے۔

حلِ لغات و تشریحِ الفاظ: کسی بھی کتاب کی توضیح و تشریح کا کام اس وقت تک مکمل نہیں سمجھا جاتا، جب تک کہ لغات و الفاظ پر سیر حاصل گفتگو نہ کی جائے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس امر کی جانب خاص توجہ دی ہے اور ہر ہر لفظ کی توضیح و تشریح فرمائی ہے۔ کوئی بھی صفحہ حلِ لغات اور تشریحِ الفاظ سے خالی نہیں ہے۔ اگر الفاظ مترادف ہیں اور ان کے معانی میں قدرے فرق ہے، تو اس فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً قصیدہ بردہ کے پہلے ہی شعر میں "مزجت" فعل سے متعلق حضور تاج الشریعہ ارقام فرماتے ہیں: "وقوله مزجت من المزج والمزج هو الخلط ولکن بینهما فرقا أبداه أهل المعرفة باللغة فالمزج خلط الشیئین بحیث یتکون منهما حقیقة واحدة کما أنك تمزج الماء باللبن ویتکون بهذا کله حقیقة واحدة، والخلط أعم من هذا تقول خلطت الدراهم بالدنانیر فالدراهم والدنانیر مخلوطة ولکن بخلطهما لا تتأتیٰ حقیقة واحدة۔"

(الفردۃ،ص:۷)

ترجمہ: مزجت، یہ المزج سے مشتق ہے اور مزج کا معنیٰ ہے دو چیزوں کا باہم خلط ملط کرنا۔ لیکن مزج اور خلط میں ایک فرق ہے جو اہلِ لغت نے ظاہر کیا ہے کہ مزج کہتے ہیں "دو چیزوں کا باہم اس طرح ملا دینا کہ وہ دونوں حقیقتِ واحدہ میں تبدیل ہو جائیں، جیسے پانی دودھ میں یا دودھ پانی میں مل کر ایک حقیقت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور خلط یہ مزج سے عام ہے، جیسا کہ آپ کہتے ہیں: خلطت الدراہم بالدنانیر (میں نے درہم کو دینار سے ملا دیا)، تو ان دونوں کے باہم ملنے سے حقیقتِ واحدہ کا حصول نہیں ہوتا۔ درہم و دینار اپنی اپنی حقیقت پر باقی رہتے ہیں۔

ذِکر (ذال پر کسرہ) اور ذُکر (ذال پر ضمہ) ان دونوں کے مابین لطیف فرق کو آپ یوں اجاگر کرتے ہیں: "الذِکر ما یکون باللسان والذُکر ما یکون بالقلب"

(الفردۃ،ص:۷)

یعنی کسی کو زبان سے یاد کرنا ذِکر ہے اور دل سے یاد کرنا یہ ذُکر ہے۔

صرفی ونحوی تحقیق: کتاب کی دوسری نمایاں خصوصیت الفاظ ولغات کی "صرفی ونحوی تحقیق" ہے۔صرفی ونحوی تحقیق کی بدولت ہی صحیح معانی اور اصل مراد تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔حضور تاج الشریعہ نے حلِ لغات کے ساتھ بڑے آسان اسلوب میں صرفی ونحوی تحقیق بھی فرمائی ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ کریں:

(۱) یوم تفرس فیه الفرس أنـهـم
قد أنذروا بحلول البُؤس والـنقم

حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ اس کے تحت "صرفی ونحوی تحقیق" کے جلوے یوں بکھیرتے ہیں:

"یوم أی هو یوم فهو خبر لمبتدأ محذوف والضمیر راجع إلیٰ مولده صلی الله علیه وسلم ....وقوله أنهم بالإشباع، وأن مع اسمها وخبرها مفعول تفرس والضمیر للفرس وقد للتحقیق وأنذروا فعل ماضٍ مجهول من الإنذار بمعنیٰ التخویف مع الإبلاغ، وبحلول متعلق بالإنذار والحلول من حل یحل من باب ضرب یضرب۔" (الفردة، ص:۱۲۹)

ترجمہ: لفظ یوم مبتدائے محذوف کی خبر ہے اور ضمیر مولدہ کی طرف راجع ہے۔أنهمَ حرکت میم کے اشباع کے ساتھ ہے اور اَن حرف مشبہ بالفعل ہے، اپنے اسم وخبر کے ساتھ مل کر تفرس فعل کا مفعول بہ ہے اور أنهم میں ہم ضمیر فرس کی طرف راجع ہے۔قد تحقیق کے لیے ہے۔أنذروا یہ فعلِ ماضی مجہول ہے اور انذار سے مشتق ہے۔اور حلول یہ حلّ یَحِلُّ سے مشتق ہے اور حل یحل یہ باب ضرب یضرب سے ہے۔

(۲) وقد قدمتك جمیع الأنبیاء بها
والرسل تقدیم مخدوم علی خدم

حضرت تاج الشریعہ نے اس شعر کی بڑی جامع تحقیق فرمائی ہے اور صرفی ونحوی تشریح یوں کی ہے۔

"وقدمتك فعل ماضٍ من التقدیم و ضمیر الخطاب مفعول قدمتك والخطاب للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قوله جمیع الأنبیاء فاعل قدمتك و تأنیث الفعل إما لأن الجمیع بمعنی الجماعة و إما لأنه مضاف إلیٰ جمع التکسیر فاکتسب التأنیث ..... وقوله والرسل بالجر عطفا علی المضاف إلیه وهو بضم الراء والسین وهو جمع رسول و إسکان السین للضرورة و تقدیم منصوب علیٰ أنه مفعول مطلق۔" (الفردة، ص:۲۲۶)

آپ نے پوری کتاب میں صرفی ونحوی تحقیق کا یہی انداز اختیار کیا ہے۔

اہلِ سنت کے عقائد کا اثبات: حضرت امام بوصیری نے قصیدے میں جہاں ضمناً اہلِ سنت کے عقائد ونظریات بیان کیے ہیں وہاں حضور تاج الشریعہ دام ظلہ نے کمال شرح وبسط کے ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں عقائد اہلِ سنت کو مدلل ومبرہن فرمایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو علمِ ما کان وما یکون اور "علومِ خمسہ" عطا فرمائے۔

حضرت امام بوصیری فرماتے ہیں:

فإن من جودك الدنیا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ نے اس مقام پر مفصل

انداز میں بڑی محققانہ و عالمانہ گفتگو فرمائی ہے اور قرآن و احادیث و ارشاداتِ ائمہ کی روشنی میں حضور اقدس ﷺ کے لیے علومِ غیب کا اثبات فرمایا ہے۔ چناں چہ آپ لکھتے ہیں: "فهو صلى الله عليه وسلم على بصيرة كاملة و معرفة تامة بالله تعالىٰ و أنه لايعزب عن علمه ما كان ومايكون ...... وأن الله تعالىٰ أطلعه علىٰ كل شيءٍ حتى الخمس التي هي مفاتيح الغيب كما بينه الأئمة الأعلام۔" (الفردۃ،ص:۲۹۰)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کو اللہ رب العزت کی معرفتِ کاملہ حاصل ہے، ماکان و ما یکون کا علم آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ کو ہر چیز کا علم دیا، یہاں تک کہ "علومِ خمسہ" جو "مفاتیح الغیب" یعنی غیب کی کنجیاں ہیں، اللہ نے ان کا بھی علم آپ کو دے دیا، جیسا کہ ائمۂ کرام نے بیان کیا ہے۔

اس کے بعد شارحِ قصیدہ دام ظلہ نے ۸ر صفحات پر مشتمل دلائل کے انبار لگا دیے ہیں اور اشکال کا جواب بھی دیا ہے۔ تفصیل کے لیے کتاب کا ص:۹۲ تا ۹۷ مطالعہ کریں۔

حضرت امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدے میں کثرت سے صنائع و بدائع کا استعمال ہوا ہے۔ صنائع و بدائع اشعار کے لیے زینت ہوا کرتے ہیں۔ جس شعر میں جس صنعت کا استعمال ہوا ہے، حضرت تاج الشریعہ نے اس صنعتِ خاص کی نشان دہی فرمائی ہے اور "صنعتِ تلمیح" پر خاص توجہ دی ہے۔

قصیدہ کا شعر ہے:

لم يمتحنا بما تعي العقول به
حرصا علينا فلم نرتب ولم نهم

اس شعر سے متعلق حضرت تاج الشریعہ یہ افادہ ارقام فرماتے ہیں: "وفي هذا البيت تلميح إلىٰ قوله تعالىٰ: لقد جاء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم الآية، و إيماء إلى قوله تعالىٰ : وما أرسلنٰك إلّا رحمة للعالمين۔" (الفردۃ،ص:۱۱۱)

علاوہ ازیں کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ قصیدہ بردہ شریف کے متعدد نسخوں میں جو الفاظ و عبارات کی غلطیاں ہیں، آپ نے ان غلطیوں کی نشان دہی فرمائی ہے اور شارحینِ قصیدہ کے تسامحات کو بھی واضح فرمایا ہے۔

غرض کہ کتاب بہت سی خوبیوں کی جامع ہے۔ علومِ ادبیہ اور معارفِ علمیہ کے سمندر کو حضرت تاج الشریعہ نے اس کوزے میں بند کر دیا ہے، طباعت بہت عمدہ، ٹائٹل دیدہ زیب اور پرکشش ہے۔ پروف کی غلطیاں نہیں کے برابر ہے۔ یہ کتاب اساتذۂ کرام اور طلبۂ مدارس کے لیے ایک گراں قدر علمی و ادبی تحفہ ہے۔

☆☆☆

حجاج کرام کو مبارکبادیاں

ادارہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ و طفیل جملہ حجاج کرام کو ارکان حج، شرع کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا حج قبول فرمائے اور انہیں دارین کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ نیز ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما کی عظیم دولت سے مالا مال فرمائے آمین۔

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY
Regd. No. U.P./BR/28/11/12
Annual Subscription Rs. (180) Per Copy (15)

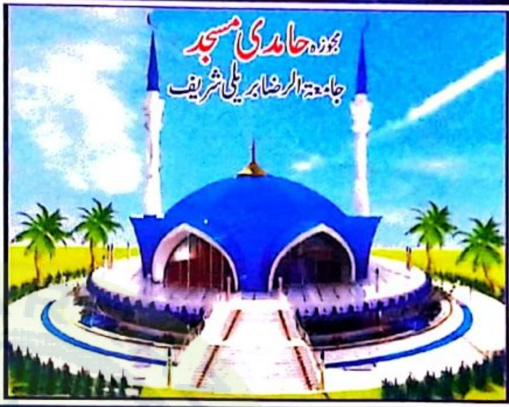
CENTRE OF ISLAMIC STUDIES JAMIAT-UR-RAZA BAREILLY SHARIF

دُنیائے سُنّیت کی عظیم درسگاہ

جامعۃ الرضا

مرکز الدراسات الإسلامیة

بریلی شریف یوپی، ھند



اہم خوش خبری

ہمیں تمامی قارئین سنی دنیا کو یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ قاضی القضاہ فی الہند حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی سرپرستی اور علامہ ابوحسام محمد عسجد رضا قادری کی ادارت میں شائع ہونے والا ''ماہنامہ سنی دنیا'' ہر مہینے انٹرنیٹ پر ہماری مرکزی ویب سائٹ www.hazrat.org پر موجود رہے گا۔

Under Management — باھتمام

IMAM AHMAD RAZA TRUST
82, Saudagaran
Bareilly Shareef (U.P.)

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲ر سوداگران، بریلی شریف (یوپی)

UNITED PRINTERS BAREILLY # 9319623803, 9548639384